اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوق کا بیان

ملک الموت اور انبیائے کرام علیہم السلام

مصنف
ڈاکٹر مصطفیٰ مراد

مترجم
حافظ عطاء الحق

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور، کراچی، پاکستان

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوق کا بیان

ملک الموت اور انبیائے کرام علیہم السلام

مصنف

ڈاکٹر مصطفیٰ مراد

مترجم

حافظ عطاء الحق

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور کراچی پاکستان

نام کتاب	ملک الموت اور انبیاء کرام علیہم السلام
مصنف	ڈاکٹر مصطفیٰ مراد
مترجم	حافظ عطاء الحق
ناشر	محمد حفیظ البرکات شاہ
	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
سال اشاعت	اپریل 2015ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	TF76

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔فون:۔ 37221953 فیکس:۔ 042-37238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: 37247350۔فیکس 042-37225085

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔ 021-32212011-32630411۔فیکس:۔ 021-32210212

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Website:- www.ziaulquran.com

فہرست

انتساب

میرے شیخ

حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ

اور

میرے والد گرامی

کے نام

عرض مترجم

الحمد لله الملک الدیان الکریم المنان۔ الذی کل یوم هو فی شأن۔ استغفره واتوب الیه فی السر والاعلان ولا اعبد ولا استعین الا إیّاہ۔ والصلاۃ والسلام علیٰ سیدنا ومولٰنا ومأوٰنا وملجانا محمد فی کل وقت وّان وعلیٰ اٰلہٖ واصحابه واشراف امته وجمیع امته فی السر والاعلان۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایمان رجاء اور خوف کی درمیانی حالت کا نام ہے اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر مجھے پتہ چلے کہ جنت میں صرف ایک شخص داخل ہوگا تو مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا اور اگر کہا جائے کہ جہنم میں صرف ایک شخص داخل ہوگا تو مجھے خوف ہے کہ کہیں میں ہی نہ ہوں۔ اسی طرح قرآن کریم میں ہے کہ اللہ کی پکڑ سے صرف کافر بے خوف ہوتے ہیں اسی طرح اللہ کی رحمت سے صرف کافر ہی مایوس ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر مصطفیٰ مراد کی کتاب ''ملک الموت والانبیاء علیہم السلام'' جس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے اس سلسلے میں بہت اہم ہے اور اپنے پڑھنے والے کو رجاء اور خوف کے بین بین رکھتی ہے یہ ایک طرف تو اللہ کے برگزیدہ بندے انبیاء کرام علیہم السلام کی شان بیان کرتی ہے کہ کس طرح موت کے وقت بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو محبتوں اور شان کریمی سے نوازا اور دوسرے نیک بندوں کی عمدہ اور حسین عاقبت کو بیان کر کے انسان کے اندر اپنے رب سے امید اور حسن ظن پیدا کرتی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کوئی بندہ دنیا سے رخصت نہ ہو مگر وہ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھتا ہو تو دوسری طرف اللہ کے نافرمان بندوں کی عاقبت بیان کر کے انسان کے اندر خوف پیدا کرتی ہے اور اس کو اس بات پر ابھارتی ہے کہ وہ کبھی بھی اعمال سے کوتاہی نہ کرے اور اللہ کی یاد کو اپنے دل سے نہ بھلائے۔ اس طرح یہ کتاب خصوصاً آج کل کے دور میں جب تقصیر عمل امت کا شیوہ بن گیا ہے بہت ہی اہمیت کی حامل

ہے اور امید کی جاسکتی ہے کہ امت مسلمہ کے لیے بہت مفید ہوگی۔

اس کے علاوہ یہ کتاب، سماع موتیٰ اور کلام موتیٰ جو کہ اہل سنت والجماعت کے بنیادی عقائد میں سے ہیں کو تفصیل سے بیان کرتی ہے۔ بعض مقامات پر مصنف نے عقائد اہل سنت سے اختلاف بھی کیا ہے جس کی وضاحت حاشیہ میں کردی گئی ہے۔ بہر حال کتاب کا اصل مقصد لوگوں کے ذہن میں رجاء اور خوف کی حالت پیدا کرنا ہے۔ میری قارئین سے التماس ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری اس سعی کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو میری اور میرے والدین کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

طالب دعا

حافظ عطاء الحق

اے میرے مالک! اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔ اے میرے کریم اس کوتاہ عمل، سیاہ دل وسیاہ رو کو وقت نزع اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ والضحیٰ کی زیارت نصیب فرما اور کرب سیاق کو اپنی رحمت سے دور فرما۔

میری اس سعی کو میرے والد گرامی کی بخشش کا سبب بنا جن کی دعاؤں سے میں اس قابل ہوا۔

مقدمہ

تمام تعریف تیرے لیے ہے۔

اے وہ جو ہر زندہ سے پہلے زندہ تھا۔ اے وہ جو ہر زندہ کے بعد زندہ ہوگا۔ اے وہ زندہ کہ کوئی زندہ جس کے مشابہ نہیں۔ اے وہ زندہ جس کی مثل کوئی زندہ نہیں۔ جس کا کوئی زندہ شریک نہیں۔ اے زندہ جو مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اے زندہ جو کسی زندہ کا محتاج نہیں۔ اے وہ زندہ جو ہر زندہ کو مار دیتا ہے۔ اے وہ زندہ جو ہر زندہ کو رزق دیتا ہے۔ اے وہ زندہ جسے موت نہیں۔

تیری ذات پاک ہے اے عزت و جبروت کے مالک۔

تیری ذات پاک ہے اے صاحب ملک الموت۔

تیری ذات پاک ہے جو مخلوق پر موت لکھتا ہے اور خود نہیں مرتا۔

تیری ذات پاک ہے جس نے یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں الہام کیا۔

اور تو نے چیونٹی کو اپنی قدرت کے ساتھ لشکر سے بچا لیا۔

اور تو نے عیسیٰ علیہ السلام کو بولنے پر قادر کیا جبکہ وہ بچے تھے۔

اور تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکڑی کے جالے سے حفاظت کی۔

تیری ذات پاک ہے تیری ذات پاک ہے تو زندہ ہے جسے موت نہیں ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے تورات میں پڑھا۔ یا کہا میں نے ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں پڑھا۔ ان میں لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اے ابن آدم! تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا میں نے تجھے پیدا کیا جبکہ تو کوئی چیز نہیں تھا۔ میں نے تجھے موزوں ترین بشر بنایا۔ میں نے تجھے مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ اور

میں نے تجھے رکھا پانی کی بوند بنا کر ایک محفوظ مقام میں پھر میں نے نطفہ کا خون کا لوتھڑا بنایا پھر لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنائی پھر پیدا کیں اس بوٹی میں ہڈیاں پھر ان کو گوشت بنایا پھر اسے دوسری مخلوق بنا دیا۔

اے ابن آدم! میرے علاوہ کوئی اس پر قادر ہے؟ پھر میں نے تیری ماں سے تیرا بوجھ ہلکا کیا حتی کہ وہ تجھ سے نہ کوئی تکلیف اور نہ ایذا محسوس کرتی ہے۔ پھر میں نے آنتوں کی طرف وحی کی وہ کھل جائیں اور اعضاء کی طرف کہ وہ پھیل جائیں۔ پس آنتیں کھل گئیں قبل اس کے کہ وہ تنگ تھیں۔ پھر میں نے رحموں کے مؤکل فرشتے کو وحی کی کہ تجھے پیٹ سے نکالے۔ پس اس نے تجھے اپنے ایک پر سے آزاد کیا۔ میں نے تجھے دیکھا تو تو ایک کمزور مخلوق تھا نہ تیرے دانت کہ تو کاٹتا نہ داڑھ کہ پیتا میں نے تیری ماں کے سینے میں ایک رگ پیدا کی جس سے دودھ نکلتا ہے جو گرمیوں میں ٹھنڈا اور سردیوں میں گرم ہوتا ہے اور میں نے اسے تیرے لیے جلد اور رگوں کے درمیان پیدا کیا۔ پھر میں نے تیرے والد کے دل میں تیرے لیے رحمت ڈال دی اور تیری ماں کے دل میں محبت ڈال دی۔ پس وہ دونوں تجھ پر تھکتے ہیں۔ تیرے لیے کوششیں کرتے ہیں تجھے غذا دیتے ہیں اور تیری تربیت کرتے ہیں اور وہ خود نہیں سوتے جب تک تو نہ سو جائے۔

اے ابن آدم! میں نے یہ سب کچھ تیرے ساتھ کیوں کیا؟ کیا کوئی ایسی چیز کے لیے جس کا تو مجھ سے زیادہ اہل تھا یا کسی ایسی حاجت کے لیے جس کی قضاء پر میں تجھ سے مدد لیتا؟

اے ابن آدم! جب تیرے دانت کاٹنے لگ گئے، تیری داڑھ نے چبانا شروع کر دیا تو میں نے تجھے گرمیوں میں گرمیوں کے اور سردیوں میں سردیوں کے پھل کھلائے۔ جب تو جان گیا کہ میں تیرا رب ہوں تو تو نے میری نافرمانی کی۔ پس تو مجھے پکار۔ میں قریب ہوں اور پکار سنتا ہوں۔ مجھ سے مغفرت طلب کر میں بخشنے والا مہربان ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے، اس کے رسول اس کے برگزیدہ اس کی مخلوق میں سے اور اس کے حبیب ہیں۔ آپ کے رب نے آپ سے کہا:

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ۝ (الزمر)

اے بندو اللہ تعالیٰ تمہیں گنہگار دیکھتا ہے۔ دنیا پر حریص اور موت کو بھولنے والا کیا تم نے اللہ کی ملاقات لحد اور مٹی کو بھلا دیا۔ ناراضگی کے دن کو جس میں پیشانیاں بوڑھی ہو جائیں گی۔ اگر بندہ تقویٰ کا لباس نہ پہنے تو وہ ننگا اگرچہ کپڑے پہنے ہوں۔ اگر دنیا اپنے اہل کے لیے ہمیشہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ باقی رہتے۔ لیکن دنیا نے فنا ہونا ہے اور اس کی نعمتوں نے فنا ہونا ہے۔ گناہ اور معاصی اسی طرح رہیں گے جس طرح ہیں۔

اما بعد۔ موت جس کو پچھاڑنے والی قوت ہو، کپڑے جس کے ساتھی ہوں، قبر جس کی واقف ہو، منکر نکیر جس کے ہم جلیس ہوں، قیامت جس کے وعدہ کی جگہ ہو، حوض پر جس نے آنا ہو، پل صراط سے جس نے گزرنا ہو، جنت اور دوزخ جس کے ٹھکانے ہوں، خبردار اس کا اہل ہے کہ اس کا کوئی ذکر نہ ہو، کوئی فکر نہ ہو سوائے موت کے۔ اگر ہم موت کا ذکر کرتے اور اس کا شمار کرتے رہتے تو ہمارا یہ حال نہ ہوتا جو ذلت، کمزوری، ضعیف اور ہزیمت ہم پر ہے۔ آج ہم پیش کر رہے ہیں "ملک الموت اور انبیاء علیہم السلام" شاید ہم دنیا کے تعلق اور موت کے نسیان سے لوٹ آئیں۔

میں اپنی یہ کتاب اپنی ماں، باپ، بیوی اور بچوں، شفا اور صہیب کے نام کرتا ہوں۔

ڈاکٹر مصطفیٰ مراد صبحی

مدرس کلیہ الدعوۃ الاسلامیہ

جب رشید مکہ کی طرف پیدل نکلے اپنی قسم پوری کرنے کے لیے تو ان کے لیے عراق سے لے کر حجاز تک قیمتی بچھونے بچھائے گئے، اور وہ ایک میل تک ہی تھک گئے اس وقت سعدون مجنون آئے اور کہا:

دنیا کو چھوڑ دے جو تیری موافقت کرتی ہے، کیا موت تجھے نہیں آئے گی، تو دنیا کے ساتھ کیا کرے گا، اور ایک پل کا سایہ تجھے کافی ہے، اے دنیا کے طالب خبردار، دنیا کو چھوڑ دے اپنی شان کے لیے، جس طرح زمانے نے تجھے ہنسایا ہے، اسی طرح زمانہ تجھے رلائے گا۔

رشید بڑا سخت روئے، چیخے اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے یہاں تک کہ ان کی تین نمازیں فوت ہو گئیں پھر اس نے کہا:

الحمد للہ ثم الحمد للہ زمین پر کتنے بھولے ہوئے اور لاپرواہ ہیں کتنے آنکھوں والے زندگی گزارتے ہیں دنیا سے اللہ کی طرف نکلنے والے دن متعجب ہوتے ہیں۔

تو صرف دھوکہ میں تھا

جب رشید نے اپنا مضبوط محل تعمیر کیا تو اس نے ابوعتاہیہ کی طرف پیغام بھیجا اور کہا: ہماری تعریف کر اس دنیا کی جن نعمتوں میں ہم ہیں۔ اس نے کہا۔

زندگی گزار جب تک تو سالم ہے، محلوں کے بلند و بالا سائے میں، بے شک نفوس مضطرب ہوتے ہیں، روح کے پاس اور آخرت میں، تو جو خواہش کرتا ہے تیرے پاس آجاتا ہے، مصیبت کے وقت جس سے سینے غرغرارہے ہوتے ہیں، وہاں تجھے یقین ہو جائے گا، کہ تو صرف دھوکے میں تھا۔

پس رشید اس پر بہت زیادہ روئے، یحییٰ برمکی نے کہا تجھے امیر المومنین کی طرف اس لیے بھیجا گیا کہ تو انہیں نصیحت کرے اور انہیں غمگین کر دے۔ ہارون نے کہا اسے چھوڑ دو اس نے ہمارے دھوکے کو دیکھا اور ہم کو اس سے روک دیا۔

قبور کے پاس نصیحت

ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن جنازہ پر آئے جب انہوں نے قبور کی طرف دیکھا تو وہ بہت روئے اور اپنے دوستوں سے کہا اے بھائیو! کیا موت کے لیے وہ تیار ہے جو اس کے لیے لکھی ہے اور وہ اسے اپنے سامنے دیکھ رہا ہے۔ کیا اس نے اس دن کی تیاری کی ہے جس دن وہ تنہا ہوگا اور اس کو گڑھے اور قبر میں اتار دیا جائے گا۔ کیا جوانی اپنی موت کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہے؟ خبردار اے وہ شخص جس کو اپنی عمر کی جوانی اور موت کی شدت بدلنے نہیں دے رہی۔ اے وہ شیخ جس نے اپنی مدت کے گزرنے میں جلدی کی اپنی بقیہ زندگی میں چلن کو سمیٹ لے۔ وہ کس چیز کا انتظار کر رہا ہے جس نے اپنے باپ، ماں اور بھائی کو دفن کر دیا۔ وہ خوش نہیں ہوتا قبر جس کا ٹھکانہ ہو مٹی جس کا اوڑھنا اور بچھونا ہو۔

موت آ گئی

اے نفس توبہ کر لے موت آ گئی ہے
خواہش کو ترک کر، یہ فتنہ میں ڈالتی ہے
کیا تم موتیں نہیں دیکھتے وہ کیسے ہم پر
آتی ہیں اور ہمارے آخری لوگوں کو پہلوں سے ملا دیتی ہیں
ہر دن ہمارے سامنے ایک میت ہے جس کو ہم کندھا دیتے ہیں
ہم اس کی موت اور آثار بھول جاتے ہیں
اے نفس میں اپنا تمام مال اپنے پیچھے
چھوڑ جاؤں گا اور دنیا سے خالی نکلوں گا
کیا پچاس سال بعد جس کو تو نے لہو میں گزارے
اب وقت آ گیا ہے کہ تو یہ چھوڑ دے آ گیا مکاں
ہمیں کیا ہے کہ ہم اپنی موت سے اندھے ہیں

ہم نے غفلت میں اسے بھلا دیا جبکہ اس نے نہیں بھلایا
ہماری حرص بڑھتی ہے اور یہ زمانہ ہمیں دور ہٹاتا ہے
گویا اس نے ہمیں جھڑکا، حرص سے دھوکہ دیا
ملوک اور ملوک کے بیٹے کہاں ہیں
اور وہ کہاں ہیں جن کے سامنے بڑے بڑے جھک جاتے ہیں
حادثات زمانہ ان کے ساتھ ہو گئے
پس وہ وطن سے وطن پھرتے رہے
انہوں نے شہر خالی کر دیے جن کے بچھونے قیمتی تھے
اب ان کے بچھونے قبر کے گڑھے بن گئے ہیں
اے خواہشات کے میدان میں خوشی سے رقص کناں
اور امیری کے لباس میں تکبر سے جھوم کر چلنے والے
زمانہ گزر گیا عمر تماشے میں بیت گئی
تجھے وہی کافی ہے جو گزر گیا اور ختم ہو چکا

دنیا کی حرص چھوڑ دے

جب ہارون الرشید بہلول کے پاس بیٹھے تو اس سے کہا مجھے نصیحت کرو انہوں نے کہا میں کس چیز کی نصیحت کروں؟ یہ ان کے محل ہیں اور یہ ان کی قبریں ہیں۔

اے امیر المومنین تیرا کیا حال ہوگا جب تو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا وہ تجھ سے مختلف قسم کی کھجوروں کے بارے میں سوال کرے گا جبکہ تو بھوکا، پیاسا اور ننگا ہوگا اور اہل موقف تجھ پر کھڑے ہنس رہے ہوں گے۔ عبرت نے اسے جکڑ لیا اور اس نے اسے صلہ رحمی کا حکم دیا اور کہا جن سے تو نے مال لیا ہے ان کو لوٹا دے اس سے قبل کہ کوئی چیز لوٹانے کے لیے نہ ہو۔

حرص کو چھوڑ دے دنیا پر
اور زندگی میں جمع مت کر

اور تو مال جمع نہ کر کیونکہ

تو نہیں جانتا کہ کس کے لیے جمع کر رہا ہے

بے شک رزق تقسیم شدہ ہے

اور سوء ظن نفع نہیں دیتا

ہر وہ جو حریص ہے وہ فقیر ہے

اور وہ جو قناعت کرتا ہے وہ غنی ہے

ملک الموت علیہ السلام

ملک الموت علیہ السلام کی تعریف کسی مکرّم فرشتے نے کی ہے جس کو کسی شاعر نے اپنی نظم میں پرودیا ہے۔ (ارجوزۃ الہروی۔ اسی طرح الحبائث میں بھی ہے۔ ص 197)

ملائکہ جو کہ مکرم ہیں ان پر ایمان لانا

اسلام کی تکمیل کے لیے فرض ہے

وہ خالق وقہار کے بندے ہیں

جن کو خالص نور سے پیدا کیا گیا

ان کی زندگی ذکر او تسبیح کے ساتھ ہے

اور ذکر سے انہیں کوئی فرصت نہیں

وہ اللہ عزیز و ماجد کے لیے صف آراء ہیں

ایک ہی جگہ پر دعا میں محو ہیں

گناہوں کی شہوت سے پاک ہیں

نفس اور شیطان کے شر سے مبرا ہیں

ان کا جنت کی نعمتوں میں کوئی حصہ نہیں

اور نہ ہی رویۃ رحمان سے ہے

بعض زمانے کے عمل لکھنے والے ہیں

تو بعض سکان ارض کے محافظ ہیں
بعض رزق پر مامور ہیں
اللہ کے حکم سے دیتے ہیں یا روک لیتے ہیں
قوم کا حال فضیلت کے ساتھ
آثار اور تنزیل کے صحائف میں ہے
فرشتوں کا انکار اور جحد
کفر صریح ہے آگ کا سبب ہے
جس کی زبان ان پر طعن کرے
یا نقص بیان کرے وہ لعنتی ہے

☆☆☆☆☆☆☆

اس طرح انسان کی فضیلت بڑی واضح ہے
علم، ذہن، جہاد کی وجہ سے
مکرم، عبادت گزار فرشتوں پر
سات آسمانوں کے مکینوں پر
پس رسل عظام بشر کی نسل سے ہیں
اور اس گروہ کے رسل سے بہتر ہیں
پس ملاقات خداوندی اور نعمتوں کا وعدہ
انسانوں سے ہے نہ کہ فرشتوں سے

ملک الموت کا نام

روایت میں ہے کہ ملک الموت کا نام عزرائیل ہے۔
حقیقت میں کسی صحیح حدیث میں ملک الموت کا نام نہیں آیا البتہ اہل کتاب کی اخبار میں یہ نام آیا ہے اسی طرح ایک ضعیف حدیث میں جس کو ابن نجار نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے

وہ کہتے ہیں ہمیں یوسف بن مبارک بن کامل الخفاف نے خبر دی انہوں نے کہا "اشهد بالله واشهد لله (میں اللہ کی ذات کی اللہ کے لیے گواہی دیتا ہوں) کہ مجھے محمد بن عبد الباقی الانصاری نے خبر دی وہ کہتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله" کہ مجھے ابوبکر بن علی بن ثابت الخطیب نے بیان کیا وہ کہتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله" ہمیں قاضی ابو العلاء محمد بن علی الواسطی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله" مجھے ابو عبد اللہ بن احمد بن عبد اللہ بن الملیح السجزی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله" مجھے علی بن محمد الہروی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله" مجھے عبد السلام بن صالح نے بیان کیا وہ کہتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله" مجھے علی بن موسیٰ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله" مجھے موسیٰ بن جعفر نے بیان کیا وہ کہتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله" مجھے میرے والد جعفر بن محمد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله" مجھے محمد بن علی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله" مجھے علی بن حسین نے بیان کیا وہ کہتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله" مجھے الحسین بن علی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله" مجھے میرے والد گرامی علی بن ابی طالب نے بیان کیا وہ کہتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله" مجھے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا آپ علیہ التحیۃ والثناء فرماتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله" مجھے جبرائیل نے بیان کیا جبرائیل کہتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله" مجھے میکائیل نے بیان کیا اور وہ کہتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله" عزرائیل نے بیان وہ کہتے ہیں "اشهد بالله واشهد لله"۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں شراب کی بدبو والا، بتوں کے پجاری کی طرح ہے(1)۔

1۔ نوٹ: میں نے جو کتاب میں یہ واقعہ ذکر کیا ہے۔ اس کو ابو نعیم نے حلیہ میں ذکر کیا۔ جو اہل کتاب کی اخبار سے ہے اور ہماری شریعت کے موافق ہے میں نے اس کو ذکر کرنے میں پرانے ائمہ کی اقتدا کی ہے جیسے امام احمد نے کتاب الزہد میں ذکر کیا اور یہ میری تصنیفات میں کم ہے۔

ظاہری دنیا میں موجود ہوتے ویسے آپ زندہ بھی ہیں اور باقی بھی ہیں۔

ملک الموت کی طاقت

مجاہد کہتے ہیں ملک الموت کے لیے زمین ایک تھال کی مانند بنادی گئی ہے وہ اس میں سے جہاں سے چاہے پکڑ سکتا ہے اس کے کچھ مددگار ہیں جو نفوس کو پکڑتے ہیں پھر ان میں سے انہیں قبض کر لیتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ملک الموت کے پاس ایک مخصوص قسم کی برچھی ہے جس کا ایک حصہ مشرق میں ہے اور ایک حصہ مغرب میں ہے جس سے وہ زندگی کی رگ کاٹ دیتا ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ملک الموت کے پاس ایک برچھی ہے جو کہ مشرق اور مغرب کے درمیان پھیلی ہوئی ہے جب دنیا میں کسی بندے کی زندگی ختم ہو جاتی ہے تو وہ اس برچھی کو اس کے سر پر مارتا ہے اور کہتا ہے اب موت کا لشکر تیرے ساتھ بڑھا دیا گیا ہے۔

ملک الموت کی یہ قوت جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے کوئی تعجب کی بات نہیں کچھ فرشتے اور بھی ہیں جن کو اس کی مثل یا اس سے زیادہ بھی طاقت عطا کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے "اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے اگر اسے کہا جائے کہ ساتوں آسمان اور زمینوں کو ایک لقمہ میں چبا ڈالو تو وہ کر گزرے اس کی تسبیح ہے "سبحانک حیث کنت" جہاں بھی تیرا جلوہ ہے تیری ذات پاک ہے۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فرشتہ ان فرشتوں میں سے ایک ہے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں مجھے اس بات کی اجازت عطا فرمائی گئی کہ میں عرش اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کے بارے میں بیان کروں اس کی دونوں ٹانگیں سب سے نچلی زمین میں ہیں اور اس کے سینگ پر عرش ہے اور اس کے دونوں کانوں کی لو وں اور گردن کے درمیان پرندے کی پھڑ پھڑاہٹ سات سال ہے (ایک پرندے کا سفر سات سو سال ہے) اس فرشتے کی

تسبیح ہے" سبحانک حیث کنت " اور اس فرشتے کو دیک علیہ السلام کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" مجھے اجازت عطا فرمائی کہ میں دیک علیہ السلام کے بارے میں گفتگو کروں جس کی دونوں ٹانگیں زمین کو چیرے ہوئے ہیں اور جس کا سر عرش کے نیچے ملا ہوا ہے۔

اور اس کا قول ہے" سبحانک ما اعظمک " اور اس کا جواب دیا جاتا ہے جس نے میری جھوٹی قسم اٹھائی اسے اس کا علم (تسبیح کا علم) نصیب نہ ہو۔

ملک الموت کے ذمہ روح قبض کرنے کی ذمہ داری کیوں لگائی گئی

اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کے ذمہ روح قبض کرنے کے ذمہ داری لگائی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ (السجدہ)

"فرمایئے جان قبض کرلے گا تمہاری موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کر دیا گیا ہے پھر اپنے رب کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے"۔

اور ان کی اس ذمہ داری کا سبب ہمیں اس روایت سے معلوم ہوتا ہے جو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی آپ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے حاملین عرش میں سے ایک فرشتے کو بھیجا کہ وہ زمین سے مٹی لے کر آئے۔ جب وہ فرشتہ نیچے اترا تاکہ مٹی حاصل کر سکے زمین نے اس سے کہا: میں تجھے اس ذات کا واسطہ دیتی ہوں جس نے تجھے حکم دے کر بھیجا ہے کہ آج مجھ سے کوئی چیز نہ لینا جو کل آگ کا حصہ بنے تو فرشتے نے مان لیا اور زمین سے مٹی نہ لی جب وہ اپنے رب کے پاس واپس پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تجھے میرا حکم بجالانے سے کس چیز نے باز رکھا؟ فرشتہ نے عرض کی! اے پروردگار زمین نے مجھے تیرا واسطہ دیا اور میں نے

مناسب نہ سمجھا کہ مجھے کوئی تیرا واسطہ دے اور میں اسے رد کر دوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور فرشتہ بھیجا اس نے بھی اسی طرح کہا حتیٰ کہ باری باری تمام فرشتوں کو بھیجا آخر کار اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا تو زمین نے اسے بھی اسی طرح کہا ملک الموت نے کہا: جس ذات نے مجھے بھیجا ہے وہ تجھ سے زیادہ اطاعت کی مستحق ہے۔ پھر ملک الموت زمین سے ہر قسم کی پاک بھی اور خبیث بھی مٹی لے گئے۔ پس وہ گوندھی ہوئی مٹی بن گئی۔ اور اس سے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔

ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام اور ملک الموت

سیدنا آدم علیہ السلام وہ نبی مکرم ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے گفتگو فرمائی اپنے دست مبارک سے ان کی تخلیق فرمائی اور اپنے ملائکہ کو حکم فرمایا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اور آپ میں اپنی روح پھونکی اور آپ کو تمام انسانوں کا باپ بنایا۔

حضرت آدم علیہ السلام ملک الموت کے بارے میں جانتے رہے یہاں تک کہ آپ نے اپنے رب سے عرض کی وہ انہیں ملک الموت کی زیارت کرائیں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت شیث علیہ السلام کے بعض صحیفوں میں پڑھا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! مجھے ملک الموت دکھلا دے تا کہ میں ان کو دیکھ سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ ملک الموت کی ایسی صفات ہیں کہ تم ان کی طرف نہیں دیکھ سکتے۔ البتہ میں اسے تمہارے پاس اس صورت میں بھیجوں گا جس میں وہ برگزیدہ انبیاء کے پاس آتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ اس کے بعد آپ کے پاس ملک الموت ایک مینڈھے کی صورت میں آئے ان کے چار ہزار پر پھیلے ہوئے تھے ان میں سے ایک پر ایسا تھا جو زمین و آسمان کو تجاوز کر گیا تھا اور ایک پر ایسا تھا جو تمام زمینوں کو تجاوز کر گیا تھا اور ایک پر مشرقی کنارے سے بھی پرے تھا اور ایک پر مغربی کنارے کی حد عبور کر گیا تھا اور اس کے سامنے زمین تھی جس پر پہاڑ بھی تھے میدان بھی، سمندر بھی تھے اور جن وانس بھی اور

چوپائے بھی تھے اور سمندر اس کو گھیرے ہوئے تھے اس کے اوپر اس کے سینے میں ایسی فضائیں تھیں جیسے زمین کے صحراء میں گندم کا دانہ ہو۔

اس کی آنکھیں تھیں جو وہاں ہی کھلتیں جہاں ان کے کھلنے کا مقام ہوتا اور اس کے پر تھے جو وہاں ہی پھیلتے جہاں پھیلانے کا مقام ہوتا اور کچھ پر بشارت کے تھے جو صرف برگزیدہ اور پسندیدہ بندوں کے لیے بچھائے جاتے اور کچھ پر کفار کے لیے مخصوص تھے جن میں سیخیں، میخیں اور قینچیاں تھیں۔

پس آدم علیہ السلام نے دیکھا تو آپ پر بیہوشی طاری ہوگئی اور آپ سات دن تک (ساتویں دن کی اس گھڑی تک جس میں بے ہوشی طاری ہوئی تھی) بے ہوش رہے۔ پھر آپ کو افاقہ ہوا اور آپ کی رگوں میں زعفران تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام اور ملک الموت میں ملاقات

حضرت آدم علیہ السلام اور ملک الموت کے درمیان دو دفعہ ملاقات ہوئی۔ پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر (960) سال ہوئی۔ دوسری ملاقات اس وقت ہوئی جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر مبارک ایک ہزار سال تھی جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی روح مبارک قبض کی گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو بتایا گیا کہ ان کی عمر مبارک ہزار سال ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں پہلی ہستی ہیں جن کو اپنی عمر کے بارے میں بتایا گیا جب کہ آپ زندہ تھے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو دیکھا تو آپ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو آپ کی اولاد میں سب سے زیادہ نور اور روشنی والا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ آپ کو بتایا گیا کہ یہ داؤد علیہ السلام ہیں۔ آپ نے پوچھا ان کی عمر کتنی ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ ان کی عمر مبارک ساٹھ سال ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ملک الموت سے کیا مطالبہ کیا؟ اس کا جواب ہمیں ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی تو آپ علیہ السلام کو چھینک آئی تو آپ نے فرمایا ''الحمد للّٰہ'' آپ نے اللہ تعالیٰ کے اِذن سے اس کی حمد بیان کی۔ آپ کے رب نے آپ کو فرمایا ''یرحمک اللّٰہ یا آدم'' اے آدم اللہ آپ پر رحم کرے۔ ان ملائکہ کی طرف جاؤ اس گروہ کی طرف جو بیٹھا ہوا ہے اور کہو ''السلام علیکم'' فرشتوں نے کہا ''وعلیک السلام ورحمۃ اللّٰہ'' پھر حضرت آدم علیہ السلام واپس اپنے رب کی طرف لوٹے تو آپ کے رب نے فرمایا یہ آپ کا سلام ہے اور آپ کی اولاد کا آپس میں سلام ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا جبکہ رب کریم کے دونوں ہاتھ مبارک بند تھے ''جو چاہتے ہو وہ ہاتھ اختیار کرلو'' آپ نے عرض کی میں اپنے رب کا دایاں ہاتھ اختیار کرتا ہوں جو کہ برکت والا اور مبارک ہاتھ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ہاتھ مبارک کھولا تو اس میں حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی اولاد تھی۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی یہ کون لوگ ہیں اے میرے پروردگار؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''یہ آپ کی اولاد ہے'' پھر ہر انسان کی آپ کے سامنے عمر لکھ دی گئی۔ اس وقت ان میں ایک ایسا شخص تھا جو سب سے روشن چہرہ والا تھا آپؑ نے فرمایا اے میرے رب یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آپ کا بیٹا داؤد علیہ السلام ہیں اور اس کی عمر چالیس سال لکھ دی گئی ہے آپ نے عرض کی اے رب کریم ان کی عمر میں اضافہ فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ عمر میں نے لکھ دی ہے آپ نے عرض کی اے میرے رب میں اپنی عمر کے ساٹھ سال ان کو دیتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم یہ کر رہے ہو؟ پھر حضرت آدم علیہ السلام جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا جنت میں رہے پھر آپ کو جنت سے نیچے بھیجا گیا آدم علیہ السلام اپنی عمر گنتے رہے (یعنی عمر یاد رکھی) حتیٰ کہ آپ کے پاس ملک الموت آگئے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اس سے کہا تم نے جلدی کردی ہے میری عمر ایک ہزار سال ہے فرشتہ نے کہا ہاں وہ تو ٹھیک ہے لیکن آپ نے اپنی عمر میں سے ساٹھ سال اپنے بیٹے داؤد علیہ السلام کو دیئے تھے۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے انکار فرمادیا پس آپ کی

اولاد کو بھی انکار کی عادت پڑ گئی اور حضرت آدم علیہ السلام کو نسیان (بھولنا) لاحق ہوا تو آپ کی اولاد میں بھی نسیان عام ہو گیا۔ اس دن سے کتابت اور گواہی کا حکم دیا گیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا آپ نے اپنی پشت مبارک پر ہاتھ پھیرا تو آپ کی پشت سے ہر ذی روح گر پڑا جس کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک پیدا کرنا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کا نشان بنایا پھر انہیں آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا آپ نے عرض کی اے میرے پروردگار یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آپ کی اولاد ہیں آپ نے ایک شخص دیکھا جس کی آنکھوں کے درمیان نور کو دیکھ کر آپ بہت متعجب ہوئے آپ نے عرض کی "اے میرے رب یہ کون ہیں؟" آپ کو بتایا گیا کہ یہ آپ کی اولاد میں سے آخری امتوں میں سے آپ کا بیٹا ہے جس کا نام داؤد ہے۔ آپ نے عرض کی اے میرے رب اس کی عمر کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی عمر ساٹھ سال ہے۔ آپ نے عرض کی اے میرے رب میری عمر کے چالیس سال ان کو عطا فرما دے اور ان کی عمر زیادہ فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو پھر یہ لکھ دیا گیا ہے اور مہر لگا دی گئی ہے اب اس میں تبدیلی نہیں ہو گی۔ جب آپ کی عمر ختم ہوئی تو آپ کے پاس ملک الموت آئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کیا میری عمر کے چالیس سال باقی نہیں ہیں؟ عرض کی گئی آپ نے یہ سال اپنے بیٹے داؤد کو نہیں دے دیے تھے؟۔

حضرت آدم علیہ السلام نے انکار فرما دیا تو آپ کی اولاد بھی انکاری ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو نسیان لاحق ہوا تو آپ کی اولاد بھی بھولنے کی عادی ہو گئی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو آپ کی اولاد بھی خطا کی خوگر بن گئی۔

حضرت آدم علیہ السلام نے ملک الموت کے بتانے کے باوجود جو انکار کیا تھا وہ نسیان تھا جس طرح حدیث میں ہے انکار اور تکذیب نہیں تھی اور حضرت آدم علیہ السلام کی رحلت ہوئی تو آپ کی عمر مبارک ہزار سال تھی آپ نے اپنے بیٹے اور پوتے کو دیکھا اور آپ پورے ایک ہزار سال بعد بغیر کسی کمی کے عالم برزخ کی طرف تشریف لے گئے۔

ادریس علیہ السلام اور ملک الموت

سیدنا ادریس علیہ السلام پہلی ہستی ہیں جنہوں نے قلم کے ساتھ لکھا اور آپ پہلے اللہ کے بندے ہیں جنہوں نے کپڑے سیے اور سلے ہوئے کپڑے پہنے اور آپ اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے تھے جنہوں نے علم نجوم اور حساب میں غور وفکر فرمایا۔

آپ کو ادریس اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ کثرت سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت فرماتے تھے یعنی اپنے زمانے کی کتابوں اور آسمانی صحیفوں کی تلاوت فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا مقام بڑا بلند فرمایا۔

ارشاد باری ہے: وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا۝ (مریم)

''اور ہم نے بلند کیا تھا انہیں بڑے اونچے مقام تک''۔

اس سے مراد چوتھا آسمان ہے جیسے صحیحین میں ثابت ہے حدیث اسراء میں ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی ادریس علیہ السلام سے چوتھے آسمان پر ملاقات ہوئی۔

آپ کی روح آسمان میں قبض ہوئی

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اٹھایا تو وہاں ہی ملک الموت علیہ السلام نے آپ کی روح مبارک قبض کی۔

حضرت ابن جریر اپنی سند کے ساتھ ہلال بن یساف سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا جب کہ میں بھی موجود تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک (وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا) کا کیا مطلب ہے؟ تو حضرت کعب نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: میں آپ کا ہر روز اتنا مقام بلند کروں گا جتنا تمام بنی آدم کا کرتا ہوں۔ شاید یہ آپ کے زمانے کے لوگوں کی بات ہے۔ پس آپ کو یہ بات پسند تھی کہ آپ زیادہ سے زیادہ عمل کریں۔ آپ کے پاس اسی دوران آپ کا ایک دوست فرشتہ آیا آپ نے اس سے کہا اللہ تعالیٰ نے میری طرف یہ وحی فرمائی ہے۔ تم ملک الموت سے بات کرو کہ وہ میری موت مؤخر کر دے تا کہ

میں زیادہ سے زیادہ عمل کر سکوں۔ اس فرشتہ نے آپ کو اپنے پروں پر بیٹھایا اور آسمان کی طرف روانہ ہو گیا جب چوتھے آسمان پر پہنچے تو وہاں پر ان سے ملک الموت کی ملاقات ہو گئی جبکہ وہ نیچے آ رہے تھے۔ فرشتے نے ملک الموت سے وہی گفتگو کی جو حضرت ادریس علیہ السلام نے اس کو کہا تھا۔ ملک الموت علیہ السلام نے فرمایا: ادریس کہاں ہیں؟ فرشتے نے کہا وہ یہاں میری پشت پر ہیں۔ ملک الموت نے کہا کتنی عجیب بات ہے مجھے بھیجا گیا تھا کہ میں ادریس علیہ السلام کی چوتھے آسمان پر روح قبض کروں تو میں کہہ رہا تھا کہ میں ان کی چوتھے آسمان پر کس طرح روح قبض کروں گا جبکہ وہ زمین پر ہیں؟ پھر ان کی وہاں ہی روح مبارک قبض کی گئی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا)۔

ایک دن حضرت ادریس علیہ السلام کسی کام کے لیے باہر تشریف لے گئے تو آپ کو سورج کی تپش نے آلیا۔ آپ نے عرض کی اے میرے رب میں ایک دن چلا ہوں اس کا کیا حال ہوگا جو اس کو اٹھائے گا جب کہ ایک دن پانچ سو سال کا ہوگا۔ اے میرے مالک اس سے سورج کا بوجھ ہلکا فرمادے یعنی اس فرشتہ کا جو سورج کا مؤکل ہے۔ ادریس علیہ السلام عرض کرتے ہیں اے میرے رب اس کا بوجھ ہلکا فرمادے اور اس کی تپش اس فرشتہ سے کم فرمادے۔ جب صبح ہوئی تو فرشتے نے سورج کا بوجھ اور تپش پہلے سے کم محسوس کی جس کے بارے میں اس کو علم نہ تھا تو فرشتہ نے عرض کی اے میرے رب تو نے مجھے سورج کو اٹھانے کے لیے پیدا کیا اب اس میں تو نے کیا فیصلہ کیا ہے؟۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے ادریس نے مجھ سے عرض کی کہ میں تجھ سے سورج کا بوجھ اور تپش کم کردوں تو میں نے اس کی دعا قبول فرمائی۔

اس فرشتہ نے عرض کی: اے میرے رب میری ادریس علیہ السلام سے ملاقات کرادے اور میری ان سے دوستی پیدا فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو اجازت عطا فرمادی یہاں تک کہ وہ حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس آیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ملک الموت کے نزدیک تو فرشتوں میں سب سے زیادہ

قابل عزت اور بلند مقام والا ہے۔ تو میری ملک الموت کے پاس شفاعت کر کہ وہ میری موت مؤخر کر دیں تا کہ میں اپنے رب کا شکر اور عبادت زیادہ کرسکوں۔ فرشتے نے کہا کہ جب کسی کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ تاخیر نہیں فرماتا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس بات کا علم ہے لیکن میں اس بات کو پسند کرتا ہوں (کہ میری عمر میں اضافہ کیا جائے)۔ فرشتے نے کہا ٹھیک ہے اور آپ کو اپنے پروں پر اٹھایا اور آسمان پر لے گئے اور سورج کے مطلع (طلوع ہونے کی جگہ) کے پاس رکھ دیا۔ پھر ملک الموت سے کہا کہ بنی آدم میں سے میرا ایک دوست ہے جو میری سفارش پر آپ سے امید کرتا ہے کہ آپ اس کی موت کو مؤخر کر دیں۔ ملک الموت نے کہا یہ میرے بس کی بات نہیں لیکن اگر تجھے پسند ہے تو میں یہ بتا سکتا ہوں کہ اس کی موت کا وقت کون سا ہے۔ فرشتہ نے کہا ٹھیک ہے پھر ملک الموت نے اپنا دیوان دیکھا اور کہا تو مجھ سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھ رہا ہے جس کو میں ہمیشہ کے لیے فوت شدہ دیکھ رہا ہوں۔ فرشتہ نے کہا وہ کیسے ملک الموت نے کہا میں اسے سورج کے مطلع کے پاس فوت شدہ دیکھ رہا ہوں۔

فرشتے نے کہا میں انہیں تیرے پاس انہیں سورج کے مطلع پر چھوڑ کر آیا ہوں۔

ملک الموت نے کہا تم جاؤ اور دیکھو میرا خیال ہے کہ تم اسے فوت شدہ پاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ادریس علیہ السلام کی زندگی میں سے کچھ بھی باقی نہیں ہے۔ فرشتہ واپس لوٹا تو اس نے ادریس علیہ السلام کو فوت شدہ پایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتے نے اجازت طلب کی کہ وہ حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات کرے وہ فرشتہ حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کیا تیرے اور ملک الموت کے درمیان کوئی تعلق ہے؟ فرشتہ نے کہا کہ وہ میرا فرشتہ بھائی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تیری اتنی طاقت ہے کہ تو مجھے اس سے کوئی نفع پہنچا سکے۔ فرشتہ نے کہا اگر تم موت کو مؤخر کروانا چاہتے ہو تو یہ ممکن نہیں البتہ میں اس سے بات کروں گا کہ وہ تمہاری موت کے وقت نرمی کرے۔ فرشتہ نے حضرت ادریس علیہ

السلام سے عرض کی کہ میرے پروں پر سوار ہو جایئے۔ حضرت ادریس علیہ السلام سوار ہوئے اور فرشتہ آپ کو لے کر اوپر والے آسمان کی طرف روانہ ہوا۔ فرشتہ کی ملک الموت سے ملاقات ہوئی جبکہ حضرت ادریس علیہ السلام اس کے پروں پر تھے۔ فرشتہ نے ملک الموت سے کہا کہ میرا آپ سے ایک کام ہے۔ ملک الموت نے کہا کہ مجھے علم ہے کہ تیرا کیا کام ہے تو حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہے جبکہ اس کا نام مٹایا جا چکا ہے اور آپ کی زندگی میں سے نصف لمحہ باقی ہے۔ فرشتہ ابھی حضرت ادریس علیہ السلام کو پروں پر اٹھائے ہوئے تھا کہ آپ پروں پر ہی وفات پا گئے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کا ملک الموت سے مطالبہ

وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا ہر روز عبادت میں اتنا مقام بلند ہوتا جتنا ان کے زمانہ میں تمام اہل زمین کا ہوتا۔ (یعنی وہ تمام روئے زمین کے لوگوں جتنی عبادت کرتے) فرشتوں کو آپ سے بڑا تعجب ہوا اور ملک الموت کو آپ کی ملاقات کا اشتیاق ہوا اس نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ وہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ ملک الموت کو اس کی اجازت مل گئی اور وہ آدمی کی صورت میں حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس آیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام دن کو روزہ رکھتے تھے جب افطار کا وقت آیا تو حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت کو کھانے کی دعوت دی جس کا اس نے انکار کر دیا۔ اس نے تین راتوں تک ایسا ہی کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو شک ہو گیا اور اس سے کہا تو کون ہے؟ فرشتے نے کہا میں ملک الموت ہوں میں نے رب سے اجازت چاہی کہ تجھ سے ملاقات کروں جو مجھے عطا کر دی گئی۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا میرا آپ کے ساتھ ایک کام ہے ملک الموت نے کہا وہ کیا؟ آپ نے فرمایا کہ تو میری روح قبض کر لے اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو وحی فرمائی کہ ادریس علیہ السلام کی روح قبض کر لے۔ ملک الموت نے آپ کی روح قبض کر لی اور تھوڑی دیر بعد لوٹا دی۔

فرشتہ (ملک الموت) نے کہا تیری روح قبض کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟ آپ نے فرمایا

تا کہ میں موت کا ذائقہ چکھ لوں اور اس کے لیے اپنی تیاری اور سخت کر دوں۔ پھر تھوڑی دیر بعد حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا میرا تمہارے ساتھ ایک اور کام بھی ہے۔ ملک الموت نے کہا وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تو مجھے آسمان پر لے جا تا کہ میں جنت اور دوزخ دیکھ سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو اجازت عطا فرمادی کہ وہ آپ کو آسمانوں پر لے جائے۔

جب حضرت ادریس علیہ السلام نے دوزخ کو دیکھا تو آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی جب افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا مجھے جنت دکھاؤ ملک الموت نے آپ کو جنت میں داخل کر دیا۔ پھر ملک الموت نے آپ سے کہا باہر نکلیے تا کہ میں آپ کو اپنی جگہ پر پہنچادوں۔ حضرت ادریس علیہ السلام درخت پر چڑھ گئے اور فرمایا میں باہر نہیں نکلوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان ایک فرشتہ کو حاکم بنا کر بھیجا فرشتے نے آپ سے کہا آپ باہر کیوں نہیں نکلتے؟ آپ نے فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ'' کہ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اور میں موت کا ذائقہ چکھ چکا ہوں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' وماهم منهابمخرجين '' کہ وہ جنت میں داخل ہونے کے بعد نہیں نکلیں گے تو میں کس طرح نکل سکتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ملک الموت سے فرمایا: (ان سے کہو) میری اجازت سے داخل ہوئے تھے میرے حکم سے نکل آؤ۔

قرطبی فرماتے ہیں ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے یہ ادریس علیہ السلام کو پہلے سکھا دیا ہو پھر اس کو قرآن میں نازل کیا ہو اور حضرت ادریس علیہ السلام کی زبان پر قرآن کے موافق کلمات جاری ہو گئے ہوں جس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ بیس مقامات پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے موافق قرآن نازل ہوا۔

شیخ المرسلین نوح علیہ السلام اور ملک الموت

سیدنا نوح علیہ السلام شیخ المرسلین اکابر انبیاء میں سے تھے اور عمر کے لحاظ سے طویل عمر

والے تھے۔

☆بوہ پہلے نبی تھے جو شریعت لے کر آئے۔

☆وہ پہلے نبی تھے جنہوں نے شرک سے ڈرایا۔

☆اور آپ پہلے نبی تھے جن کی امت نے آپ کی نافرمانی کی اور آپ کی دعوت کو رد کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے تمام اہل زمین کو سوائے مومنین کے ہلاک کر دیا۔

☆اور کوئی رسول بھی اس حد تک دعوت نہ دے سکا جس حد تک عمدہ اسالیب، وسائل اور خوبصورتی سے حضرت نوح علیہ السلام نے دعوت دی۔

☆اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو عبد شکور کے لقب سے ملقب فرمایا۔

☆اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلامتی اور برکت سے عزت بخشی۔

☆اللہ تعالیٰ نے آپ کی عمر میں برکت فرمائی یہاں تک کہ آپ انسانوں میں سب سے طویل العمر تھے۔

جس دن آپ کو نبوت عطا فرمائی گئی اس وقت آپ کی عمر پچاس سال تھی ایک قول یہ ہے کہ تین سو پچاس سال تھی۔ اور ایک قول کے مطابق چار سو اسی سال تھی۔

عون بن ابی شداد کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام طوفان کے بعد نو سو پچاس سال زندہ رہے اور اس سے پہلے تین سو پچاس سال گزارے تو اس طرح آپ کی کل عمر مبارک ایک ہزار تین سو سال بنتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول ہے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے بعثت سے پہلے چار سو پچاس سال گزارے پھر آپ نے سال اپنی قوم میں نبوت کے گزارے۔ اس کے بعد آپ طوفان کے بعد بھی تین سو پچاس سال زندہ رہے۔ اس طرح آپ کی کل عمر مبارک ایک ہزار سات سو اسی سال بنتی ہے۔ اتنی طویل عمر کے باوجود جب آپ کی رحلت کا وقت قریب آیا آپ سے پوچھا گیا "آپ نے دنیا کو کیسا پایا"؟ آپ نے فرمایا "میں نے دنیا کو اس طرح پایا جس طرح گھر ہو جس کے دو دروازے ہوں ایک دروازے

سے داخل ہوا اور دوسرے سے نکل گیا۔

طویل العمر شخص کی موت

حضرت نوح علیہ السلام جب بستر مرگ پر تھے اور آپ کا آخری وقت تھا تو اس وقت آپ کی اولاد میں سے سام، حام اور یافث آپ کے پاس موجود تھے۔ آپ نے اپنے بیٹے سام کو وصیت کی اور یہ فرمایا اپنے بھائیوں کو پہنچادے اور وصیت پر عمل کرے۔

نوح علیہ السلام کی وصیت

حضرت نوح علیہ السلام کی وصیت ہم اپنے پیارے نبی سید الخلق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک دیہاتی شخص آیا جس پر سیجان کا جبہ تھا جو ریشم کا بنا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگا ''تمہارے ساتھی نے ہر صاحب عزت (فارس کے بیٹے) کو ذلیل کر دیا ہے اور ہر چرواہے کو بلند کر دیا ہے یا یہ کہا کہ وہ چاہتا ہے کہ صاحب عزت کو پست کر دے اور ہر چرواہے کو بلند کر دے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تم پر معقول شخص کا لباس نہیں دیکھتا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جبہ کے کونوں کو پکڑا ہوا تھا پھر فرمایا: بے شک اللہ کے نبی نوح علیہ السلام کا جب وقت رحلت آیا آپ نے اپنے بیٹے سے کہا ''میں تم کو ایک نصیحت بیان کرتا ہوں میں تمہیں دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (لا الہ الا اللہ) اگر ایک مٹھی میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمین رکھ دی جائیں اور ایک مٹھی میں (لا الہ الا اللہ) تو میں ان پر (لا الہ الا اللہ) کو ترجیح دوں گا۔ اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ایک مبہم سا حلقہ بن جائیں تو میں انہیں (لا الہ الا اللہ) کے بدلے توڑ دوں۔

اور دوسری چیز جس کا حکم دیتا ہوں وہ (سبحان اللہ وبحمدہ) یہ ہر چیز کو ملانے والے کلمات ہیں اور ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ مخلوق کو رزق دیتا ہے اور میں تمہیں شرک اور

تکبر سے منع کرتا ہوں۔

راوی کہتے ہیں میں نے کہا یا کہا گیا: یارسول اللہ ﷺ یہ شرک ہے جس کو ہم نے پہچان لیا۔ تکبر کیا ہے؟ کیا یہ تکبر ہے کہ ہم میں سے کسی کے پاس دو خوبصورت جوتے ہوں جن کے دو خوبصورت سے تسمے ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں عرض کی گئی کیا یہ تکبر ہے کہ ہم میں سے کسی کے پاس کوئی جبہ ہو جس کو وہ پہنتا ہو۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ عرض کی گئی کیا یہ تکبر ہے کہ کسی کے پاس سواری کا جانور ہو جس پر وہ سواری کرتا ہو۔ فرمایا نہیں۔ عرض کی گئی کیا یہ تکبر ہے کہ کسی کے ہم مجلس اور دوست ہوں جن کے پاس وہ بیٹھتا ہو۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا عرض کیا گیا "یارسول اللہ ﷺ پھر تکبر کیا ہے"؟ آپ نے فرمایا حق سے انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

یہ قصہ جس کو ہم نے تفصیلاً بیان کیا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ایک دن حضور سید المرسلین ﷺ کے پاس ریشم کے کپڑوں میں ملبوس ایک اعرابی آیا جس پر تکبر کی علامات ظاہر تھیں اور وہ اپنے کپڑوں اور اپنی قوت پر فخر کر رہا تھا۔ حضور ﷺ نے اس شخص کے جبہ کے کونے پکڑے اس کے فخر و مباحت اور تکبر کو رد کیا اس کو تواضع کی فضیلت اور تکبر کی مذمت یاد دلائی اور جس طرح حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ کمال حکمت سے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے تا کہ آسان راستے اور مزین طریقے سے انسان مقصود تک پہنچ سکے۔ اسی خوبصورت اسلوب سے آپ ﷺ نے اس اعرابی کے سامنے حضرت نوح علیہ السلام کی وصیت کو بیان کیا جو آپ نے وصیت اپنے بیٹے کو وقت رحلت کی تھی تا کہ یہ اعرابی اس وصیت کو نہ بھولے اور اس پر عمل کرے۔ اور اس کی عقل سے زمانے سے لی گئی دلیل نہ اترے۔ آپ ﷺ نے اس کے سامنے واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول نوح علیہ السلام نے وقت رحلت اپنے بیٹے کو دو چیزوں کا حکم دیا اور دو چیزوں سے منع فرمایا۔ آپ نے اس کو "لا الٰہ الا اللہ" اور "سبحان اللہ وبحمدہ" کا قول، عملاً اور سلوکاً (اس کے مطابق زندگی گزارنے) حکم دیا۔

اور آپ نے اس کے ذہن میں ''لا الہ الا اللہ'' اور ''سبحان اللہ وبحمدہ'' کی وصیت کی ایسی صورت راسخ کی جو باقی رہے اور ختم نہ ہو ہمیشہ رہے منقطع نہ ہو۔ اس طرح آپ نے اس کے لیے تصویری مثال اور خیالی صورت بنا کر واضح کیا کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک مٹھی میں رکھ دیے جائیں تو میں لا الہ اللہ کو ترجیح دوں اور اس کلمہ کی فضیلت، عظمت اور قوت کی وجہ سے ایسا کروں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سب سے افضل دعا'' الحمد للہ'' ہے اور سب سے افضل ذکر'' لا الہ الا اللہ'' ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دوسری وصیت اور دوسرا حکم یہ تھا کہ ''سبحان اللہ وبحمدہ'' کا ذکر کریں۔ جس سے ہر قطع شدہ تعلق جڑ جاتا ہے۔ ہر دور والا نزدیک آتا ہے اور اللہ رب العزت جو عزیز بھی ہے اور حمید بھی ہے کی محبت کا باعث ہے اور قیامت کے دن میزان میں ان کلمات کا وزن سب سے زیادہ ہوگا۔ اس سے خطائیں معاف ہوتی ہیں گناہ مٹتے ہیں اور ثواب میں کئی گناہ اضافہ ہوتا ہے۔

حضور سید المرسلین ﷺ کا ارشاد پاک ہے ''جس نے ایک دن میں سو مرتبہ ''سبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھا اس کی خطائیں مٹادی جاتی ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی کیوں نہ ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کے وقت اور شام کے وقت سو مرتبہ ''سبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھا تو قیامت کے دن آنے والوں میں سے کوئی شخص اس سے افضل نہیں ہوگا۔ جس نے یہ کلمات سو مرتبہ یا اس سے زائد پڑھے ہوئے ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر بڑے ہلکے ہیں میزان میں بڑے بھاری ہیں۔ اور اللہ رب العزت کے نزدیک بڑے ہی محبوب ہیں اور وہ ہیں ''سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم''۔

حضرت نوح علیہ السلام نے دو چیزوں سے رکنے کی وصیت فرمائی۔

1۔شرک سے رکنے کی وصیت　　2۔ تکبر سے رکنے کی وصیت

یہ آخری وصیت تھی جو کہ اس قصہ کا اصل مقصد اور حکایت کا مقصود تھی اسی وجہ سے اعرابی بار بار پوچھ رہا تھا کہ تکبر کا مطلب اور اس کی حد کیا ہے؟

کیا اچھے اور خوبصورت کپڑے پہننا تکبر ہے؟

کیا خوبصورت اور قیمتی جوتے پہننا تکبر ہے؟

کیا مطیع سواری پر سفر کرنا تکبر ہے یا دوستوں کا اکٹھا ہو کر بیٹھنا تکبر ہے؟

حضور ﷺ نے اسے بتایا کہ تکبر یہ نہیں ہے جو تم مراد لے رہو بلکہ تکبر یہ ہے کہ تم حق کو روشن اور واضح ہونے کے باوجود جھٹلا دو اور اس کا انکار کر دو اور لوگوں کو حقیر سمجھو اور کم تر سمجھو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور نے اس اعرابی کے ذہن میں عمل اور قول کے ذریعے ایسی قوی صورت راسخ کی جو اس کے دل میں گھر کر گئی۔ یہاں پر عمل سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اعرابی کا جبہ پکڑا اس کو بتاتے ہوئے اور اس بات پر ابھارتے ہوئے کہ وہ تکبر کو ترک کر دے اور تواضع کو اختیار کر لے۔ اور وہ ایسا لباس مثلاً ریشم اور سونا نہ پہنے جس سے کسی غریب اور فقیر کے دل کو ٹھیس پہنچے اور اس کا دل ٹوٹ جائے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں حضور ﷺ نے منع فرمایا کہ ہم سونے اور چاندی کے برتنوں میں پئیں یا ان میں کھائیں اور آپ ﷺ نے ہمیں ریشم اور دیباج (ریشم کی ایک قسم) کے پہننے اور ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں اسے نہیں پہنے گا“۔

اسی طرح حضور علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا ”ریشم وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔

اسی طرح سرور کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "میری امت کے مردوں پر ریشم اور سونے کا پہننا حرام کر دیا گیا ہے اور ان کی عورتوں پر حلال۔

حضور ﷺ کا انداز تعلیم ملاحظہ فرمایئے کہ آپ نے نوح علیہ السلام کی وصیت جو آپ نے بستر مرگ پر اپنے بیٹے کو فرمائی کے ذریعے اعرابی کو سکھایا۔ یہ بلاشبہ ایسی وصیت ہے جو بھلائی نہیں جا سکتی۔ اور ایسی نصیحت ہے جس کو دوام ہے۔

مذکورہ حکایت سے حاصل ہونے والے فوائد

1۔ موت کے وقت وصیت کرنا مستحب ہے۔ اور اگر میت پر فرض ہو یا کوئی حقوق اس کے ذمہ ہوں یا اس کے اہل اور رشتہ داروں سے کوئی بدعت یا مصیبت کا خطرہ ہو تو وصیت کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

2۔ اس سے "لا الہ الا اللہ" کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس کا وزن میزان میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں سے بھی زیادہ ہے۔

3۔ اس سے "سبحان اللہ وبحمدہ" کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

4۔ شرک سے نہی کا ثبوت ملتا ہے۔

5۔ تکبر سے نہی ثابت ہوتی ہے اور یہی چیز اس قصہ سے مقصود ہے اور حکایت سے یہی چیز ظاہر ہوتی ہے۔

خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ملک الموت

سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ نوجوانوں کی سرداری کا شرف آپ کو حاصل ہے اور آپ ابوالضیفان (حد سے زیادہ مہمان نواز) کے لقب سے ملقب ہیں اور آپ اس وقت تک نہ غذا (Lunch) تناول فرماتے نہ عشا (Dinner) جب تک آپ کے پاس کوئی مہمان نہ آتا۔

آپ اللہ کے پہلے بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حنیف اور اسلم کے لقب سے نوازا۔ اور توحید میں آپ کی لسان (قول) حجت ٹھہری۔ اور آخرین میں آپ کے لیے زبان کی

سچائی کو ثبت کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مختلف آزمائشوں کے ذریعے آزمایا گیا لیکن ہر دفعہ کائنات کے ذرے ذرے نے آپ کی وفا کی گواہی دی۔ حتیٰ کہ ابوالانبیاء سے پہچانے جانے لگے۔ حُنفاء میں آپ ہر دلعزیز ٹھہرے اور قیامت کے روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سب سے پہلے لباس عطا کیا جائے گا۔ اتنے عزّ وشرف اور مقام رفیع کے مالک ہونے کے باوجود آپ ہمیشہ موت کو یاد فرماتے۔ اور ملک الموت کا خوف اپنے آپ پر طاری رکھتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل الرحمٰن نے ملک الموت سے پوچھا کہ انہیں دکھائے کہ وہ مومن کی روح کس طرح قبض کرتا ہے۔ ملک الموت نے عرض کی اپنا چہرہ مبارک مجھ سے دوسری طرف فرمالیں۔ آپ نے اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف کر لیا پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت کی طرف دیکھا تو آپ نے ملک الموت کو ایک حسین وجمیل جوان کی صورت میں دیکھا۔ بہت ہی خوبصورت لباس میں ملبوس، پاکیزہ خوشبو سے معطّر اور خندہ پیشانی چہرہ سے عیاں ہے۔

آپ نے ملک الموت سے فرمایا اللہ کی قسم اگر مومن نے کوئی خوشی نہ دیکھی ہو تو تیرا چہرہ ہی اسے خوش کرنے کے لیے کافی ہے۔

پھر آپ نے فرمایا تم کافر کی روح کس طرح قبض کرتے ہو۔ ملک الموت نے عرض کی آپ اس کو برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لیکن مجھے دکھاؤ تو سہی۔ ملک الموت نے کہا اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف کیجیے۔ آپ نے اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا پھر جب ملک الموت کی طرف دیکھا تو آپ دیکھتے ہیں کہ سخت سیاہ انسان جس کی دونوں ٹانگیں زمین میں گئی ہوئی ہیں اور اس کا سر آسمان میں ہے اتنا بدصورت کہ کبھی ایسا بدصورت آپ نے نہ دیکھا ہو۔ اس کے جسم کے ہر بال کے نیچے بھڑکتا ہوا انگارا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی قسم اگر کافر تجھے ایک نظر دیکھ لے تو اس کی جان لینے کے لیے یہی ایک چیز کافی ہو۔

کس طرح ملک الموت آن واحد میں مشرق اور مغرب میں روح قبض کر لیتے ہیں

دوسری دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے پوچھا کہ وہ کس طرح ایک ہی وقت میں ایک روح کو مشرق میں قبض کرتے ہیں اور دوسری روح کو مغرب میں قبض کر رہے ہوتے ہیں؟۔

حضرت اشعث بن اسلم سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے پوچھا کہ اے ملک الموت! تم اس وقت کیا کرتے ہو جب ایک نفس مشرق میں ہو اور دوسرا نفس مغرب میں ہو۔ اور زمین پر ہو اور موت کا بلاوا آجائے تو تم کیا کرتے ہو؟ ملک الموت نے کہا میں ارواحوں کو بلاتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ تو وہ میری ان دو انگلیوں کے درمیان آجاتی ہیں۔ اس نے یہ کہا اور زمین اس کے لیے لپیٹ دی گئی۔ اور ایک تھال کی مانند اس کے سامنے رکھ دی گئی کہ وہ جہاں سے چاہے اٹھا لے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے ہی غیور تھے۔ آپ کا ایک گھر تھا جس میں اپنے رب کی عبادت فرماتے جب آپ وہاں سے نکلتے اس کو بند فرما دیتے ایک دن آپ واپس تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ گھر میں کوئی شخص موجود ہے آپ نے اس سے فرمایا تجھے کس نے میرے گھر میں داخل کیا؟ اس نے جواب دیا مجھے اس کے مالک نے اس میں داخل کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس کا مالک تو میں ہوں۔ اس شخص نے کہا مجھے اس نے داخل کیا جو آپ سے زیادہ اس گھر کا مالک ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تو ملائکہ میں سے کون ہے؟ اس نے کہا میں ملک الموت ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا تو اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ مجھے اپنی وہ صورت دکھائے جس میں تو مومن کی روح قبض کرتا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا تو آپ نے ایک ایسا نوجوان دیکھا کہ اس کے چہرے کے حسن، اس کے کپڑوں کی عمدگی اور اس کی خوشبو کی پاکیزگی کے کیا کہنے۔

آپ نے فرمایا۔ اے ملک الموت! اگر مومن دم واپسی تیری صورت ایک دفعہ دیکھ لے تو اس کے لیے یہی کافی ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں ملک الموت نے عرض کی اے میرے رب تیرا بندہ ابراہیم موت سے خوف محسوس کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے خلیل کو جا کر کہو کہ خلیل، جب وقت زیادہ ہو جائے تو محبوب کی ملاقات کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب رب کا پیغام پہنچا تو آپ نے فرمایا: ہاں میرے رب میں تیری ملاقات کا مشتاق ہوں تو ملک الموت نے آپ کو ایک پھول عطا فرمایا آپ نے وہ پھول سونگھا اور اسی میں آپ کی روح مبارک اپنے مالک کے پاس حاضر ہو گئی۔

خلیل کی زندگی کے آخری لمحات

اہل تاریخ اور اہل سیر کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح مبارک قبض کی جائے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ملک الموت علیہ السلام کو بوڑھے شخص کی صورت میں بھیجا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑی فیاضی سے لوگوں کو کھانا کھلاتے۔ آپ لوگوں کو کھلاتے اور ان کی مہمان نوازی فرماتے۔ اسی دوران کہ آپ کی عادت مبارکہ لوگوں کو کھلانے اور ان کی مہمان نوازی کرنے کی ثبت تھی کہ آپ نے جنگل میں ایک بوڑھے شخص کو چلتے دیکھا آپ نے اس کی طرف ایک گدھا بھیجا جس پر وہ سوار ہو گیا۔ جب وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے کھانا پیش کیا وہ بوڑھا شخص جب بھی کوئی لقمہ لیتا اور اسے منہ میں ڈالنے کا ارادہ کرتا تو کبھی وہ اس کے کان میں چلا جاتا اور کبھی اس کے منہ میں چلا جاتا۔ پھر جب وہ اپنے منہ میں داخل کرتا اور اس کے پیٹ میں چلا جاتا تو اس کی دُبر سے خارج ہو جاتا۔ اس سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ ان کی روح قبض نہ کی جائے جب تک موت ان سے بات نہ کر لے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بوڑھے کا یہ حال دیکھا تو اس سے پوچھا اے بوڑھے تجھے کیا ہے کہ تو یہ کر رہا ہے؟۔ اس نے کہا اے ابراہیم یہ عمر اور بوڑھاپے کی وجہ سے ہے۔ آپ

نے فرمایا تیری عمر کتنی ہے؟ اس نے کہا اتنی اتنی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی عمر کے بارے میں سوچا تو اپنی عمر کو اس کی عمر سے دو سال کم پایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: تیرے اور میرے درمیان دو سال کا وقفہ ہے تو کیا میں جب تیری عمر کو پہنچ جاؤں گا تو تیری طرح ہو جاؤں گا۔ بوڑھے نے کہا ہاں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی اے میرے رب میری اس سے قبل روح قبض فرمالے۔ وہ بوڑھا شخص اٹھا اور آپ کی روح مبارک قبض کر لی۔

وہ شیخ ملک الموت تھا اور اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک دو سو سال تھی۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آپ کی عمر مبارک ایک پچانوے سال تھی اور آپ کو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے پاس دفن کیا گیا۔

یعقوب علیہ السلام اور ملک الموت

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے زمانے میں ملک الموت کے نزدیک سب سے زیادہ قابل احترام تھے اور ملک الموت آپ کی سب سے زیادہ عزت کرتا تھا۔ ملک الموت نے اپنے رب سے اجازت طلب فرمائی کہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت عطا فرمادی۔ ملک الموت آپ کے پاس آیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: اے ملک الموت میں تجھے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے تجھے پیدا کیا ہے کیا یوسف ان لوگوں میں شامل ہے جن کی تو نے روح قبض کی ہے؟ ملک الموت نے عرض کی نہیں۔ پھر ملک الموت نے آپ سے عرض کی: اے یعقوب میں آپ کو کلمات نہ سکھا دوں؟ آپ نے فرمایا: سکھا دو۔ ملک الموت نے کہا: فرمایئے

"یاذاالمعروف الذی لاینقطع ابدا و لایحصیه احد غیرک"

اے نہ ختم ہونے والی بھلائی کے مالک جس کو تیرے علاوہ کوئی شمار بھی نہیں کر سکتا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس رات یہ دعا مانگی ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی تھی کہ آپ کے چہرۂ اقدس پر قمیص رکھی گئی اور آپ کی بینائی واپس لوٹ آئی۔ اس وقت آپ نے

ان سے فرمایا:

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ قَالُوْا یٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِیْنَ ۝ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ (یوسف۔98-96)

"آپ نے (فرطِ مسرت) سے کہا (دیکھو) کیا میں نہیں کہا کرتا تھا تمہیں کہ میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کے (بتانے) سے جو تم نہیں جانتے انہوں نے کہا اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی مغفرت طلب کرو بے شک ہم خطا کار تھے۔ فرمایا عنقریب مغفرت طلب کروں گا تمہارے لیے اپنے رب سے"۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ملک الموت کو آپ نے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا؟ کیا تو نے یوسف علیہ السلام کی روحِ قبض کی ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ اللہ کی قسم وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔

اور روایت کی جاتی ہے کہ آپ نے ملک الموت کو دیکھا اور آپ پہلے بھی اس سے مل چکے تھے۔ تو ملک الموت نے آپ کو کہا" السلام علیک ایھا الکظیم "اے پیکر صبر تم پر سلام ہو۔ تو آپ کا جسم مبارک کانپنے لگا اور اعضاء پھڑ پھڑانے لگ گئے۔ اور آپ نے سلام کا جواب دیا پھر اس سے کہا: تو کون ہے؟ اور تجھے اس گھر میں کس نے داخل کیا ہے؟ حالانکہ میں نے اپنا دروازہ بند کر دیا تھا تا کہ کوئی شخص داخل نہ ہو سکے۔

اَشْكُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَى اللّٰهِ (یوسف:86)

"میں تو شکوہ کر رہا ہوں اپنی مصیبت اور اپنے دکھوں کا خدا کی بارگاہ میں"۔

ملک الموت نے آپ سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی میں وہ ہوں جو اولادوں کو یتیم کر دیتا ہوں۔ بیویوں کو بیوہ کر دیتا ہوں اور گروہوں میں تفرقہ ڈال دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو تو ملک الموت ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ تو آپ نے اس سے کہا: اے ملک الموت! تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں تو مجھے بتا کیا تو اس کی بھی روح قبض کرتا ہے جس کو درندے کھا جائیں؟

اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا مجھے بتا کیا تو روحوں کو ایک ایک کر کے قبض کرتا ہے یا اکٹھا قبض کر لیتا ہے؟ اس نے کہا میں ایک ایک کر کے قبض کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا کیا ان روحوں میں یوسف علیہ السلام کی روح بھی تیرے ہاتھ سے گزری ہے (تو نے قبض کی ہے)؟ ملک الموت نے عرض کی! نہیں۔

دوسری دفعہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا سوال اور ملک الموت کا جواب

حضرت حکم سے روایت ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے ملک الموت سے پوچھا جو بھی نفس پیدا ہوا ہے تو اس کو قبض کرتا ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ کس طرح ممکن ہے اور تو یہاں پر میرے پاس ہے اور نفوس زمین کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں؟۔ ملک الموت نے کہا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے موت مسخر فرما دی ہے۔

یہ میرے سامنے اس طرح ہے جس طرح تمہارے سامنے کوئی تھال پڑا ہو اور تم جس طرف سے چاہو کوئی چیز اٹھا لو یہ دنیا میرے سامنے اسی طرح ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی وقت رحلت وصیت

حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو سینتالیس سال ہوئی آپ کے پاس موت حاضر ہوئی آپ نے اپنے بارہ بیٹوں اور پوتوں کو اکٹھا کیا اور ان کو آخری وصیت موت کی وصیت فرمائی آپ نے ان کو وصیت فرمائی کہ دین کی اتباع کرنا، توحید پر قائم رہنا، شرک سے اپنے آپ کو بچا کے رکھنا۔

قرآن کریم نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت کو بیان فرمایا ہے۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ

مِنْۢ بَعْدِیْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ (البقرہ)

"اور کون روگردانی کرسکتا ہے دین ابراہیم میں بجز اس کے جس نے احمق بنا دیا ہوا پنے آپ کو۔ اور بیشک چن لیا ابراہیم کو ہم نے دنیا میں اور بلاشبہ وہ قیامت کو نیک وکاروں میں ہوں گے۔ اور یاد کرو جب فرمایا اس کو اس کے رب نے (ابراہیم) گردن جھکا دو عرض کی میں نے اپنی گردن جھکا دی سارے جہانوں کے پروردگار کے سامنے۔ اور وصیت کی اس دین کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب علیہ السلام کو۔ اے میرے بچو بیشک اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے تمہارے لیے یہی دین۔ سوتم ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو بھلا کیا تم (اس وقت) موجود تھے جب آپہنچی یعقوب کو موت جب کہ پوچھا اس نے اپنے بیٹوں سے کہ تم کس کی عبادت کرو گے میرے (انتقال کر جانے کے) بعد انہوں نے عرض کی ہم عبادت کریں گے آپ کے خدا کی اور آپ کے بزرگوں ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق کے خدا کی جو خدائے وحدہ لاشریک ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے"۔

حضرت یوسف علیہ السلام اور ملک الموت علیہ السلام

سیدنا یوسف علیہ السلام کریم، ابن کریم، ابن کریم اور اللہ تعالیٰ کے خلیل کے بیٹے ہیں۔ اللہ کے نبی یوسف الصدیق علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ حضرت یعقوب اللہ تعالیٰ کے نبی اسحاق علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور حضرت اسحاق ابوالانبیاء خلیل الرحمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ کائنات کے ہر بشر کو آپ کے حسن و جمال سے حصہ ملا ہے۔ آپ کو حسن و جمال، خوبصورت رنگ اور ہنس مکھ میں وہ دولت عطا کی گئی جس کی تعریف ممکن نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا آپ کو خوبصورتی، جمال اور عمدہ اخلاق کی وجہ سے پہچانتی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن اپنے دادا حضرت اسحاق علیہ السلام سے وراثت میں ملا تھا۔ اسحاق عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا معنیٰ ہے ضاحک (مسکرانے والا) اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو حسن اپنی والدہ ماجدہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے ملا تھا۔ اور کہا جاتا ہے کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا حسن حضرت حوا علیہ السلام کے حسن سے نصف تھا۔

جب سیدنا یوسف علیہ السلام پر نعمت مکمل ہوگئی اور آپ کے لیے قریب اور بعید سمٹ گئے اور آپ کو آپ کے بھائیوں اور والدین نے تعظیماً اور اکباراً (آپ کی بڑائی کا اعتراف کرتے ہوئے) سجدہ کیا۔ یہ سجدہ ان کی شریعت میں جائز تھا۔ اسلام نے اسے حرام کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے آپ نے ان الفاظ میں دعا فرمائی۔

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۫ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۝ (یوسف)

"اے میرے رب عطا فرمایا تو نے مجھے یہ ملک۔ نیز تو نے سکھایا مجھے باتوں کے انجام کا علم۔ اے بنانے والے آسمانوں اور زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں مجھے وفات دے درآں حالیکہ میں مسلمان ہوں اور ملا دے مجھے نیک بندوں کے ساتھ"۔

اسلام پر وفات اور صالحین کی ہم نشینی کی دعا ایک بہت ہی عمدہ اور مناسب دعا تھی جو آپ نے نعمت کی تکمیل کے لیے فرمائی۔ آپ کی دلی خواہش اور تمنا تھی کہ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو نعمت عظمیٰ سے نوازا ہے اس میں ذرہ برابر بھی کمی نہ آئے اس لیے آپ نے مالک اور منعم حقیقی سے دعا فرمائی کہ وہ انہیں اس عظیم نعمت اسلام سے محروم نہ فرمائے جو کہ سب سے عظیم نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم کی انتہا ہے اور جس سے محرومی دنیا و آخرت سے محرومی ہے۔

یہ وضاحت جو میں نے بیان کی ہے وہ آیات کے سیاق اور حال کے لحاظ سے مناسب ترین ہے۔ اگر یہ معنیٰ نہ بیان کیا جائے جو میں نے کیا ہے تو اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے

کہ آپ کی دعا بستر رحلت پر موت کی تمنا تھی جو کہ بالاتفاق رحلت کے وقت جائز ہے۔

اگر یہ بھی جائز نہ ہو اور پہلا ترجمہ بھی جائز نہ ہو تو یہ ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ آپ کی شریعت میں موت کی دعا جائز ہو جبکہ اسلام میں موت کی خواہش جائز نہیں۔ ہاں اگر فتنے میں پڑنے کا خوف ہو تو پھر جائز ہے۔ جس طرح کہ حضور ﷺ سے ایک دعائے مبارکہ ثابت ہے۔

واذا اردت بقوم فتنة فاقبضنی الیک غیر مفتون

''اے میرے رب جب تو قوم کو فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ فرمائے تو نزول فتنہ سے پہلے ہی مجھے اپنے پاس بلا لے''۔

اگر کسی قسم کے فتنہ سے امن ہو تو اسلام میں ایسی دعا ہرگز جائز نہیں ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کسی مصیبت سے گھبرا کر جو اس پر نازل ہوئی ہے۔ اگر وہ نیکی کرنے والا ہے تو وہ اس نیکی کو اور زیادہ کرے اور اگر برائی کرنے والا ہے تو شاید وہ جلد سزا طلب کر رہا ہے بلکہ اس کو چاہیے کہ وہ یوں کہے! کہ اے میرے مالک! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میری زندگی میرے لیے بہتر ہے اور اس وقت مجھے موت دے دے جب میری موت میرے لیے بہتر ہو۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو بیس سال ہوگئی آپ بستر رحلت پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو وصیت فرمائی کہ جب وہ مصر سے نکلیں تو انہیں بھی ساتھ لیتے جائیں اور انہیں آباء، ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام کے پاس دفن کر دیں۔ جب آپ کی وفات ہوئی تو بنی اسرائیل نے آپ کو خوشبو لگائی اور آپ کو ایک تابوت میں رکھ دیا آپ کا جسد اقدس مصر میں رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کو اپنے ساتھ لے کر گئے جب آپ نے فرعون اور اس کے لشکر کو مصر سے نکالا تو آپ کو اپنے آباء کے ساتھ دفن کیا تا کہ آپ کی وصیت پر عمل فرمائیں۔ یہ ہم نے مندرجہ ذیل قصہ سے پڑھا ہے اور اس کا نچوڑ ہے۔

بڑھیا عورت جنت میں (مریم بنت تاموسیٰ)

بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شرط لگاتی ہے کہ وہ جنت میں ان کے ساتھ رہے گی۔ اور اس شرط پر وہ انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی عزت فرمائی اور اس سے فرمایا'' قریب آؤ۔ وہ قریب آیا تو آپ نے اس سے فرمایا اپنی حاجت مانگ۔ اس نے عرض کی میں ایک اونٹنی کا سوال کرتا ہوں جس پر میں سوار ہو سکوں اور ایک بکری جس کا دودھ اپنے خاندان والوں کو پلا سکوں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم بنی اسرائیل کی بڑھیا کی طرح نہ بن سکے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بنی اسرائیل کی بڑھیا کون ہے؟ آپ نے فرمایا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے روانہ ہوئے تو رستہ بھول گئے آپ نے فرمایا یہ کیا ہو گیا ہے؟ تو بنی اسرائیل کے علماء نے کہا: جب حضرت یوسف علیہ السلام کی رحلت کا وقت آیا تو آپ نے ہم سے اللہ کا پختہ عہد لیا کہ ہم مصر سے اس وقت تک نہ نکلیں جب تک ان کے جسد مبارک کو منتقل نہ کر دیں یعنی اپنے ساتھ نہ لے جائیں۔ آپ نے فرمایا ان کی قبر کا کسے علم ہے؟ بنی اسرائیل کی ایک عورت نے کہا مجھے آپ کی قبر کا علم ہے۔ آپ نے اس کی طرف پیغام بھیجا تو وہ آپ کے پاس حاضر ہو گئی۔ آپ نے اس کو کہا کہ ہمیں یوسف علیہ السلام کی قبر کا بتاؤ اس نے کہا میں اس وقت تک نہیں بتاؤں گا جب تک آپ میری بات نہ مانیں۔ آپ نے فرمایا تیری کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ رہوں۔ آپ نے ناپسند فرمایا کہ اسے یہ مقام عطا فرمائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اس کی بات مان لیں۔ وہ بوڑھی ان کو لے کر ایک بحیرہ کی طرف چل پڑی ایک ایسی جگہ پر جہاں بہت ہی شفاف پانی تھا۔ بوڑھی عورت نے کہا اس پانی کو ہٹاؤ انہوں نے پانی کو ہٹا دیا اس نے کہا جگہ کھودو اور حضرت یوسف علیہ السلام کا جسد -

اقدس نکال لو۔ جب انہوں نے زمین تک کھودا تو راستہ دن کی روشنی کی طرح روشن تھا۔

یہ مذکورہ قصہ ہمیں ایک نصیحت کی طرف لے جاتا ہے کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتا ہے آپ اس کی عزت فرماتے ہیں اور اسے پاس طلب فرماتے ہیں تاکہ اسے سلام کریں۔ اعرابی حاضر ہوتا ہے اور اپنی حاجت پیش کرتا ہے آپ جب دیکھتے ہیں کہ اس میں دنیا کے گھٹیا مال کی حرص ہے اور اس نے آخرت کے ثواب کا سوال نہیں کیا۔ آپ نے صحابہ کرام کو بنی اسرائیل کی بڑھیا کا قصہ سنا کر نصیحت فرمائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس کا واقعہ بیان فرمایا کہ جب انہوں نے بوڑھی عورت سے مطالبہ کیا کہ وہ انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر دکھائے تو اس نے موسیٰ علیہ السلام سے شرط لگا دی کہ مجھے جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمایئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو بتایا کہ اس کی حاجت تو یہ تھی اور وہ اس حاجت پر پوری طرح حریص بھی تھی اور ڈٹی ہوئی تھی یہاں تک کہ اپنے مقصد کو پہنچ گئی۔

وصیت سے حاصل ہونے والے فوائد

1۔ مسلمان شرط لگا سکتے ہیں مگر ایسی شرط جو حلال کو حرام کر دے اور حرام کو حلال کر دے جائز نہیں۔

2۔ صالح آدمی سے دعا کروانا مستحب ہے اور انبیاء کرام سے ایسی حاجت طلب کرنا جس سے آخرت میں وافر ثواب عطا ہو جائے اور دنیا کی طلب نہ کرنا۔

3۔ وعدہ کا پورا کرنا واجب ہے۔

4۔ صالحین کے قریب دفن کرنا مستحب ہے۔

5۔ میت کو ایک قبر سے دوسری قبر کی طرف نقل کرنا جائز ہے اگر اس میں زندہ یا میت کے لیے کوئی مصلحت ہو یا نبی کی طرف سے حکم ہو۔

6۔ جنت میں انبیاء کرام کی سنگت کی دعا کرنا اور اس پر ابھارنا۔

7۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کا ثبوت کہ جب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام

کی قبر کو منتقل کیا تو راستہ دن کی روشنی کی طرح روشن تھا۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور ملک الموت

سیدنا موسیٰ بن عمران اللہ کے رسول اور اس کے کلیم ہیں اور آپ پانچ اولوالعزم رسولوں میں سے ایک ہیں۔ اور آپ محمد ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ آپ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیے گئے تمام انبیاء کے سردار ہیں۔ آپ کو تورات اور دوسرے بہت سے صحائف عطا کیے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى ۫ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾ (مریم)

"اور ذکر فرمایئے کتاب میں موسیٰ کا بیشک وہ (اللہ کے چنے ہوئے تھے) اور رسول و نبی تھے"۔

يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ (الاعراف)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ میں نے سرفراز کیا تجھے تمام لوگوں پر اپنی پیغامبری اور اپنے کلام سے اور لے لو جو دیا ہے میں نے تجھے اور ہو جاؤ شکر گزار بندوں میں سے"۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِىْ صَدْرِىْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِىْٓ اَمْرِىْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِىْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِىْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّىْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِىْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِى ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِىْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِىْٓ اَمْرِىْ ﴿۳۲﴾ كَىْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ (طٰہٰ)

"آپ نے دعا مانگی۔ اے میرے پروردگار! کشادہ فرمادے میرے لیے میرا

سینہ اور آسان فرمادے میرا یہ (کٹھن) کام۔اور کھول دے گرہ میری زبان کی تاکہ اچھی طرح سمجھ سکیں وہ لوگ میری بات اور مقرر فرما میرا وزیر میرے خاندان سے یعنی ھارون کو جو میرا بھائی ہے۔مضبوط فرمادے اس سے میری کمر اور شریک کردے اسے میری اس مہم میں تاکہ ہم دونوں کثرت سے تیری پاکی بیان کریں اور ہم کثرت سے تیرا ذکر کریں۔بیشک تو ہمارے (ظاہر و باطن) کو خوب دیکھنے والا ہے۔جواب ملا۔منظور کرلی گئی آپ کی درخواست اے موسیٰ''۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سوبیس سال ہوئی تو ملک الموت آپ کے پاس انسانی صورت میں حاضر ہوئے اور یہ کہتے ہوئے آپ کو مخاطب کیا'' اپنے رب کو جواب دیجیے'۔جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو اس صورت میں دیکھا تو آپ سمجھ نہ سکے کہ یہ ملک الموت ہو سکتے ہیں۔اور آپ نے یہ گمان کیا کہ یہ کوئی ان کا دشمن ہے جو تلوار سونتے ہوئے بڑھ رہا ہے تاکہ آپ کو اذیت دے یا مار ڈالے۔آپ نے اسے دشمن سمجھتے ہوئے دور ہٹایا اور اسے سختی سے دھکا دیا اور ملک الموت کی آنکھ پھوڑ دی۔

آیئے اس اہم اور نازک موضوع کو ہم صادق ومصدوق کی لسان مبارک سے سنتے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کا ملک الموت کی آنکھ پرتھپڑ مارنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور سید العالمین محمد ﷺ فرماتے ہیں ملک الموت جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کی'' اپنے رب کو جواب دیں'' تو موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کی آنکھ پر تھپڑ دے مارا اور آنکھ نکال دی۔ملک الموت لوٹ کر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے مالک! تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو موت پسند نہیں کرتا اور اس نے میری آنکھ نکال دی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ لوٹا دی اور فرمایا میرے بندے کے پاس دوبارہ جاؤ اور عرض کرو تمہیں زندگی پسند ہے؟ اگر آپ کو زندگی پسند ہے تو بیل کے اوپر ہاتھ رکھیں جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے چھپ گئے اتنے سال آپ کی عمر

بڑھادوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر کیا ہوگا۔ عرض کی گئی پھر بھی آپ کو موت ضرور آئے گی۔ آپ نے فرمایا تو پھر میں ابھی تیار ہوں اور اللہ کریم سے عرض کی۔ اے اللہ! میری موت ارض مقدسہ کے اتنے قریب کردے کہ جتنی مقدار پتھر پہنچ سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' اللہ کی قسم اگر میں وہاں ہوتا تو میں تمہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک کثیب احمر کے پاس راستے کی ایک جانب دکھاتا۔ (مسلم نے اس روایت کو فضائل میں نقل کیا ہے)۔

بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے موسیٰ علیہ السلام کی طرف ملک الموت کو بھیجا گیا۔ جب ملک الموت آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے تھپڑ دے مارا۔ وہ واپس رب کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: اے میرے رب تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو موت کو چاہتا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ درست فرمادی اور فرمایا دوبارہ میرے بندے کے پاس حاضر ہو جاؤ اور عرض کرو: اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر رکھیے۔ جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آگئے اتنے سال آپ کو عمر عطا کر دی جائے گی۔ آپ نے فرمایا اے میرے رب اس کے بعد کیا ہوگا؟۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر موت ہوگی۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی پھر میں ابھی حاضر ہوں۔ اے میرے مالک میں التجا کرتا ہوں کہ مجھے ارض مقدسہ کے اتنے قریب کردے جتنا پتھر وہاں پہنچ سکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اگر میں وہاں ہوتا تو آپ کو کثیب احمر کے پاس راستے کے ایک جانب موسیٰ علیہ السلام کی قبر دکھاتا۔

مذکورہ واقعہ سے حاصل ہونے والے فوائد

1۔ انبیاء کرام ملائکہ کو ظاہری آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں جن میں ملک الموت علیہ السلام بھی ہیں۔

2۔ اللہ کی سنت کا اپنی مخلوق میں فیصلہ کردیا گیا ہے اور انبیاء کرام اس سے مستثنیٰ نہیں ہوتے۔

3۔ انسان کو ایمان بالغیب پر آزمایا جاتا ہے۔

4۔ انسان کی طبیعت کو ظاہر کردیا جاتا ہے خاص طور پر بعض مقامات پر اگرچہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔

5۔فرشتہ اس بات پر قادر ہوتا ہے کہ اپنے علاوہ کسی اور کی صورت کو اپنا لے۔
6۔اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمانا ''کہ اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر رکھو'' ظاہر کرتا ہے کہ ابھی دنیا بہت سی باقی ہے اگرچہ دنیا کا اکثر حصہ گزر چکا ہے۔
7۔اس واقعہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عمر زیادہ ہو سکتی ہے۔
8۔ایک مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اس واقعہ کو جو ایک نبی اور ملک الموت کے درمیان ہوا ایک آدمی کے عرف میں اس کے وقوع کو قیاس کر لے۔
9۔موسیٰ علیہ السلام کی قبر کثیب احمر کے پاس ارض مقدسہ میں ہے۔
10۔ملک الموت کو ایک حکمت کے تحت واپس بھیجا جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کرم اور اپنی خاص مہربانی ہے۔
11۔موسیٰ علیہ السلام کا ملک الموت کو تھپڑ مارنا اس وجہ سے تھا کہ ملک الموت آپ پر ایک انسان کی صورت میں حملہ کرتے ہوئے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام اسے نہ پہچان سکے۔پھر جب دوسری مرتبہ آپ نے پہچان لیا کہ یہ ملک الموت ہے تو آپ نے حکم کو تسلیم کر لیا۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کو اس تھپڑ کا اذن عطا فرمایا ہو۔

اگر کہنے والا کہے کہ موسیٰ علیہ السلام کیلئے یہ کس طرح جائز ہو گیا کہ وہ ملک الموت علیہ السلام کو تھپڑ ماریں اور اس کی آنکھ نکال دیں تو اس کا جواب چھ صورتوں میں دیا جا سکتا ہے۔

i۔ملک الموت کی آنکھ خیالی آنکھ تھی۔حقیقی نہیں۔یہ قول باطل ہے کیونکہ اس سے یہ لازم آئے گا کہ انبیاء کرام فرشتوں کی جو شکلیں دیکھتے ہیں وہ حقیقی نہیں ہوتیں اور یہ سالمیہ کا مذہب ہے۔
ii۔ یہ آنکھ معنوی تھی اور آپ نے حجت اور دلیل کے ذریعے اس کو ختم کیا یہ مجازی ہے۔اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

iii۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو نہ پہچانا آپ نے یہ گمان کیا کہ کوئی شخص ہے جو ان کے گھر بغیر اجازت داخل ہو گیا ہے اور انہیں قتل کرنا چاہتا ہے۔آپ نے اِس گمان کی وجہ سے اس سے اپنا دفاع کیا اور تھپڑ دے مارا جس سے ملک الموت کی آنکھ ضائع ہو گئی۔

اور اس قسم کی صوت حال میں ہر طریقہ سے دفاع کرنا واجب ہے اور یہ صورت عمدہ ہے کیونکہ حقیقت میں وہ آنکھ تھی اور حقیقت میں آپ نے تھپڑ مارا تھا۔

امام ابوبکر بن خزیمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں خود یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے جب ملک الموت علیہ السلام لوٹ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے میرے رب تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو موت کو چاہتا ہی نہیں ہے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو پہچانا نہ ہوتا تو ملک الموت سے یہ قول صادر نہ ہوتا۔

iv۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے تیز غصہ والے تھے۔ اور غصہ کی اسی تیزی کی وجہ سے آپ نے ملک الموت کو تھپڑ دے مارا اور یہی سرعت غضب تھپڑ کا سبب بنی۔

ابن عربی ''احکام'' میں لکھتے ہیں کہ یہ قول فاسد ہے کیونکہ انبیاء اس بات سے معصوم ہیں کہ ان سے ابتداء ہی اس قسم کا غضب یا رضا واقع ہو جائے۔

v۔ مہدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ملک الموت کی آنکھ مستعار تھی۔ آپ کیونکہ موت کے لیے گئے تھے جس میں آپ کو اختیار ہے کہ جو صورت چاہیں اختیار کرلیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے جب ملک الموت کو تھپڑ مارا تو وہ اپنے علاوہ کسی اور صورت میں تھے جس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے پھر ملک الموت کو آنکھ کے ساتھ دیکھا۔

vi۔ اور یہ صحیح قول ہے ان شاء اللہ۔ اور وہ یہ ہے کہ جس طرح ہمیں ہمارے آقا محمد ﷺ نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا ہوا تھا اور آپ کو اس بات کا علم تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی روح اس وقت تک قبض نہیں کرے گا جب تک انہیں اختیار نہ دے دے۔ اس روایت کو بخاری اور دوسرے راویوں نے روایت کیا ہے۔ جب ملک الموت ان کے پاس ایسی صورت میں آئے جو انہیں معلوم نہیں تھی تو آپ نے اس کو ڈرانے اور ادب سکھانے میں تیزی کی۔

تو آپ نے ملک الموت کی آزمائش کے لیے تھپڑ مارا کیونکہ ملک الموت نے آپ کے سامنے اختیار نہیں بیان کیا تھا۔ اور اس قول کے صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جب ملک

الموت دوبارہ آپ کے پاس لوٹ کر آئے تو زندگی اور موت کا اختیار دیا۔آپ نے موت کو اختیار فرمایا اور سر تسلیم خم فرمالیا۔واللہ بغیبہ اعلم واحکم۔

ابن عربی نے اپنی قبس میں اسی طرح روایت کیا ہے۔الحمد للہ۔

ڈاکٹر شیخ محمد بن محمد ابوشہبہ فرماتے ہیں یہ حدیث یقیناً مرفوع ہے۔ہمام بن منبّہ کی روایت بالکل واضح ہے۔اور طاؤس کی روایت کے لیے بھی مرفوع ہونے کا حکم ہی ہے۔ کیونکہ اس میں رائے کی کوئی مجال نہیں ہے اور اس کا اسرائیلیات سے بُعد یقینی ہے اور یہ صحیح طریق سے مرفوع وارد ہے اور اس کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔اور حدیث میں کوئی ایسی چیز بھی نہیں ہے جو معاملہ کو مشکل بناتی ہو کیونکہ مشکل تو تب ہوتی ہے جب آپ جانتے ہوتے کہ یہ ملک الموت ہیں اور آپ موت سے دور ہوتے ہوئے اس سے دفاع کرتے۔ کیونکہ انبیاء کرام کا مقام اس سے ہٹ کر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اسے دشمن سمجھا جو آپ پر حملہ کرنا چاہتا تھا تو آپ نے اس سے اپنا دفاع کیا اور یہ مدافعت اس کی آنکھ کو لے ڈوبی۔اپنے آپ کا دفاع تمام آسمانی شریعتوں اور وضعی قانون میں ایک جائز اَمر ہے۔روایت میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ آپ نے ملک الموت کو پہچان لیا تھا۔اور ملائکہ کا انسانی صورت اختیار کرنا ایک معروف اور تسلیم شدہ امر ہے۔قرآن کریم میں بھی یہ بات آئی ہے جس میں شک اور ارتیاب کا کوئی دخل نہیں ہے اور یہ بات ضروری نہیں ہے کہ نبی کے علم میں یہ بات ہو کہ کسی اور شکل میں آنے والا فرشتہ ہی ہے۔فرشتے حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کی طرف آدمیوں کی صورت میں آئے تھے جس طرح قرآن کریم نے بیان کیا ہے اور انہوں نے فرشتوں کو نہیں پہچانا تھا اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کے سامنے بھونا ہوا گوشت نہ رکھتے اور یہ نہ فرماتے تم کھاتے کیوں نہیں ہو۔اور حضرت لوط علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف سے ان پر خوف لاحق نہ ہوتا اور یہ اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ملک الموت کو پہلے جانتے ہی نہیں تھے۔کیونکہ جب ملک الموت دوسری مرتبہ آئے اور آپ نے پہچان لیا

کہ یہ ملک الموت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو لمبی زندگی اور روح قبض ہونے پر اختیار عطا فرمایا تو آپ نے روح قبض ہونے کو اختیار فرمایا۔

اور حدیث اس میں بالکل کلی طور پر واضح ہے۔ امام ابوبکر بن خزیمہ اور دوسرے متقدمین اسی طرف گئے ہیں۔ الماذری، قاضی عیاض اور دوسرے علماء امت جنہوں نے عقل و نقل کو جمع کیا ہے نے یہی اختیار کیا ہے۔

اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ ملائکہ مختلف صورتیں اختیار کرتے رہتے ہیں اور یہ صورت ان کی حقیقی ہیئت پر غالب نہیں ہوتی۔ اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے جو ملک الموت کی آنکھ ضائع کی تھی یہ ان کی خلقت یا ہیئت میں نقص کو لازم نہیں کرتی اور ہمارے اس بیان کی وجہ سے حدیث میں اشکال دور ہو جاتا ہے۔

اور جو بات اس کو پختہ کرتی ہے کہ آپ کا ارادہ ملک الموت کی آنکھ ضائع کرنا نہیں تھا اور نہ آپ جانتے تھے کہ یہ ملک الموت ہیں یا یہ کہ آپ نے آنکھ اس لیے ضائع کی تھی کہ لمبی عمر مل جائے وہ یہ ہے کہ ملک الموت نے اپنے رب کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام پر یہ بات پیش کی کہ بیل کی جلد پر اپنا ہاتھ رکھیں جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آجائیں اتنی عمر آپ کو عطا کی جائے گی یعنی ہر بال کے بدلے ایک سال عطا کیا جائے گا۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کم از کم ایک لاکھ سال اور زندہ رہتے لیکن اللہ کے کلیم نے ملک الموت سے پوچھا ہزار ہزار سال زندہ رہنے کے بعد کیا ہوگا؟ تو ملک الموت نے کہا کہ پھر موت ہوگی تو آپ نے فرمایا مجھے ابھی موت قبول ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ موت پر حریص نہ تھے یا آپ کو لمبی عمر مطلوب نہ تھی اور آپ نے ملک الموت کی آنکھ اس لیے نکالی تھی کیونکہ آپ نے یہ گمان کیا تھا کہ یہ کوئی شخص آپ پر حملہ کرنا چاہتا ہے اور آپ کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو آپ نے اس سے اپنا دفاع کیا۔

داؤد علیہ السلام اور ملک الموت

سیدنا داؤد علیہ السلام بنی اسرائیل کے عظیم پیغمبروں میں سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو عبادت میں بہت قوی بنایا تھا آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سلطنت کو مضبوط اور قوی فرمایا۔

☆ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکمت عطا فرمائی جو کہ امور میں صحیح فیصلہ کرنا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم کا علم عطا فرمایا اور قضاء میں گہری نظر عطا فرمائی اور آپ کو ایسا فیصلہ کن قول کا ملکہ عطا فرمایا جو کسی چیز سے معارض نہ ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے پہاڑ اور پرندے آپ کے لیے مسخر کر دیے جب آپ تسبیح کرتے تو وہ بھی آپ کے ساتھ تسبیح کرتے اور تقدیس و تسبیح میں آپ کے ساتھ شریک ہوتے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لوہا نرم کر دیا آپ جس طرح چاہتے اسے کاٹ لیتے۔ لوہا آپ کے ہاتھ میں اس طرح ہو جاتا جس طرح شمع، گندھا ہوا آٹا اور تر مٹی ہوتی ہے۔

آپ پہلے نبی اور مخلوق میں سے پہلے شخص تھے جن کو ولادت سے کئی ہزار سال پہلے عمر کا علم تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبور کتاب عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کس طرح قرآن کریم میں آپ کی تعریف فرماتے ہیں۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ (ص)

"اور یاد فرماؤ ہمارے بندے داؤد کو جو بڑا طاقتور تھا وہ (ہماری طرف) بہت رجوع کرنے والا تھا۔ ہم نے فرمانبردار بنا دیا تھا پہاڑوں کو۔ وہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔ عشاء اور اشراق کے وقت اور پرندوں کو وہ بھی تسبیح کے وقت جمع ہو جاتے سب ان کے فرمانبردار تھے۔ اور ہم نے مستحکم کر دیا ان کی حکومت کو اور ہم نے بخشی انہیں دانائی اور فیصلہ کن بات کرنے کا ملکہ"۔

آپ کے ساتھ کیا ہوا جب آپ کی عمر سو سال ہو گئی؟۔

داؤد علیہ السلام اور ملک الموت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت داؤد علیہ السلام بڑی غیرت کے مالک تھے۔ آپ جب گھر سے باہر نکلتے تو دروازے بند کر جاتے اور آپ کی عدم موجودگی میں کوئی بھی آپ کے گھر داخل نہ ہو سکتا یہاں تک کہ آپ واپس آ جاتے۔ آپ ایک دن گھر سے نکلے اور دروازہ بند کر دیا۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے آکر جب گھر میں جھانکا تو گھر کے درمیان میں ایک شخص کھڑا ہوا تھا آپ کی زوجہ محترمہ نے فرمایا ہمارے گھر میں کون ہے؟ یہ شخص ہمارے گھر کیسے داخل ہوا جب کہ گھر بند تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں ضرور داؤد علیہ السلام کو اس حرکت سے آگاہ کروں گی۔ جب داؤد علیہ السلام جب گھر تشریف لائے تو وہ شخص گھر کے درمیان کھڑا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے بھی نہیں ڈرتا اور نہ میں پردوں سے رک سکتا ہوں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی قسم پھر تو ملک الموت ہے اللہ کے حکم کو خوش آمدید۔ پھر آپ ٹھہرے رہے حتیٰ کہ آپ کی روح مبارک قبض کر لی گئی۔

جب آپ کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا اور تمام معاملات مکمل ہو گئے تو آپ پر سورج طلوع ہوا۔ سلیمان علیہ السلام نے پرندے کو حکم دیا کہ داؤد علیہ السلام پر سایہ کر لے۔ پرندے نے داؤد علیہ السلام پر سایہ کیا حتیٰ کہ زمین آپ پر تاریک ہو گئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندے کو حکم دیا کہ پروں کو سمیٹ لے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سید المرسلین آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دکھانے لگے کہ کس طرح پرندے نے کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ مبارک سے لپیٹ رہے تھے اور اس دن حضرت داؤد علیہ السلام پر ایک بڑے پروں والے پرندے (چیل یا شکرا) نے زبردست سایہ کیا ہوا تھا گویا کہ سایہ پر غالب تھا۔

یہ واقعہ وضاحت کرتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام بڑی شدید غیرت کے مالک تھے اور آپ اس بات پر بڑے غیور تھے کہ آپ کی ازواج پر کوئی غیر شخص داخل ہوتا اور یہ مستحب

ہے جب تک عدل اور انصاف ختم ہو کر ظلم میں نہ بدل جائے اور شہوت کی پیروی، عیوب کی تلاش شروع ہو جائے اور لغزشوں کو معاف نہ کرنے کی روش چل پڑے اور اس طریقہ سے غیرت کا اظہار حرص اور احتیاط ہے اور اس میں کوئی عیب نہیں ہے کہ عورت اپنے گھر میں محفوظ ہیرے کی طرح ہو۔ ایسا چھپا ہوا جوہر ہو جو اپنی اولاد کی حفاظت کرتی ہو اور اپنے خاوند کا حق ادا کرتی ہو اور اپنی پوری کوشش صرف کرے اس کام میں جو اس کی طبیعت اور بناوٹ کے مناسب ہے تبھی تو خاوند رحیم، محبت کرنے والا اور بیوی کا معنوی اور مادی حق پورا کرنے والا ہوتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام جب اپنے گھر سے باہر نکلتے تو دروازہ بند کر جاتے ایک دن آپ نکلے تو ملک الموت علیہ السلام آدمی کی صورت میں آئے اور گھر میں داخل ہو گئے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی زوجہ محترمہ نے یہ دیکھا تو گھبرا گئیں کیونکہ انہوں نے اس سے پہلے ایسی بات نہیں دیکھی تھی۔ چند ہی لمحوں بعد حضرت داؤد علیہ السلام بھی آ گئے آپ نے جب گھر میں ایسا شخص دیکھا جس کے بارے میں آپ کو علم نہ تھا کہ وہ ملک الموت ہے تو آپ کے اندر جو اپنی عزت اور حریم کے لیے شدید غیرت تھی اس نے آلیا آپ نے بڑی سختی اور ناپسندیدگی سے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اور تجھے کس نے گھر میں داخل کیا ہے؟ ملک الموت نے جواب دیا میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے بھی نہیں ڈرتا اور نہ ہی پردے میرے آڑے آتے ہیں آپ جان گئے کہ یہ ملک الموت ہے پس آپ سکون و اطمینان سے اپنے حریم میں رک گئے۔ اور بعد میں جو ہونا تھا اسے ہونے دیا۔

اصون عرضی بمالی لا ادنسه لابارک اللہ بعد العرض فی المال

میں اپنی عزت کی حفاظت اپنے مال سے کرتا ہوں اللہ تعالیٰ عزت کے بعد مال میں کبھی برکت نہ دے۔

اللہ کے نبی نے جان لیا کہ ملک الموت ان کی روح قبض کرنے کے لیے آئے ہیں تو آپ نے اپنی جان اللہ کے حکم کے سامنے پیش فرما دی اور سعادت مندی اور رضا مندی کے

ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام کی روح قبض کر لی گئی۔ جب آپ کو غسل دیا گیا اور کفن دے دیا گیا اور تمام امور مکمل ہوئے تو آپ پر سورج طلوع ہو گیا اور سورج کی شعاعوں نے آپ کو مس کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک پرندے کو حکم دیا کہ ان کے والد محترم حضرت داؤد علیہ السلام پر سایہ فگن ہو جائے۔ اس نے آپ کا حکم مانا اور داؤد علیہ السلام پر سایہ کر لیا یہاں تک کہ زمین آپ پر تاریک ہو گئی۔ اور اس دن آپ پر بڑے بڑے لمبے پروں والی چیل سایہ پر غالب آ گئی۔

اس قصہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام نے ملک الموت پر حملہ کرنے کا ارادہ فرمایا تا کہ اسے قتل کر دیں کیونکہ وہ کسی بشر کی صورت میں آپ کے گھر موجود تھا جس سے طرح طرح کے گمان آنے لگے۔

اگر ملک الموت آپ کو نہ بتاتے کہ وہ ارواح کے قبض کرنے کے متولی ہیں تو آپ اسے سخت قسم کی ضرب لگا دیتے اور یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مؤقف کی تائید کرتی ہے جب آپ نے بڑھ کر ملک الموت کی آنکھ ضائع کر دی کیونکہ آپ کو علم نہیں تھا کہ وہ ملک الموت ہے۔

اور ان دونوں کی تائید حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے ہوتی ہے جو کہ قرآن کریم میں آیا ہے جو واقعہ آپ کے مہمان کے ساتھ پیش آیا جن کا آپ کو علم نہیں تھا کہ وہ فرشتے ہیں اسی لیے آپ نے ان کے سامنے بھنا ہوا کھانا پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿٢٤﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۖ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿٢٥﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿٢٦﴾ (الذاریات)

"پہنچی ہے آپ کو خبر ابراہیم کے معزز مہمانوں کی۔ جب وہ آپ کے پاس آئے تو انہوں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تم پر بھی سلام ہو (دل میں سوچا)

بالکل انجان لوگ ہیں پس چپکے سے اپنے اہل خانہ کی طرف گئے اور ایک (بھنا ہوا) موٹا تازہ بچھڑا لے آئے"۔

قصہ سے حاصل ہونے والے فوائد

1۔عدل کے ساتھ غیرت کا اپنے حق میں مستحب ہونا۔

2۔موت اچانک آتی ہے۔

3۔موت میں نہ تاخیر ہے نہ جلدی ہے۔

4۔ملک الموت کے راستے میں نہ حجاب رکاوٹ ہے نہ بند دروازے آڑے آسکتے ہیں۔

5۔انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا ثبوت ملتا ہے۔

6۔اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کے لیے انسان، جن، پرندے، جانور اور ہوا مسخر کر دیئے تھے۔

7۔فرشتوں کا انسانی صورت میں ظاہر ہونا ممکن ہے۔

سلیمان علیہ السلام اور ملک الموت

سیدنا سلیمان علیہ السلام اللہ کے بڑے کریم نبی تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو پرندوں کی زبان سکھائی تھی اور آپ کو ہر چیز سکھائی تھی۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے انسان، جن، پرندے، جانور اور ہوا مسخر کر دیے۔سب آپ کے حکم کے مطابق چلتے جہاں آپ چاہتے مطیع ہو کر چلتے۔

مندرجہ ذیل واقعہ سلیمان علیہ السلام، ملک الموت اور ہوا کے متعلق ہے۔

حضرت خیثمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک دن ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کی محفل میں بیٹھے ہوئے ایک شخص کو نظریں جما کر اور غور سے دیکھنے لگے۔جب ملک الموت چلے گئے تو اس آدمی نے کہا یہ شخص کون تھا؟ آپ نے فرمایا یہ ملک الموت ہے۔اس نے کہا یہ میری طرف اس طرح دیکھ رہے تھے گویا میری روح قبض کرنا چاہتے ہوں۔آپ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے؟ وہ کہنے لگا میں چاہتا ہوں آپ

مجھے ہوا پر سوار کر دیجئے کہ وہ مجھے ہند میں چھوڑ آئے۔ آپ نے ہوا کو بلایا اور اس شخص کو اس پر سوار کر دیا۔ ہوا نے اسے ہند میں پھینک دیا۔ پھر جب ملک الموت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم میری مجلس کے ایک شخص کو لگاتار دیکھ رہے تھے؟ ملک الموت نے عرض کیا میں اس سے بڑا حیران تھا مجھے حکم دیا گیا کہ میں اس کی ہند میں روح قبض کروں اور وہ آپ کے پاس تھا۔

داؤد بن ابی ہند کی روایت میں ہے فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ملک الموت کو سلیمان علیہ السلام کا وکیل بنایا گیا تھا اس سے کہا گیا ہر روز حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضری دیا کرو آپ سے کوئی حاجت پوچھی کرو پھر جب تک وہ پوری نہ ہو جائے وہاں سے ہلا تک نہ کرو۔

ملک الموت ہر روز آپ کے پاس حاضر ہوتے آپ کا حال دریافت کرتے اور پھر فرماتے یا رسول اللہ! کیا آپ کی کوئی ضرورت ہے؟ اگر سلیمان علیہ السلام ہاں فرماتے تو ملک الموت اس وقت تک وہاں سے نہ جاتے جب تک وہ حاجت پوری نہ فرما دیتے۔ اور اگر سلیمان علیہ السلام فرماتے کوئی حاجت نہیں ہے تو کل تک ملک الموت واپس چلے جاتے۔ ایک دن جب ملک الموت حاضر ہوئے تو سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک بوڑھا شخص بیٹھا تھا۔ ملک الموت وہاں کھڑے ہوئے اور سلام کیا پھر عرض کیا کوئی حاجت ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا نہیں اور ملک الموت نے ایک نظر اس بوڑھے کو دیکھا تو بوڑھا کانپنے لگ گیا۔ جب ملک الموت چلے گئے تو وہ شخص کھڑا ہوا اور سلیمان علیہ السلام سے عرض کی میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں آپ ہوا کو حکم دیں کہ وہ مجھے اٹھا کر ہند کے دور دراز شہر میں پھینک دے۔

ملک الموت نے سلیمان علیہ السلام سے عرض کی میں جب آپ کے پاس اترا تو میں اس شخص کو ہند میں گمان کر رہا تھا اور میں نے اس کو آپ کے پاس پایا۔ میں بڑا حیران ہوا اور اس کی طرف دیکھنے لگا کہ اس کے علاوہ میرا کسی طرف ارادہ بھی نہیں ہے۔ آج جب میں

طلوع فجر کے وقت اس پر اترا تو میں نے اسے ہند کے دور دراز شہر میں کانپتے ہوئے پایا۔ تو میں نے اس کی روح قبض کر لی۔

اور یہی مفہوم اس حدیث میں آیا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب کسی بندے کی موت کسی زمین پر آنی ہو تو اسے وہاں کی ضرورت پیش آجاتی ہے یہاں تک کہ جب وہ دور دراز جگہ پر پہنچ جاتا ہے تو اللہ اس کی روح قبض کر لیتا ہے۔ قیامت کے دن زمین کہے گی اے میرے رب یہ تو نے مجھے ودیعت کیا تھا۔ ای و اللہ۔

مشینا ھاخطا کتبت علینا ومن کتبت علیه خطا مشاھا

"ہم زمین پر اتنے قدم چلتے ہیں جتنے ہم پر لکھے جا چکے ہیں اور جس کے قدم زمین پر لکھے جا چکے ہی وہ ضرور چلتا ہے"۔

وارزق لنا متفرقات ممن لم تاته منا اتاھا

"اور ہمارے لیے مختلف قسم کے رزق موجود ہیں، ہم میں سے جس کے پاس یہ نہیں آئے وہ ان کے پاس ضرور آئے گا"۔

ومن کتبت منیة بارض فلیس یموت فی ارض سواھا

"اور جس کی موت کسی زمین پر لکھی جا چکی ہے، تو وہ اس زمین کے علاوہ کسی اور جگہ پر نہیں مرے گا"۔

ملک الموت اپنا ہاتھ سلیمان علیہ السلام کے سینہ مبارک پر رکھتے ہیں

اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام کو اشتیاق ہوا کہ وہ ملک الموت کو حقیقی صورت میں دیکھیں۔ بعض اخبار میں ذکر ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ انہیں ملک الموت دکھا دے۔ اور انہیں قوت عطا فرما کہ وہ اس سے کلام کر سکیں۔

ایک دن آپ اپنی چٹائی پر تشریف فرما تھے کہ چٹائی کی ایک جانب سے ایک آدمی نکلا جس کو صرف سلیمان علیہ السلام نے ہی دیکھا تھا۔ سلیمان علیہ السلام نے اس سے پہلے اتنی مکمل اور بڑی مخلوق نہیں دیکھی تھی آپ نے فرمایا اللہ کے بندے! تجھے میرے گھر میں کس

نے داخل کیا؟ اس نے کہا مجھے اس گھر کے مالک نے داخل کیا۔ مجھے اس نے داخل کیا جو آپ سے اور مجھ سے زیادہ اس گھر کا مالک ہے۔ اس سے آپ سمجھ گئے کہ یہ کوئی فرشتہ ہے آپ نے اس سے فرمایا تو میرے رب کے فرشتوں میں سے کون ہے؟ اس نے عرض کی میں ملک الموت ہوں۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام اور آپ کے گھر والوں نے اس کا نہ سمجھ آنے والا کلام سنا تو آپ پر اور آپ کے گھر والوں پر غشی طاری ہوگئی۔ ملک الموت نے عرض کیا: اے میرے رب! تیرے بندے اور تیرے نبی سلیمان علیہ السلام نے تجھ سے میرے بارے میں دعا کی تھی کہ تو مجھے اجازت عطا فرما کہ میں آپ کے پاس حاضر ہوسکوں اور خوف سے ان کی اور ان کے گھر والوں کی جو حالت ہوگئی ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔ تو اسے وہ قوت عطا فرما کہ وہ میری طرف دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی طرف وحی فرمائی کہ اپنا ہاتھ سلیمان علیہ السلام کے سینہ پر رکھو اس نے ایسا ہی کیا تو سلیمان علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے افاقہ ہوگیا۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

اے ملک الموت! کیا تو نے آسمانوں اور زمین کی مخلوقات میں سے اپنی مثل کسی کو دیکھا ہے؟ ملک الموت نے عرض کی! اے اللہ کے نبی قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس وقت میری ٹانگیں ایک فرشتے کے کندھوں پر ہیں جس کی پنڈلیاں ساتوں آسمانوں کو پھاڑے ہوئے ہیں اور اس سے بھی ہزار سال کی مسافت کے برابر مزید بلند ہیں۔ اور پانچ سو سال کی مسافت پر زمین کو تجاوز کیے ہوئے ہے۔ اس کا منہ کھلا ہے وہ تہلیل، تقدیس اور تسبیح کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتا ہے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے اگر اللہ تعالیٰ اسے اجازت عطا فرمائے کہ وہ اپنے ہاتھ سینے پر باندھ لے تو وہ ساتوں آسمانوں اور جو کچھ ان میں ہے اور جو کچھ ان کے اوپر ہے سوائے عرش کے سب کچھ ان میں بند کر لے۔ اور اس کے اوپر بھی ایک فرشتہ ہے جس نے اپنی ٹانگیں اس فرشتہ کے کندھوں کے نیچے داخل کی ہوئی ہیں اور یہ اس سے اوپر ہزار سال کی مسافت پر ہے۔ یہ بھی اپنا منہ

کھولے ہوئے ہے اور اس کا اوپر والا ہونٹ عرش سے ملا ہوا ہے اور نیچے والا ہونٹ تحت الثریٰ تک ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اسے اجازت عطا فرمادے کہ وہ اپنا اوپر والا ہونٹ نیچے والے ہونٹ پہ رکھ دے تو وہ ان دونوں کے درمیان ہر چیز کو اپنے پیٹ میں نگل جائے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ایک اور فرشتہ ہے جس کی گردن عرش کے نیچے ملی ہوئی ہے اور اس کی ٹانگیں ان دونوں فرشتوں کی ٹانگوں سے ہزار سال کی مسافت کے برابر ہیں وہ اپنی سانسوں سے ہوا نکالتا ہے اگر اللہ تعالیٰ اسے اجازت دے دے کہ وہ سانس نکالے تو وہ ہر چیز جو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں میں پیدا کی ہے اپنے نفس میں داخل کرلے سوائے عرش کے۔

(پھر ملک الموت کہنے لگے) یہ جو میں نے فرشتوں کا ذکر آپ کے سامنے کیا ان کی تخلیق اور ان کا جسم کچھ دوسرے فرشتوں کے نزدیک جوان سے بھی بڑے ہیں ایسے ہے جس طرح ہاتھی کے معاملے میں مکھی کا پر ہوتا ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا فرشتہ ہے جو اپنی دائیں ہتھیلی کو پھیلائے ہوئے ہے اگر اللہ تعالیٰ اسے اجازت عطا فرمائیں کہ وہ اپنی ہتھیلی کو بند کرلے تو وہ ساری مخلوق کو قبضے میں لے لے سوائے عرش کے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام فرمانے لگے اے ملک الموت! اب رک جا تو وہ چیز بیان کر رہا ہے کہ جس سے میری روح پرواز کر جائے گی اور تو میرے نفس کو ثبات (مضبوطی) نہیں دے رہا اور میں اس سے زیادہ سننے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ملک الموت رک گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! میں اپنے دوستوں اور پیاروں سے کب ملوں گا اے میرے رب! میں تیری ملاقات کو پسند کرتا ہوں اور دنیا سے نکلنے کو پسند کرتا ہوں۔ تو یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کا سبب تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملک الموت کے درمیان تیسری ملاقات

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی ملک الموت کے ساتھ ایک ملاقات میں مطالبہ فرمایا کہ مجھے اپنی موت کی ساعت کے بارے میں بتائے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت سلیمان علیہ

السلام نے ملک الموت سے فرمایا جب تجھے میرے بارے میں حکم دیا جائے تو مجھے بتانا۔ ملک الموت آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی اے سلیمان! مجھے آپ کے بارے میں حکم دیا گیا ہے اور آپ کی زندگی میں ایک ساعت سے بھی کم وقت باقی ہے۔

آپ نے جنوں کو بلایا کہ وہ آپ پر ریشم کا محل تعمیر کریں جس کا کوئی دروازہ نہ ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی عصاء کا سہارا لے کر اور اس پر ٹیک لگا کر نماز پڑھنے لگ گئے۔ ملک الموت آپ پر داخل ہوئے اور آپ کی روح قبض کر لی جبکہ آپ عصاء پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپ نے یہ سب کچھ موت سے فرار کے لیے نہیں کیا تھا۔ فرماتے ہیں کہ جن آپ کے سامنے کام کرتے رہے وہ آپ کو دیکھتے اور یہی سمجھتے کہ آپ زندہ ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کی دیمک کو آپ کے عصا کی طرف بھیجا جنہوں نے آپ کے عصاء کو کھا لیا یہاں تک کہ جب وہ عصا کے وسط تک پہنچ گئی تو عصا کمزور ہو گیا اور سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام اس پر بھاری ہو گئے اور آپ گر پڑے جب جنوں نے یہ دیکھا تو وہ کام کو چھوڑ کر بکھر گئے اور چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کو یوں بیان فرمایا ہے:

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿١٤﴾ (سبا)

”پس جب ہم نے سلیمان علیہ السلام پر موت کا فیصلہ نافذ کر دیا نہ پتہ بتایا جنات کو آپ کی موت کا مگر زمین کی دیمک نے جو کھاتا رہا آپ کے عصا کو۔ پس جب آپ زمین پر آرہے تو جنوں پر یہ بات کھل گئی کہ اگر وہ غیب کو جانتے ہوتے تو (اتنا عرصہ) نہ رہتے اس رسوا کن عذاب میں“۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت میں ایک بلیغ حکمت اور بڑی واضح نشانی تھی جو قطعی اور یقینی ہے کہ جن غیب کا علم نہیں جانتے۔ غیب صرف علام الغیوب ہی جانتا ہے۔ کل میں ہونے والے واقعات کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے جو دلوں کی دھڑکنوں سے آگاہ

ہے (یا جس کو وہ مطلع کردے)۔

میری موت کب ہوگی؟

اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام نے ملک الموت سے ایک ملاقات میں پوچھا کہ ان کی وفات میں کتنی مدت ہے تا کہ اس کی تیاری زیادہ کردیں۔ اور اس کی مدت شمار کرتے رہیں اور اپنے رب کی اطاعت زیادہ کردیں اور اپنے رب کی مناجات کو اس سے ملاقات سے پہلے لبیک کہیں۔

ابوداؤد نے کتاب القدر میں خیثمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا: جب تو میری روح قبض کرنے کا ارادہ کرے تو مجھے بتادینا۔ ملک الموت نے عرض کی میں آپ سے زیادہ اس بارے میں نہیں جانتا یہ کتابیں ہیں جو میری طرف بھیجی جاتی ہیں جن میں مرنے والوں کے نام ہوتے ہیں۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ملک الموت

ملک الموت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کرتا ہے

ملک الموت علیہ السلام کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح مبارکہ قبض کرنے سے پہلے ان سے اجازت طلب کرے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں۔ ملک الموت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آپ کی مرض موت میں حاضر ہوئے اس نے اجازت طلب کی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔ اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا واپس چلے جاؤ، ہم فارغ نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوالحسن کیا تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ ملک الموت ہیں۔ (انہیں کو) رشد وہدایت کے ساتھ داخل ہوجاؤ۔ جب ملک الموت داخل ہوئے تو عرض کیا آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرئیل کہاں ہیں؟ ملک الموت نے عرض کیا وہ میرے قریب نہیں بس آتے ہی ہوں گے۔ ملک الموت باہر نکل

گئے یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس تشریف لے آئے۔ جبریل علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا جبکہ وہ دروازے میں کھڑے تھے۔ اے ملک الموت! تجھے کس نے یہاں سے نکالا؟ ملک الموت نے کہا ٹھہر جایئے محمد ﷺ تشریف فرما ہیں۔ جب دونوں بیٹھ گئے جبریل نے عرض کیا: اے ابوالقاسم آپ پر سلام ہو یہ میری طرف سے اور آپ کی طرف سے الوداع ہے۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ملک الموت نے اس سے پہلے نہ کسی کو سلام کیا ہے نہ بعد میں کرے گا۔ (اس کی سند میں مختار بن نافع ضعیف ہیں)۔

ایک خبر جو کہ غیر مستند ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے جس دن آپ کی رحلت ہوئی اور عرض کی آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے جبریل میں اپنے آپ کو مغموم اور تکلیف میں پاتا ہوں، اتنے میں ملک الموت نے دروازے پر اجازت طلب کی۔ جبریل نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ ملک الموت ہیں جو آپ سے اجازت طلب فرما رہے ہیں۔ انہوں نے اس سے پہلے کسی سے اجازت طلب نہ کی اور نہ آئندہ کسی آدمی سے اجازت طلب کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اجازت دے دو۔ ملک الموت کو اجازت مل گئی وہ اندر آئے اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے کھڑے ہو گئے عرض کی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں اگر آپ حکم فرمائیں تو آپ کی روح مبارک کی ہم سفری کی سعادت حاصل کروں اور اگر آپ ناپسند فرمائیں تو میں یہ ارادہ ترک کر دوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے ملک الموت! تم ایسا کرو گے۔ اس نے عرض کی ہاں۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے جبریل نے عرض کی اللہ تعالیٰ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: جو تجھے حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو۔

اور اس حدیث کے بطلان پر بخاری شریف کی روایت دلالت کرتی ہے جو عنقریب آئے گی کہ نبی کریم ﷺ کی روح مبارک اس وقت تک خالق حقیقی کے حضور حاضر نہ ہوئی

جب تک ملک الموت نے آپ کو دنیا میں ہمیشہ رہنے اور اللہ کے حضور حاضر ہونے کے درمیان اختیار نہ دیا۔

ملک الموت کی دوسری ملاقات

دوسری مرتبہ ملک الموت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور یہ ملاقات انصار کے گھروں میں سے ایک گھر میں ہوئی۔

حارث بن خزرج سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا جبکہ آپ ملک الموت کو دیکھ رہے تھے وہ ایک انصاری کے سر پر موجود تھا آپ نے فرمایا اے ملک الموت "میرے صحابی پر نرمی کر بیشک وہ مومن ہے۔ ملک الموت نے عرض کیا اطمینان رکھیے اور اپنی آنکھ مبارک ٹھنڈی کیجیے میں ہر مومن کے ساتھ نرم ہوں۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ابن آدم کی روح مبارک قبض کرتا ہوں جب چیخنے والا چیختا ہے تو میں گھر میں کھڑا ہوتا ہوں اور اس کی روح میرے ساتھ ہوتی ہے تو میں کہتا ہوں یہ چیخ کیسی؟ اللہ کی قسم ہم نے اس پر ظلم نہیں کیا اور نہ ہی وقت سے پہلے اس کی جان قبض کی اور نہ ہی ہم نے اس کی تقدیر میں جلدی کی۔ ہم پر اس کی روح قبض کرنے میں کوئی گناہ یا الزام نہیں ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے کیے پر راضی ہو تو تمہیں اجر دیا جائے گا اور اگر تم ناراض ہوتے ہو تو تم گناہ گار ہو گے۔ اور تمہیں اس کا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔

ہم بار بار لوٹ کر تمہارے پاس آتے ہیں پھر آتے ہیں تم کو ڈراتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو پناہ مانگو۔ گھر والوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوتا چاہے وہ بچہ ہو یا بڑا نیک نہ فاجر، پہاڑ نہ میدان مگر یہ کہ میں انہیں ہر دن اور ہر رات تلاش کرتا ہوں یہاں تک کہ میں ان کے بچوں کو بھی جانتا ہوتا ہوں اور ان کے بڑوں کو بھی اور انہیں بھی پہچانتا ہوتا ہوں اللہ کی قسم اگر میں مچھر کی روح بھی قبض کرنا چاہوں تو اس پر قادر نہیں ہوں جب تک اللہ تعالیٰ مجھے اس کی روح قبض کرنے کی اجازت نہ عطا فرمائے۔

جعفر بن محمد الصادق سے راویت ہے فرماتے ہی مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ملک الموت

لوگوں کو نماز کے وقت میں تلاش کرتا ہے تو جب موت کے وقت وہ آتا ہے تو وہ شخص اگر نماز کی حفاظت کرتا تھا تو فرشتہ اس کے قریب ہو جاتا ہے اور شیطان کو اس سے دور ہٹا دیتا ہے اور فرشتہ اس کو اس حال میں تلقین کرتا ہے ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' (پڑھنے کی تلقین کرتا ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت مبارکہ ملک الموت اور قاب قوسین کا مقیم

شہنشاہ کونین کی رحلت کس طرح ہوئی ہم احادیث ثابتہ (مستند احادیث) سے پڑھتے ہیں۔

آخری مرض کی ابتدا

صفر کی انتیس تھی ہجری کا گیارواں سال تھا جب کائنات کو خوشیوں سے نوازنے والا مرض میں مبتلا ہوا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع سے لوٹ کر میرے پاس آئے میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی ہائے میرا سر۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! لیکن میں موجود ہوں تو پھر ہائے سر۔ پھر فرمایا اے عائشہ آپ کو کیا مسئلہ ہے اگر تیری وفات مجھ سے پہلے ہوگئی تو میں تجھ پر کھڑا ہوں گا۔ تجھے غسل دوں گا تجھے کفن دوں گا، تیری نماز جنازہ پڑھوں گا اور تجھے دفن کروں گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی جبکہ آپ کی مرض کا گیارہواں سال تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیمارداری فرماتیں آپ کو دم فرماتیں اور آپ کو معوذات (سورۃ اخلاص، سورۃ فلق، سورۃ ناس) سے دم فرماتیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب تکلیف ہوتی تو اپنے اوپر معوذات پڑھ کر پھونکتے اور اپنے ہاتھ مبارک جسم پر پھیر دیتے۔ جب آپ کو مرض الموت میں درد کی شکایت ہوئی تو میں آپ پر معوذات پڑھ کر پھونکتی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ کر پھونکتے تھے اور میں حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے

آپ کے جسم اقدس پر پھیرتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری مرض میں اس درد کا احساس ہوا جو آپ کو خیبر میں بکری کے گوشت میں زہر دینے کی وجہ سے ہوا تھا جو درد آپ کو تین سال تک رہا یہاں تک کہ آپ کی روح مبارک اس بکری کے زہر کے اثر کی وجہ سے اللہ رب العزت سے شہادت کا مرتبہ حاصل کر کے ملاقات کے لیے روانہ ہوئی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مرض الموت میں فرماتے "اے عائشہ! میں اس کھانے کا درد محسوس کرتا ہوں جو میں نے خیبر کے مقام پر کھایا تھا۔ اب مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ اس زہر کی وجہ سے میری شہ رگ کٹتی جا رہی ہے۔

یہ اس وجہ سے تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے شہادت اور نبوت کے دونوں مرتبے جمع فرمادے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے پہلے پانچواں دن

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خاندان کے دو آدمیوں کے درمیان چل رہے تھے ان میں سے ایک فضل بن عباس اور ایک اور تھے آپ کی مراد علی بن ابی طالب ہیں۔ آپ اپنے سر کو لپیٹے ہوئے تھے آپ قدم اٹھاتے ہوئے میرے گھر میں داخل ہو گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور آپ کا درد شدید ہو گیا۔ آپ نے فرمایا مجھ پر مختلف کنوؤں کے پانی سے سات مشکیزے انڈیلو، یہاں تک کہ آپ لوگوں کی طرف نکلے اور ان سے عہد لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے آپ کو حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے لگن میں بٹھایا۔ پھر ہم نے آپ پر پانی انڈیلا یہاں تک کہ آپ فرمانے لگے کافی ہے کافی ہے۔

حضرت ایوب بن بشیر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر مبارک باندھے ہوئے نکلے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر سب سے پہلے آپ نے جو بات فرمائی وہ یہ تھی کہ آپ

نے اصحاب اُحد پر درود بھیجا اور ان کے لیے استغفار فرمایا۔ آپ نے ان پر بہت زیادہ درود پڑھا پھر آپ نے فرمایا بیشک اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار عطا فرمایا ہے دنیا کی مصاحبت کا یا اللہ رب العالمین کی مصاحبت کا تو اس نے رب العالمین کی مصاحبت کو اختیار فرمایا ہے۔ راوی کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس بات کو سمجھ گئے اور جان گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مراد اپنی ذات ہے۔ اور آپ رونے لگ گئے اور فرمانے لگے ہم آپ پر اپنی جانیں اور اپنے بیٹے فدا کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکر! تم پرسکون اور باوقار رہو۔ میں صحابہ میں سے کسی کو نہیں جانتا جس کے ان سے زیادہ مجھ پر احسان ہوں۔

جب آپ نے آسودگی محسوس فرمائی تو آپ مسجد میں داخل ہوئے آپ اپنے کندھوں پر جھکے ہوئے تھے اور آپ نے کپڑا لپیٹ رکھا تھا اور سر مبارک پر بھورے رنگ کی پٹی باندھی ہوئی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور یہ آخری دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے اللہ کی حمد بیان کی، اس کی ثنا فرمائی پھر فرمایا: اے لوگو میری طرف آؤ، لوگ آپ کی طرف دوڑے آپ نے کچھ ارشادات فرمائے آپ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو ہلاک کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت کی جائے اور آپ نے اپنے آپ کو قصاص کے لیے پیش کیا اور فرمایا:

میں نے کسی کی پشت پر اگر کوڑا لگایا ہے تو میری پشت حاضر ہے وہ بدلہ لے سکتا ہے اور میں نے کسی کی عزت کو برا بھلا کہا ہے تو میری عزت یہ ہے وہ مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نیچے اترے اور ظہر کی نماز پڑھی پھر واپس تشریف لائے اور منبر پر

تشریف فرما ہو گئے۔ آپ نے پہلی بات حسد اور بغض اور دوسری چند چیزوں کے اضافے کے ساتھ دوبارہ دہرائی تو ایک آدمی کہنے لگے میرے تین درہم آپ کے ذمہ ہیں تو آپ نے فرمایا اے فضل اس کو دے دو۔

پھر آپ نے انصار کو وصیت فرمائی اور فرمایا میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں وہ میرے راز دار اور میرے خاص ہیں انہوں نے اپنا حق پورا کر دیا ہے اور جوان کے لیے ہے وہ ابھی باقی ہے ان کی اچھائیوں کو قبول کرنا اور ان کی خطاؤں سے تجاوز کرنا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا بیشک لوگ زیادہ ہوں گے اور انصار کم ہوں گے یہاں تک کہ کھانے میں نمک کے برابر ہوں گے۔ اگر تم میں سے کوئی حکومت کا والی بنے اور کسی کو نفع پہنچائے یا کسی کو نقصان پہنچائے وہ انصار کی اچھائیوں کو قبول کرے اور ان کی خطاؤں سے تجاوز کرے۔

اس کے بعد حضور ﷺ کبھی منبر پر تشریف فرما نہ ہوئے یہاں تک کہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

وفات سے پہلے چوتھا دن

وفات سے چار دن پہلے جمعرات کے دن حضور ﷺ کا درد شدید ہو گیا آپ نے لوگوں کو بلایا تا کہ ان کو وصیت فرمائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضور ﷺ کا آخری وقت آیا اور گھر میں لوگ موجود تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "کتاب لاؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دیتا ہوں جس کے بعد تم گمراہ نہیں ہو گے" بعض لوگوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ پر درد کا غلبہ ہے ہمارے پاس قرآن کریم موجود ہے، ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔

اہل بیت میں اختلاف ہو گیا اور وہ جھگڑنے لگ گئے بعض یہ کہہ رہے تھے کہ کتاب لے کر آؤ تا کہ حضور ﷺ تمہارے لیے تحریر لکھ دیں جس کے بعد تم گمراہ نہیں ہو گے۔ اور بعض اس کے علاوہ کچھ کہہ رہے تھے جب اختلاف اور باتیں زیادہ ہونے لگیں تو رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمارہے تھے "بیشک یہ سب سے بڑا احسان ہوتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کو لکھ کر دینے کے درمیان ان کے اختلاف اور چھپانے کی وجہ سے حائل ہو گیا۔

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تین چیزوں کی وصیت فرمائی آپ نے فرمایا (i) "مشرکین کو نکال دو۔ اور ایک روایت میں ہے یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔ (ii) اور وفد کو اجازت دو جس کے ساتھ میں انہیں اجازت دیتا ہوں۔

اور راوی تیسری بات بھول گیا بعض کہتے ہیں کہ تیسری بات یہ تھی اپنی نماز کی حفاظت کرو اور اپنے غلاموں کا دھیان رکھو۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: اسامہ کے لشکر کو ضرور بھیجنا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مضبوطی سے قائم رہنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو مرض کی ابتداء سے لے کر پانچویں دن کی جمعرات تک نماز پڑھاتے رہے۔ ام فضل کہتی ہیں:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا آپ مغرب کی نماز میں "**والمرسلات عرفا**" تلاوت فرمارہے تھے۔ پھر آپ نے ہمیں اس کے بعد نماز نہ پڑھائی حتیٰ کہ خالق حقیقی سے جا ملے۔

جب عشاء کا وقت آیا تو آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں لوگوں کو نماز پڑھاؤں؟ ہم نے عرض کی نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میرے لیے لگن میں پانی رکھو۔ ہم نے پانی رکھا تو آپ نے غسل فرمایا۔ اٹھنے کی کوشش فرمانے لگے تو آپ پر غنودگی طاری ہو گئی پھر آپ کو افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا

کیا میں لوگوں کو نماز پڑھاؤں؟ دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ بھی وہی ہوا جو پہلی دفعہ غسل سے ہوا تھا۔ جب بھی آپ اٹھنے کا ارادہ فرماتے آپ پر غنودگی طاری ہو جاتی۔ تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں سترہ نمازیں پڑھائیں۔ جمعرات کی عشاء سے لے کر پیر کی فجر تک آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اس دوران سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تین یا چار مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں تا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منصب امامت سے الگ کروائیں تا کہ لوگ آپ سے بدشگونی نہ پکڑیں۔ لیکن آپ نے انکار فرمادیا اور فرمایا بیشک تم عورتیں یوسف کے صواحب سے ہو۔ ابوبکر صدیق کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

وفات سے پہلے تیسرا دن

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا جب کہ وہ وفات سے پہلے آپ کا تیسرا دن تھا آپ فرمارہے تھے "خبردار تم میں سے کوئی شخص دنیا سے رخصت نہ ہو مگر وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو۔

وفات سے پہلے ایک یا دو دن

ہفتہ یا اتوار کا دن تھا کہ سید المرسلین خاتم النبیین، خالق دو جہاں کے محبوب نے اپنے آپ کو بہتر محسوس فرمایا۔ آپ دو آدمیوں کا سہارا لے کر ظہر کی نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے جب حضرت ابوبکر نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پیچھے نہ ہٹو۔ آپ نے فرمایا مجھے ابوبکر صدیق کے پہلو میں بٹھا دو۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابوبکر صدیق کے بائیں جانب بٹھا دیا۔ ابوبکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کر رہے تھے اور لوگوں کو تکبیر سنا رہے تھے۔

یوم رحلت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے پیر کی صبح تھی مسلمان پیر کی صبح کی نماز ادا کر رہے تھے ابوبکر صدیق انہیں نماز پڑھا رہے تھے اچانک ان کے سامنے یہ ہوا کہ ان کے محبوب ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کا پردہ اٹھایا۔آپ نے اپنے صحابہ پر ایک نظر ڈالی وہ نماز کے لیے صف آراء تھے۔حضور سید العالمین ﷺ نے تبسم فرمایا کہ آپ کے دانت مبارک عیاں ہو گئے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب نماز پڑھاتے ہوئے اپنے پیچھے نظر ڈالی تو گمان کیا کہ شاید حبیب خدا ﷺ نماز کے لیے تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔مسلمانوں کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی قریب تھا کہ وہ نماز کے دوران کسی آزمائش میں مبتلا ہوتے کہ نبی آخر الزماں ﷺ نے کرم فرمایا اور اپنے دست اقدس سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز مکمل کرو۔پھر حجرہ میں تشریف لے گئے اور پردہ لٹکا دیا پھر کسی اور نماز کا وقت نہ آیا جب چاشت کا وقت ہوا جگر گوشہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے حجرہ مبارک میں داخل ہوئیں۔حضور سید الخُلق والخَلق نے آپ (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) سے سرگوشی فرمائی۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پہلے ہنسیں اور پھر روئیں۔حضرت عائشہ سے روایت ہے حضور ﷺ کی تمام ازواج مطہرات جمع ہو گئیں۔اور کسی عورت نے بھی آپ کو نہ چھوڑا اسی اثناء میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں وہ فاطمہ جس کی مشیت حضور ﷺ کی مشیت تھی آپ نے فرمایا مرحبا اے میری لخت جگر پھر اپنی لخت جگر کو اپنے شمال میں بٹھایا۔اور آپ کے کان میں کوئی بات کہی جس سے فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگ گئیں پھر آپ نے دوسری مرتبہ کان میں کوئی بات فرمائی جس سے آپ ہنسنے لگ گئیں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کس چیز نے آپ کو رلایا۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں حضور ﷺ کا راز افشاء کرنے والی نہیں ہوں۔میں نے کہا میں نے آج سے پہلے کبھی آپ کو غم کے اتنا قریب خوش نہیں دیکھا

یعنی آپ غمگین بھی ہوئی ہوں ساتھ ہی خوش بھی ہوئی ہوں۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا جب آپ روئیں کیا آقا ﷺ نے آپ کو کسی ایسی بات میں خاص کیا تھا جس میں ہم نہیں تھیں یا جو ہم میں نہیں تھی پھر آپ رونے لگ گئیں اور میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کے ارشاد مبارک کے بارے میں پوچھا۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پھر بھی کہا کہ میں حضور ﷺ کا راز افشاء کرنے والی نہیں ہوں یہاں تک کہ جب حضور ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو میں نے پھر آپ کے ارشاد مبارک کے بارے میں پوچھا تو حضرت فاطمہ نے فرمایا۔حضور ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ:

حضرت جبریل مجھ سے سال میں ایک مرتبہ قرآن کریم کا دور فرماتے تھے اس سال انہوں نے مجھ سے دو مرتبہ قرآن کریم کا دور کیا ہے۔اور میرا یہ خیال ہے کہ میری رحلت کا وقت آ گیا ہے اور تم میرے اہل میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملو گی۔اور میں آپ کے لیے کتنا اچھا قائد ہوں گا۔آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی سن کر میں رونے لگ گئی پھر آپ نے مجھ سے یہ سرگوشی فرمائی آپ نے فرمایا'' کیا تو اس بات پر خوش نہیں ہے کہ تم مومنین کی عورتوں کی سردار ہو یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو'' تو میں ہنسنے لگی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ کی طبیعت بوجھل ہوگئی تو آپ کو غشی آنے لگی۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں ہائے میرے بابا کی تکلیف۔حضور ﷺ نے آپ سے فرمایا آج کے بعد تیرے بابا کو کبھی تکلیف نہیں ہوگی۔جب آپ کی رحلت ہوئی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرما رہی تھیں اے میرے بابا۔آپ نے اپنے رب کی پکار پر لبیک کہہ دیا۔اے میرے بابا آپ کا مقام جنت الفردوس ہے۔اے میرے بابا میں جبرئیل کو آپ کی وفات کی خبر دیتی ہوں۔

جب حضور ﷺ کو لحد میں دفن کیا جا رہا تھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرما رہی تھیں۔اے انس رضی اللہ عنہ تمہاری جانیں یہ برداشت کر رہی ہیں کہ تم حضور ﷺ پر مٹی

ڈال رہے ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ کی رحلت میرے گھر میں ہوئی۔ میری باری کے دن ہوئی۔ میری سحر اور نحر کے درمیان ہوئی۔ اور جب آپ ﷺ بیمار تھے تو ہم میں سے ایک آپ کو دعا سے دم کر رہی تھی تو میں بھی آپ کو دم کرنے لگی اور تعوذ پڑھنے لگی۔ آپ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمانے لگے ''فی الرفیق الاعلیٰ فی الرفیق الاعلیٰ''۔

اسی دوران حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کا گزر ہوا اور آپ کے ہاتھ میں ایک تر مسواک تھی۔ حضور ﷺ نے ان کی طرف دیکھا میں نے سمجھا کہ حضور ﷺ لینا چاہتے ہیں۔ میں نے وہ مسواک عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے لی۔ اس کو سرے سے چبایا اور جھاڑ کر حضور ﷺ کو پیش کی۔ آپ جتنا اچھے طریقے سے مسواک کر سکتے تھے آپ نے کی۔ پھر آپ نے وہ مسواک مجھے دی تو وہ مسواک آپ کے ہاتھ مبارک سے گر گئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں میرا اور آپ کے لعاب کو جمع فرما دیا۔

ملک الموت کو داخلے کی اجازت

ملک الموت حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف اختیار عطا فرمائیں کہ آپ چاہیں تو دنیا میں ہمیشہ رہیں اور چاہیں تو جنت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند فرمائیں۔ تو حضور ﷺ نے اللہ رب العزت کی ملاقات کو پسند فرمایا اور رفیق اعلیٰ کی ملاقات کا فیصلہ فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضور ﷺ فرما رہے تھے جبکہ آپ صحت کی حالت میں تھے اللہ تعالیٰ کسی نبی کی روح ہرگز قبض نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اپنا ٹھکانا جنت میں نہ دیکھ لے۔ پھر اسے زندہ رکھا جاتا ہے یا اختیار دیا جاتا ہے۔

جب حضور ﷺ کو درد کی شکایت ہوئی اور آپ کی رحلت کا وقت آیا جبکہ آپ کا سر

مبارک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ران پر تھا آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ کی نظریں گھر کے چھت پر گڑھی ہوئی تھیں اور آپ فرما رہے تھے "اللّٰهم في الرفيق الاعلیٰ" میں نے کہا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نہیں اختیار فرما رہے۔ میں یہ سمجھ گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جو حدیث سناتے تھے وہ صحیح ہے۔

منگل کا دن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینا شروع کیا گیا اور جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کی ذمہ داری لی وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

❶ حضرت ابن عباس ❷ حضرت علی ❸ حضرت عباس کے بیٹے فضل اور قثم ❹ شقران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ❺ اسامہ بن زید ❻ اوس بن خولی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ان حضرات نے ارادہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اتارے جائیں تا کہ آپ کو غسل دیا جاسکے۔ اس وقت یہ معجزہ رونما ہوا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب ان حضرات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو ان میں اختلاف ہو گیا وہ کہنے لگے۔ اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی طرح کپڑے اتارے جائیں جس طرح ہم اپنے مردوں کے اتارتے ہیں یا ہم آپ کو کپڑوں سمیت غسل دیں؟۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب ان میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند کا غلبہ کر دیا حتیٰ کہ کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس کی ٹھوڑی اس کے سینے پر نہ ہو (یعنی ہر ایک اونگھ رہا تھا) پھر کسی کلام کرنے والے نے گھر کے ایک کونے سے ان سے کلام کیا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کون ہے؟ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دو"۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ کھڑے ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے لگے جب کہ آپ کے جسم اقدس پر قمیص موجود تھی۔ وہ قمیص پر پانی بہاتے اور قمیص کو رگڑتے جبکہ قمیص ان کے ہاتھوں کے ساتھ تھی۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پہلی ذات تھی جن کو کپڑوں میں غسل دیا گیا۔ غسل

کے وقت ایک اور بھی واقعہ ہوا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس کو بیان فرماتے ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ کو غسل دیا گیا اور آپ کے جسم اقدس سے وہ چیز تلاش کی گئی جو میت سے کی جاتی ہے لیکن آپ کے جسم اطہر میں نہ تھی۔ تو حضرت علی فرمانے لگے "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ زندہ بھی پاک تھے اور حیات ظاہری سے پردہ فرما کر بھی پاک ہیں۔

آپ ﷺ کو صحابہ کرام نے تین مرتبہ غسل دیا آپ کو پانی اور سدر (بیری کے پتے) سے غسل دیا گیا۔ آپ کو جس کنویں سے غسل دیا گیا اس کو غرس کہا جاتا تھا۔ جو سعد بن خیثمہ کی ملکیت میں تھا اور یہ قباء کے مقام پر تھا۔ اور اس سے پانی پیا جاتا تھا۔

حضور ﷺ کا کفن مبارک

حضور ﷺ کو تین یمنی کپڑوں میں غسل دیا گیا۔ سفید رنگ، اون سے تیار شدہ اور سحولیہ (یمن کا ایک گاؤں) کا کپڑا تھا جس سے آپ ﷺ کو کفن دیا گیا۔ اس میں نہ قمیص تھی اور نہ ہی امامہ تھا۔

حسن الخاتمہ

حسن الخاتمہ یہ ہے کہ بندے کا انجام نیک کام پر ہو۔ موت سے پہلے وہ نیک عمل پر ثابت ہو۔ اس کی موت اطاعت پر آئے۔ جیسے اس کی موت آئے تو وہ نماز پڑھ رہا ہو یا موت آئے تو بیت اللہ کا حج کر رہا ہو یا روزے کی حالت میں اسے موت آئے یا اس حال مین موت آئے کہ وہ دشمنوں سے قتال میں مصروف ہو۔ اور یہ کتنی سعادت ہے جس کے بعد سعادت ہی سعادت ہے اور اللہ کی قسم یہ شرف سرمدی ہے۔

اے اللہ یہ شرف ہمیں بھی عطا ہو

ذرا غور فرمایئے جب حبیب اپنے محبوب سے اس حال میں ملتا ہے کہ وہ عمدہ حالت میں ہو اور وہ ایسے عمل پر ہو جس پر اس کا محبوب اس سے راضی ہو تو ان کے درمیان محبت

بڑھ جاتی ہے تو آپ کا کیا خیال ہے اگر بندہ اپنے رب سے ملے، آسمانوں اور زمینوں کے رب سے اطاعت پر ملے تو لازماً اس حالت میں وہ شفاعت پائے گا اور ہر لحہ جنت میں اپنا مقام بنائے گا۔

ہم یہ بات نہیں بھولے کہ ہم دوبارہ آپ کو یہ بتائیں کہ وہ شخص جس کا انجام اچھا ہوتا ہے فرشتے اس سے ملاقات کرتے ہیں سلام کے ساتھ، رضا کے ساتھ اور محبت کے ساتھ۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۳۲ (النحل)

وہ متقی جن کی روحیں فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ خوش ہوتے ہیں (اس وقت) فرشتے کہتے ہیں اے نیک بختو سلامتی ہو تم پر۔ داخل ہو جاؤ جنت میں ان نیک اعمال کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝۳۰ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝۳۱ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝۳۲ (حم السجدہ)

"بیشک وہ سعادتمند جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ اس قول پر پختگی سے قائم رہے اترتے ہیں ان پر فرشتے اور (کہتے ہیں) کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو تمہیں بشارت ہو جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ شے ہے جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے ہر وہ چیز ہے جو تم مانگو۔ یہ مہربانی ہے بہت بخشنے والے ہمیشہ رحم فرمانے والے کی طرف سے"۔

بیشک بندۂ مومن جب دنیا سے نکلتا ہے تو ایک فرشتہ اس سے ملتا ہے اور اس سے کہتا ہے تیرا رب تجھے سلام کہتا ہے۔ اللہ کی قسم ہر نفس پر حرام ہے کہ وہ دنیا سے نکلے یہاں تک کہ

وہ جان لے کہ اس کا ٹھکانا کہاں ہے۔

اچھے انجام کی علامات

رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں واضح نشانیاں بیان کی گئی ہیں جن سے عمدہ اور اچھے خاتمہ پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔تو کوئی شخص بھی جب ان علامات میں سے کسی علامت پر فوت ہوتا ہے تو اس کیلئے بشارت ہے۔ہم اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ کا سوال کرتے ہیں۔

1۔موت کے وقت کلمۂ شہادت

حضور ﷺ کا ارشاد ہے جس کا آخری کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' ہوا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

2۔پیشانی پر پسینہ

بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ خراسان میں تھے اور بھائی کی عیادت کے لیے گئے جو کہ بیمار تھا جب وہاں پہنچے تو وہ قریب المرگ تھا۔اور اس وقت اس کے ماتھے پر پسینہ تھا وہ کہنے لگے ''اللہ الکبیر'' میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ نے فرمایا کہ مومن جب مرتا ہے تو اس کے ماتھے پر پسینہ ہوتا ہے۔

3۔جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن موت

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جب کوئی مسلمان جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنہ سے بچالیتا ہے۔

4۔میدان جنگ میں شہادت

اللہ تعالیٰ شہید کو چھ خصلتیں عطا فرماتا ہے۔

☆ خون کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور جنت میں اس کو ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے۔

☆ عذاب قبر سے اسے پناہ مل جاتی ہے۔

☆ بڑے خوف سے امن میں ہو جاتا ہے۔

☆ اسے ایمان کے زیور سے آراستہ کیا جاتا ہے۔

☆ موٹی آنکھ والی حور سے اس کا عقد کرایا جاتا ہے۔

☆ اپنے قریبی رشتہ داروں میں ستر کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔

اس شہادت کی ہر اس شخص کے لیے امید کی جا سکتی ہے جو صدق دل اور خلوص دل سے اس کی دعا کرے۔ اگرچہ وہ میدان جنگ میں شہید نہ بھی ہوا ہو۔ کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جس نے صدقِ دل سے شہادت طلب کی وہ شہداء کی منازل کو پالیتا ہے اگرچہ اس کی موت اپنے بستر پر کیوں نہ آئے۔

5۔ اللہ کی راہ میں نکلے اور موت آجائے

حضور ﷺ کا ارشاد ہے جو کوئی اللہ کی راہ میں نکلا اور مر گیا یا قتل ہوا تو وہ شہید ہے یا اس کو گھوڑے یا اونٹ نے کچل کر مار ڈالا (اس کی گردن توڑ دی) یا کسی موذی نے اس کو ڈس لیا۔ یا اپنے بستر پر مر گیا۔ کسی بھی موت سے مرے وہ شہید ہے اور اس کے لیے جنت ہے۔

6۔ طاعون سے موت

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: طاعون کی بیماری ہر مسلمان کے لیے شہادت ہے اور اس بارے میں اس حدیث کے علاوہ بھی بہت سی صحیح احادیث حضور ﷺ سے ثابت ہیں۔

7۔ پیٹ کی بیماری سے موت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں آپ نے فرمایا جو پیٹ کی بیماری کی وجہ سے مر گیا وہ شہید ہے۔

8-9۔ غرق اور عمارت کے نیچے دب کر موت

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: شہدا پانچ قسم کے لوگ ہیں۔ طاعون والا۔ پیٹ کی بیماری والا۔ غرق ہونے والا۔ عمارت کے نیچے دبنے والا۔ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا۔

10-11-12۔نفاس والی عورت، آگ کے ساتھ موت اور ورم سخت قسم کا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے شہدا سات قسم کے ہیں۔

اللہ کی راہ میں مارا جانے والا شہید ہے۔ پیٹ کی بیماری والا شہید ہے۔ جل کر مرنے والا شہید ہے۔ جو عمارت کے نیچے دب کر مر جائے وہ بھی شہید ہے۔ ایسی عورت جس کے پیٹ میں بچہ ہو اور وہ مر جائے وہ بھی شہید ہے۔

13۔راشد بن جیش سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو سُل (پھیپھڑوں کی بیماری) میں مبتلا ہو وہ بھی شہید ہے۔

14-15-16۔مال، دین اور جان کے دفاع میں موت

ایسے مال کی حفاظت میں موت آجائے جس کو غصب کرنے کا ارادہ کیا گیا ہو یا دین اور جان کی حفاظت میں موت آجائے۔

سعد بن زید حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں جو اپنے مال کے ساتھ قتل ہو وہ شہید ہے جو اپنے اہل کے ساتھ مارا گیا وہ بھی شہید ہے جو اپنے دین کے ساتھ مارا گیا وہ شہید ہے جو اپنے خون (اپنی جان) کی وجہ سے مارا گیا وہ شہید ہے۔

17۔اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے تیار رہنا

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی حضور ﷺ سے صحیح حدیث ثابت ہے آپ ﷺ نے فرمایا ایک دن اور ایک رات جہاد کے لیے تیار ہو کر رہنا ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے۔ اگر اس کو موت آجائے تو اس عمل کا ثواب جس میں وہ تھا اس پر جاری رہے گا اور اس پر رزق جاری کر دیا جاتا ہے اور وہ فتنوں سے امن میں ہو جاتا ہے۔

18۔نیک کام پر موت کا آجانا

حضور ﷺ کا ارشاد ہے جس نے ”لا الہ الا اللہ“ پڑھا اور اس کا مقصد صرف اللہ کی رضا تھا اور اس پر اس کو موت آگئی تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ اور جس نے اللہ کی رضا

کے لیے روزہ رکھا اور اس پر اس کو موت آ گئی وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ اور جس نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے صدقہ کیا اور اس پر اس کو موت آ گئی وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

المختصر: ہر وہ شخص جو کسی نیک کام پر فوت ہو گیا اس نے اچھے انجام کو پالیا۔

حسن خاتمہ کی مثالیں

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حنظلہ بن عامر رضی اللہ عنہ

یہ حنظلہ بن ابو عامر ہیں جن کے باپ ابو عامر کو فاسق کہا جاتا تھا۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ جب آپ نے جنگ کے نگارے سنے تو اس وقت اپنی زوجہ کے ساتھ عمل زوجیت میں مصروف تھے۔ میدان جنگ میں مشرکین کے ساتھ آپ کا سامنا ہوا تو آپ صفوں کو چیرنے لگے۔ یہاں تک کہ مشرکین کے سردار ابو سفیان صخر بن حرب تک پہنچ گئے اور قریب تھا کہ آپ اس کا خاتمہ کر دیتے اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے شہادت مقدر نہ کر دی ہوتی۔ ابو سفیان پر معاملہ بڑا سخت ہو گیا جب آپ مکمل طور پر اس پر غالب آ گئے اور اس کو ختم کرنا آپ کے بس میں تھا۔ شداد بن اسود نے دیکھ لیا اس نے آپ کو ضرب لگائی اور شہید کر دیا ملائکہ نیچے تشریف لائے اور حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو غسل دیا۔

عمرو بن ثابت رضی اللہ عنہ

عمرو بن ثابت اصیرم کے نام سے معروف تھے اور بنو عبد الاشہل سے آپ کا تعلق تھا۔ آپ اسلام کا انکار کرتے تھے جب اُحد کا دن آیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی ان اچھائیوں کی وجہ سے جو آپ نے اسلام میں دیکھیں۔ چنانچہ آپ نے اسلام قبول کر لیا اور اپنی تلوار لے لی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملے۔ آپ نے لڑائی کی یہاں تک کہ آپ کو گہرے زخم آ گئے اور کسی کو بھی آپ کے بارے میں علم نہیں تھا (کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے) جب جنگ ختم ہو گئی بنو عبد الاشہل مقتولوں میں پھرنے لگے تاکہ اپنے مقتولوں کو تلاش کریں۔ اتنے میں انہوں نے اصیرم (عمرو بن ثابت) کو

ڈھونڈ لیا اور اس وقت آپ میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی وہ کہنے لگے۔ واللہ یہ تو اصیرم ہے یہ تو آیا ہی نہیں تھا اور ہم اسے جنگ میں شامل ہونے سے انکار کی وجہ سے چھوڑ کر آ گئے تھے۔ پھر انہوں نے پوچھا تم یہاں کیوں آئے ہو؟ اپنی قوم کے ساتھ محبت کی وجہ سے یا اسلام میں رغبت کی وجہ سے؟ عمرو بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اسلام میں رغبت کی وجہ سے یہاں آیا ہوں۔ میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جنگ کی یہاں تک کہ میری یہ حالت ہو گئی جو تم دیکھ رہے ہو۔ اسی وقت ان کی موت واقعہ ہو گئی۔ صحابہ کرام نے اس کا ذکر حضور ﷺ کے سامنے کیا تو آپ نے فرمایا ''وہ جنتی ہے'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔

لنگڑی ٹانگ لیے جنت میں چلنے کے خواہشمند شہید

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی ٹانگ میں سخت قسم کا لنگڑا پن تھا اور آپ کے چار جوان بیٹے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں ہمیشہ شریک ہوتے تھے۔ جب آپ اُحد کی طرف روانہ ہونے لگے تو عمرو بن جموح نے ارادہ کیا کہ وہ بھی ساتھ چلیں گے آپ کے بیٹوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو رخصت دے دی ہے اگر آپ بیٹھیں تو ہم آپ کی جگہ کافی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے جہاد ساقط کر دیا ہے۔ عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میرے بیٹے مجھے آپ کے ساتھ جہاد پر جانے سے روکتے ہیں اللہ کی قسم میں امید کرتا ہوں کہ مجھے شہادت نصیب ہو اور میں اسی لنگڑی ٹانگ کے ساتھ جنت میں چلوں۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا ''جہاں تک تیرا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے تجھ سے جہاد ساقط کر دیا ہے اور اس کے بیٹوں سے آپ نے فرمایا۔'' تم اسے جہاد میں شمولیت سے کیوں روکتے ہو۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے شہادت دے دے۔ چنانچہ وہ حضور ﷺ کے ساتھ نکلے اور انہیں جنگ اُحد میں شہادت

نصیب ہوئی(1)۔

انس بن نضر رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک کے چچا

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے آپ فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ مجھے کسی اور لڑائی میں شریک کردیں تو اللہ تعالیٰ دیکھیں گے میں کیا کرتا ہوں۔ جب غزوۂ اُحد آیا تو آپ کے ساتھی سعد بن معاذ تھے۔ آپ نے ان سے کہا: اے سعد جنت کی خوشبو کتنی عمدہ ہے۔ جب لڑائی شدت اختیار کر گئی اور کفار غالب آگئے آپ نے فرمایا: اے میرے مالک میں اس چیز سے معافی مانگتا ہوں جو کچھ مسلمانوں نے کیا اور اس سے برات کا اظہار کرتا ہوں جو کچھ مشرکین نے کیا۔ آپ نے مشرکین سے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے آپ کو صحابہ کرام شہدا میں تلاش کرتے رہے لیکن آپ کو نہ پہچان سکے یہاں تک کہ آپ کی بہن نے آپ کو پوروں سے پہچان لیا۔ آپ کے جسم پر نوے سے زائد زخم تھے۔ جو کہ نیزے، تلوار کی ضربیں اور تیروں کی وجہ سے تھے۔ حضرت انس فرماتے ہیں ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت آپ کے بارے میں نازل فرمائی۔

من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ۔فمنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔

1۔ اس حدیث کو ابن ہشام نے اپنی سیرت میں ابن اسحاق سے روایت کیا ہے اور کہا ہے۔ حدثنی ابی اسحاق ابن یسار عن اشیاح عن بن سلمہ۔ اس سند کے رجال ثقہ ہیں۔ اگر اشیاخ صحابہ سے ہیں تو یہ مسند ہے ورنہ مرسل ہے۔ احمد نے ابوقتادہ سے روایت کیا ہے کہ وہ وہاں موجود تھے آپ فرماتے ہیں۔ عمرو بن جموح حضور اکرم ﷺ کے حضور حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کیا فرماتے ہیں اگر میں اللہ کی راہ میں لڑوں اور شہید ہو جاؤں تو میں اس ٹانگ کے ساتھ صحیح حالت میں جنت میں چل سکوں گا جبکہ ان کی ٹانگ لنگڑی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پس جنگ احد میں وہ اس کے چچازاد اور ان کے غلاموں نے جنگ کی حضور ﷺ کا جب گزر ہوا تو آپ نے فرمایا" میں تمہیں جنت میں صحیح ٹانگ کے ساتھ چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ اس کی سند حسن ہے جس طرح حافظ نے فتح میں کہا ہے۔

شہداء بئر معونہ

شہادت نیرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس کا گروہ جاسوس بنا کر ایک سریہ (وہ غزوہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف نہ لے جائیں) میں بھیجا اور ان پر عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کیا۔ وہ چل پڑے یہاں تک کہ جب ھداۃ۔ عسفان اور مکہ کے درمیان ایک جگہ۔ کے مقام پر پہنچ گئے تو لحی بن ہذیل کے سامنے ان کا ذکر کیا گیا وہ بھاگے ہی تھے کہ ان کے نزدیک سو آدمی قصد کیے ہوئے بیٹھے تھے جنہوں نے ان کے آثار کو پالیا۔ جب عاصم اور ان کے ساتھیوں کو ان کا احساس ہوا تو ایک جگہ پر انہوں نے پناہ لے لی۔ جہاں پر وہ ان کے گھیرے میں آگئے انہوں نے کہا: نیچے اترو اور اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔ تم سے عہد اور میثاق کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اے قوم! میں ہرگز کسی کافر کے ذمہ پر نہیں اتروں گا۔ اے اللہ ہماری حالت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع فرما۔ پس انہوں نے مسلمانوں کی طرف تیر پھینکے اور عاصم رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ اور تین لوگوں نے ان سے عہد کر لیا ان میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ زید بن دثنہ اور ایک صحابی اور تھے۔ جب ان لوگوں نے اپنے آپ کو حوالے کر دیا تو انہوں نے ان پر اپنی کمان کی سخت تار چھوڑی اور ان سے تینوں کو باندھ دیا۔ تیسرے آدمی نے کہا: یہ پہلا دھوکہ ہے بیشک میرے لیے ان لوگوں میں عبرت ہے اس نے نے لڑائی کا ارادہ کیا تو انہوں نے اسے گھسیٹا اور اس کو چلنے پر اصرار کیا۔ اس نے انکار کر دیا کہ وہ ان کے ساتھ چلے جس پر انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ وہ لوگ خبیب اور زید بن دثنہ کو لے کر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ بدر کے واقعہ کے بعد مکہ میں بیچ ڈالا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو بنو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف نے خرید لیا اور حضرت خبیب نے بدر کے روز حارث کو قتل کیا ہوا تھا۔

حضرت خبیب کچھ عرصہ ان کے پاس بطور قیدی رہے یہاں تک کہ انہوں نے فیصلہ کیا

کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ آپ نے حارث کی بیٹی سے اُسترا ادھار مانگا تا کہ اس کی دھار تیز کر لے تو اس نے دے دیا۔ اس کا بیٹا اس کی غفلت میں ان کے پاس آیا۔ حارث کی بیٹی نے دیکھا کہ وہ خبیب رضی اللہ عنہ کی ران پر پڑا ہے اور استرا ان کے ہاتھ میں ہے وہ ڈر گئی۔ حضرت خبیب نے اسے پہچان لیا آپ نے فرمایا کیا تو ڈر رہی ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا میں ایسا نہیں کروں گا۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں نے خبیب سے اچھا قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے ایک دن خبیب کو دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں انگور کا گچھا تھا اور وہ کھا رہے تھے جبکہ آپ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں پھل بھی نہیں ہیں اور وہ کہنے لگی یہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے خبیب کو دیا۔ جب وہ آپ کو لے کر حرم سے نکلے تا کہ انہیں قتل کر دیں۔ خبیب نے ان سے کہا مجھے مہلت دیجیے تا کہ میں دو رکعتیں نماز پڑھ لوں۔ انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا حضرت خبیب نے دو رکعتیں نماز پڑھی اور فرمانے لگے اللہ کی قسم اگر تم یہ گمان نہ کرتے کہ میں ڈر کی وجہ سے نماز لمبی کر رہا ہوں تو میں ضرور لمبی کرتا۔ اے اللہ ان کی تعداد کو شمار کر لے اور ان کو ایک ایک کر کے قتل کر دے۔ اور ان میں سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑ۔ آپ فرما رہے تھے:

فلست ابا لی حین اقتل مسلم علی ای جنب کان للہ مصرعی

وذالک فی ذات اللہ وان یشاء یبادرک علی اوصال شلو ممزع

مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے جبکہ میں مسلمان قتل کیا جا رہا ہوں
جس جانب میں گروں میرا گرنا اللہ رب العزت کے لیے ہے
اور یہ اللہ کی تعالیٰ کی ذات کے لیے ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو
برکت عطا فرما دے کٹے ہوئے اور ٹکڑے کیے ہوئے عضو پر بھی۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو بلیغ الارض (زمین نگلا ہوا) کہا جاتا ہے کیونکہ آپ کی وفات کے بعد زمین نے آپ کو نگل لیا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے آخری لحات میں شعر بیان کیے جن کا ترجمہ پیش

خدمت ہے۔

لقد جمع الاحزاب حولی والبوا قبائلهم واستجمعوا کل مجمع
وکلهم مبدی العداوة جاهد علی لانی فی وثاق بمضیع
وقد قربوا ابنائهم ونسائهم وقربت من جزع طویل ممتع
الی الله اشکوغربتی بعد کربتی وما ارصد الاحزاب لی عندمصرعی
فذاالفرش صبرنی علی مایراد بی فقد بضعوا لحمی وقدیاس مطمعی
وقد خبرونی الکفروالموت دونه فقد ذرفت عینای مَن غیر مجزعی
ومابی حذارالموت انی لمیت وان الی ربی ایابی ومرجعی

"گروہ میرے اردگرد جمع ہو گئے اور تمام قبائل اور ہر گروہ انہوں نے اکٹھا کر لیا۔
اور وہ سارے عداوت ظاہر کر رہے تھے اور مجھ پر جھپٹ رہے تھے کیونکہ میں بیڑیوں میں بے بس تھا۔
انہوں نے اپنے بیٹوں اور عورتوں کو قریب کر دیا اور مجھے طویل جذع سے لطف اٹھانے کے لیے قریب کر دیا
میں اپنی مصیبت کے بعد اپنی غربت کی شکایت اللہ سے کرتا ہوں میری قتل گاہ کے پاس لشکر میرے لیے تاڑ میں نہیں تھے
یہ عرش ہے جس نے مجھ پر صبر کیا اس پر جو میرے ساتھ ارادہ کیا گیا انہوں نے میرے گوشت کے ٹکڑے کر دیے اور میری امیدیں دم توڑ گئیں۔
انہوں نے مجھے موت کی خبر دی جبکہ موت بالکل پاس تھی میری آنکھیں بغیر جزع کے آنسو بہا رہی تھیں۔
اور مجھے موت کا بالکل ڈر نہیں میں نے مرنا تو ہی ہے اور مجھے اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا اور وہاں ہی میرا ٹھکانہ ہے"۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ

آپ کی شہادت غزوہ موتہ میں ہوئی۔ جمادی الاول آٹھ ہجری۔ اگست ستمبر سال 629ء۔ زید بن حارثہ نے جھنڈا اٹھایا اور بہادروں کی طرح جنگ لڑنا شروع کر دی اور اسی دوران آپ کو شہید کر دیا گیا اس کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھام لیا اور ایسی لڑائی لڑی جس کی مثال نہیں ملتی۔ حتی کہ جب گھمسان کی اور خوفناک جنگ نے آپ کو آلیا تو آپ گھوڑے سے نیچے اتر آئے اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر آپ نے لڑائی شروع کر دی یہاں تک کہ آپ کا دایا ہاتھ کٹ گیا۔ آپ نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا اور اس کو پکڑے رکھا یہاں تک کہ بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا آپ نے جھنڈے کو بازوؤں میں تھام لیا آپ نے اسی طرح علم اٹھائے رکھا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک رومی نے آپ کو ایسی ضرب لگائی جس نے آپ کو دو حصوں میں کاٹ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے بدلے میں جنت میں دو پر عطا کیے جن کے ساتھ آپ جہاں چاہیں اڑتے ہیں اسی لیے آپ کو طیار کہا جاتا ہے۔

امام بخاری نے روایت کیا ہے نافع فرماتے ہیں کہ انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ وہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ پر کھڑے تھے اور وہ شہید ہو چکے تھے تو میں نے ان کے جسم پر پچاس تلوار اور نیزوں کے زخم دیکھے۔ اور ان میں سے کوئی زخم بھی ان کی پشت پر نہ تھا۔

اور ایک روایت میں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اس غزوہ میں ان کے ساتھ تھا ہم نے جعفر بن ابی طالب کو تلاش کیا تو وہ شہدا میں موجود تھے تو ہم نے ان کے جسم میں اسی سے زیادہ نیزوں اور تیروں کے زخم پائے۔ عمری کی نافع سے جو روایت ہے اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں "ہم نے آپ کے جسم میں مندرجہ ذیل چیز پائی (1)۔

جب جعفر طیار شہید ہو گئے تو عبداللہ بن رواحہ نے علم لے لیا اور جنگ کرنے لگے

1۔ ظاہری طور پر دونوں حدیثوں میں اختلاف ہے اور ان کے درمیان جمع کی صورت یہ ہے کہ جو زیادتی ہے وہ تیروں کی وجہ سے جو زخم پائے گئے ان میں۔

آپ یہ فرمارہے تھے:

اقسمت یالنفس لتنزلنہ　　　کارھۃ اولطاوعنہ

ان اجلب الناس وشدوا الرنۃ　　　مالی اراک تکرھین الجنۃ

اے نفس میں نے قسم کھائی ہے کہ تو جنگ میں ضرور اترے گا چاہے اس بات کو پسند کرے یا ناپسند۔ اگر لوگ کھینچے چلیں آئیں اور جنگ کو شدید بنادیں تو کوئی وجہ میری سمجھ میں نہ آتی کہ تو جنت کو ناپسند کرے۔

آپ لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

حرام بن ملحان

چوتھا سال اور صفر کا مہینہ تھا ابو براء عامر بن مالک۔ نیزوں کے ساتھ کھیلنے والے مشہور تھے۔ حضور ﷺ کے پاس مدینہ میں آیا آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی لیکن اس نے اسلام قبول نہ کیا اور نہ ہی انکار کیا اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ اپنے صحابہ کرام کو اہل نجد کے پاس بھیجیں تا کہ وہ ان کو آپ کے دین کی طرف دعوت دیں آپ نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ اہل نجد انہیں نقصان نہ دیں۔ ابو براء کہنے لگا میں ان کو پناہ دوں گا۔ آپ نے ان کے ساتھ ستر صحابہ کرام بھیج دیے۔ جس طرح صحیح بخاری میں ہے۔ اور ان پر منذر بن عمرو کو امیر مقرر کیا جو بنو ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے اور ''معنق'' کے لقب سے مشہور تھے۔ (گردن مارنے والا) یہ سارے صحابہ کرام مسلمانوں میں سے بہتر، افضل، سردار اور قراء تھے۔ یہ لوگ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ بئر معونہ پہنچ گئے۔ بئر معونہ بنو عامر اور حرۃ بن سلیم کی زمین کے درمیان ہے۔ صحابہ کرام وہاں پر اترے اور حرام بن ملحان ام سلیم انصاریہ، ام انس بن مالک کے بھائی ہیں کو بھیجا انہوں نے آپ کو حضور ﷺ کا خط مبارک جو کہ اللہ کے دشمن عامر بن طفیل کے نام تھا دے کر بھیجا اس نے آپ کا گرامی نامہ نہ دیکھا اور اپنے ایک پیروکار کو حکم دیا۔ اس نے حرام بن ملحان کو پیچھے سے نیزہ مارا جب اس نے وہ نیزہ آپ کے جسم میں داخل کیا اور حرام بن ملحان نے اپنا خون دیکھا تو فرمایا ''رب کعبہ کی

قسم میں کامیاب ہو گیا"۔

پھر اللہ کے دشمن بنی عامر نے صحابہ کرام کو شہید کرنے کا حکم دیا تو کسی نے بھی اس کی بات نہ مانی اس عہد کی وجہ سے جو انہوں نے کیا ہوا تھا صرف رعل، ذکوان اور عصیہ نے اس کو جواب دیا وہ آئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گھیر لیا اور ایک ایک کر کے سب کو شہید کر دیا۔ صرف کعب بن زید بن نجار بچ گئے جو شہداء میں زخمی ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ پورا مہینہ رعل، ذکوان اور عصیہ پر قنوت پڑھتے رہے اور ان کے خلاف بددعا فرماتے رہے۔

سعد بن ربیع الانصاری رضی اللہ عنہ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں احد کے دن مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا کہ میں سعد بن ربیع کو بلاؤں۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اگر تو ان کو دیکھے تو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا رسول اللہ ﷺ تمہیں کہہ رہے ہیں کہ تم اپنے آپ کو کیسا پا رہے ہو۔ راوی کہتے ہیں میں شہدا کے درمیان چکر لگانے لگا میں جب سعد بن ربیع کے پاس پہنچا تو ان میں زندگی کی آخری رمق تھی اور آپ کے جسم میں ستر زخم تھے جو نیزے، تیر اور تلواروں کے تھے میں نے کہا اے سعد! رسول اللہ ﷺ تجھ کو سلام فرما رہے ہیں اور تجھ سے فرما رہے ہیں مجھے بتاؤ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ سعد بن ربیع کہنے لگے رسول اللہ ﷺ پر سلام ہو عرض کرنا یا رسول اللہ ﷺ میں جنت کی ہوا پاتا ہوں۔ اور میری قوم انصار سے کہنا تمہارا اللہ کے پاس کوئی عذر نہیں۔ اگر وہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچے اور تم میں ایک جماعت نے کنارہ کر لیا ہے اس وقت آپ کی روح پرواز کر گئی۔

سعد بن ربیع وہ انصاری ہیں جن کو حضور ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کا بھائی بنایا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو اختیار دیا کہ میرے مال میں سے جتنا چاہیں لے لیں۔ اور آپ کی دو بیویاں تھیں آپ نے فرمایا ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کر لو۔ میں اسے طلاق دے دوں گا۔ عدت گزارنے کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

ایک اعرابی صحابی رضی اللہ عنہ

شداد بن ہاد کہتے ہیں: حضور ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اور آپ کے سامنے اسلام قبول کر لیا اور آپ کی اتباع کرنے لگا۔ اس نے عرض کی میں آپ کے ساتھ ہجرت کروں گا۔ جب غزوۂ خیبر ہوا تو اس کے بعض ساتھیوں نے اس کو نصیحت کی۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس مال غنیمت آیا اور آپ نے اسے تقسیم فرما دیا اور اعرابی کا حصہ بھی مقرر فرما دیا۔ آپ نے اس کے دوستوں کو اس کا حصہ دے دیا اور وہ ان کے بعد مویشیوں کی دیکھ

بھال کرتا تھا۔ جب وہ آیا تو انہوں نے اس کے حوالے کر دیا وہ کہنے لگا یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام نے فرمایا یہ تیرا حصہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے تجھے عطا فرمایا ہے۔ اس نے وہ حصہ لے لیا اور لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے؟ اور کہنے لگا میں نے اس کی شرط پر تو آپ کی پیروی نہیں کی تھی۔ لیکن میں نے تو آپ کی پیروی اس لیے کی تھی کہ یہاں یہاں تیر اندازی کروں۔ اور اس نے اپنے تیر کے ساتھ اپنے حلقے میں اشارہ کیا اور مجھے موت آجائے اور میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری تصدیق فرمائے گا۔ پھر وہ دشمن سے لڑنے کے لیے اٹھا اور حضور ﷺ کے پاس شہید لایا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ وہی ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی جی ہاں! یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا وہ سچا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق فرما دی ہے۔ حضور ﷺ نے اسے کفن دیا اور اپنے جبے میں کفن دیا۔ اس کو سامنے رکھا اور نماز جنازہ پڑھائی۔ اور آپ نے اپنی دعا میں فرمایا:

اللّٰھم ھذا عبدک خرج مھاجرافی سبیلک قتل شھیدا وانا علیه شھید

"اے اللہ تیرا یہ بندہ تیری راہ میں ہجرت کر کے نکلا، شہید کیا گیا اور میں اس پر گواہ ہوں"۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

جب معاویہ بن ابوسفیان کی موت کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا مجھے بٹھایئے آپ کو بٹھایا گیا۔ آپ اللہ کی تسبیح اور اس کا ذکر کرنے لگے۔ پھر رونا شروع کر دیا اور فرمانے لگے: اے معاویہ! تو نے اپنے رب کو بڑھاپے اور کمزوری کی حالت میں یاد کیا یہ اس وقت کیوں نہ کیا جب عمر اور جوانی کی ٹہنی تروتازہ تھی۔ آپ روئے یہاں تک کہ آپ کے رونے کی آواز بلند ہوئی اور فرمایا: اے میرے رب اس گنہگار بوڑھے پر رحم فرما، اس سخت دل پر کرم فرما۔ اے اللہ میری لغزش کو کم کر دے اور میری ذلت کو مٹا دے، اپنے حلم کی سخاوت فرما جس کی

تیرے علاوہ کسی پر امید نہیں ہے اور تیرے علاوہ کسی پر یقین نہیں ہے۔

ایک قریشی شیخ سے روایت کیا جاتا ہے کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ معاویہ کی تیمارداری کے لیے آئے تو انہوں نے آپ کی جلد میں سلوٹیں دیکھیں۔

انہوں نے اس پر اللہ کی حمد اور ثناء کی پھر فرمایا: کیا دنیا جمع کرتی ہے سوائے اس کے جو ہم نے تجربہ کیا اور دیکھا۔ اللہ کی قسم ہم نے اس کی کلی کا استقبال کیا اپنی تیزی کے ساتھ اور ہم اپنی زندگی میں اس سے خوب لطف اندوز ہوئے۔ پس دنیا ہر گھڑی کے بعد ہم سے کم ہوتی رہی۔ اور لحہ بہ لحہ ہم کو نقصان دیتی رہی اور ہر گھڑی کے بعد یہی کرتی رہی۔ افسوس اس دنیا کے گھر پر پھر افسوس اس دنیا کے گھر پر۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ

جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی رحلت کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا اے اللہ میں تجھ سے ڈرتا ہوں اور آج میں تجھ سے امید رکھتا ہوں۔ اے اللہ بیشک تو جانتا ہے کہ میں دنیا سے محبت نہیں کرتا ہوں اور نہ ہی اس میں ہمیشہ رہنے کا خواہش مند ہوں۔ تاکہ دنیا میں رہ کر نہریں جاری کروں اور درخت لگاؤں بلکہ گرمیوں کی پیاس، گھڑیوں کی شدت اور علماء کی صحبت ذکر کے حلقوں میں کرنے کے لیے آیا ہوں۔ جب آپ پر نزع سخت ہو گیا اور ایسا نزع طاری ہوا کہ کسی کو ایسا نہ ہوا ہوگا۔ جب بھی آپ کو غشی سے افاقہ ہوتا آپ اپنا منہ کھولتے اور فرماتے: اے میرے رب جو میری جان قبض ہو رہی ہے تیری عزت کی قسم تو جانتا ہے کہ میرا دل آپ سے محبت کرتا ہے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ

جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو آپ رونے لگ گئے آپ سے عرض کی گئی آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں دنیا کے غم پر نہیں رو رہا بلکہ میں اس لیے رو رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عہد لیا تھا کہ ہم دنیا سے اتنا مال حاصل کریں جتنا سوار کے پاس زادہ رہ ہوتا ہے۔ جب سلمان رضی اللہ عنہ فوت ہوئے

تو آپ کے تمام ترکہ پر نظر ڈالی گئی تو اس کی قیمت دس سے کچھ زائد درہم بنتی تھی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو آپ کی زوجہ کہنے لگی: کتنے دکھ کا وقت ہے یہ۔ حضرت بلال نے فرمایا یہ کتنی خوشی کا وقت ہے کل ہم اپنے محبوب محمد ﷺ اور آپ کے ساتھیوں سے ملیں گے۔

تابعین اور تبع تابعین اور ان کے بعد کا آخری وقت کیسا تھا

عبدالملک بن مروان

جب عبدالملک بن مروان کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے ایک دھوبی کو دیکھا جو دمشق کی جانب اپنے ہاتھوں سے کپڑے مل رہا تھا۔ پھر وہ اس پر کپڑے دھونے والا صابن یا کوئی اور چیز مارتا۔ عبدالملک کہنے لگے: کاش میں دھوبی ہوتا اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہر روز کھاتا اور دنیا میں سے کسی کام کا متولی نہ ہوتا۔ یہ بات ابوحازم کو پہنچی تو انہوں نے کہا: تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ان کو موت کے وقت اس چیز کی تمنا کروائی جس میں ہم ہیں)۔ اور جب ہماری موت آئے گی تو ہم وہ تمنا نہیں کریں گے جس میں وہ ہیں۔
اور عبدالملک بن مروان کو جب مرض موت میں پوچھا گیا اے امیر المؤمنین تم اپنے آپ کو کیسا پا رہے ہو؟ انہوں نے کہا میں بالکل ایسا پاتا ہوں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ (انعام)

"اور بیشک آگئے تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے جیسے پیدا کیا تھا ہم نے تمہیں پہلی دفعہ اور تم چھوڑ آئے ہو جو ہم نے عطا فرمایا تھا تمہیں اپنے پیچھے"۔

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ

فاطمہ بنت عبدالمطلب بن مروان، عمر بن العزیز کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں۔ میں

حضرت عمر کی مرض موت میں آپ کو یہ فرماتے ہوئے سن رہی تھی ''اے اللہ ان پر میری موت آسان فرمادے اگرچہ دن کی ایک گھڑی ہی ہو''۔ جب آپ کی وفات کا دن آیا تو میں آپ کے پاس سے نکل گئی اور ساتھ والے گھر جا کر بیٹھ گئی میرے اور آپ کے درمیان دروازہ تھا اور وہ آپ کے قبہ میں تھا۔ میں آپ کو فرماتے ہوئے سن رہی تھی۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۸۳﴾ (القصص)

''یہ آخرت کا گھر ہم مخصوص کر دیں گے اس (کی نعمتوں) کو ان لوگوں کے لیے جو خواہش نہیں رکھتے زمین پر بڑا بننے کی اور نہ فساد برپا کرنے کی اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے''۔

پھر سکون ہو گیا میں نہ کوئی حرکت سن رہی تھی اور نہ ہی کوئی کلام سن رہی تھی۔ میں نے آپ کے ایک مداح سے کہا جاؤ دیکھ کر آؤ کیا آپ سوئے ہوئے ہیں؟ جب وہ داخل ہوا تو اس کی چیخ نکل گئی مجھے یقین ہو گیا کہ آپ فوت ہو چکے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ جب آپ کی موت آئی تو آپ کو کہا گیا کہ اے امیر المؤمنین عہد فرمایئے۔ آپ نے فرمایا میں تم کو اپنی اس موت کی طرح کی موت سے ڈراتا ہوں تمہارا اس سے کوئی فرار نہیں ہے۔

روایت ہے کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز کی طبیعت خراب ہو گئی تو آپ کے لیے ڈاکٹر کو بلایا گیا جب طبیب نے آپ کی طرف دیکھا تو کہنے لگا میں ایسے آدمی کی طرف دیکھ رہا ہوں جس کو زہر پلائی گئی ہے اور میں اس موت سے امن میں نہیں ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی نگاہ اٹھائی اور فرمایا: اور تو ایسے شخص پر بھی موت سے امن میں نہیں ہو سکتا جس کو زہر نہیں پلائی گئی۔ طبیب نے کہا اے امیر المومنین کیا آپ کو اس کا احساس ہو گیا تھا آپ نے فرمایا ہاں جب زہر میرے پیٹ میں گئی تو مجھے پتہ چل گیا تھا۔ طبیب نے کہا امیر المومنین اپنا علاج کرایئے مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ کی جان نہ چلی جائے۔ آپ نے فرمایا میرا رب جس کی طرف جان جائے گی وہ بہتر ہے۔ اللہ کی قسم

اگر مجھے پتہ چل جائے کہ میری سختی میرے کانوں کی لوؤں کے نیچے ہے تو میں اسے ہٹانے کے لیے اپنا ہاتھ نہ اٹھاؤں۔ اے اللہ عمر کے لیے اپنی ملاقات میں جلدی فرما۔ آپ کچھ دن ہی زندہ رہے اور خالق حقیقی سے جا ملے۔

ایک قول کے مطابق جب آپ کی رحلت کا وقت آیا تو آپ رونے لگ گئے آپ سے کہا گیا اے امیر المومنین آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ خوش ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے سنتوں کو زندہ کیا۔ اور آپ کے ذریعے عدل کو بلند کیا۔ آپ پھر روئے اور فرمایا کیا مجھے کھڑا نہیں کیا جائے گا اور اس مخلوق کے بارے میں مجھ سے پوچھا جائے گا۔ اللہ کی قسم اگر میں نے ان میں عدل کیا ہے تو مجھے اپنے نفس پر خوف ہے کہ وہ اللہ کے سامنے حجت قائم نہیں کر سکے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے حجت کی تلقین فرما دے یہ کس طرح ہوگا جبکہ ہم نے بہت کچھ ضائع کیا؟ اور آپ کی آنکھیں بہنے لگیں اور آپ تھوڑی دیر ہی زندہ رہے اور خالق حقیقی سے جا ملے۔ اور جب آپ کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا: مجھے بٹھا دو انہوں نے آپ کو بٹھایا۔ آپ فرمانے لگے میں وہ ہوں جس کو تم نے حکم دیا تو میں نے کوتاہی کی، تو نے مجھے روکا اور میں نے نافرمانی کی، تین مرتبہ آپ نے یہ کہا اور پھر فرمایا لیکن "لا الہ الا اللہ" پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور تیز نظروں سے دیکھا آپ سے اس بارے میں کہا گیا تو آپ نے فرمایا میں ایسی مخلوق یہاں دیکھ رہا ہوں نہ جن ہیں نہ انسان (میں موت کو دیکھ رہا ہوں) پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔

ہارون الرشید

بیشک ہارون الرشید نے موت کے وقت اپنے کفن کو اپنے ہاتھ سے دھویا وہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا

مَآ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّىْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿۲۹﴾ (الحاقہ)

"میرے مال نے مجھے کوئی نفع نہ دیا۔ میری سلطنت مجھ سے جاتی رہی"۔

مامون الرشید

مامون بستر مرگ پر پڑا تھا اور اس کو لٹا دیا گیا تھا اور وہ کہہ رہا تھا: اے وہ ذات جس کی سلطنت کو زوال نہیں ہے اس پر رحم فرما جس کی سلطنت پر زوال آ گیا۔

معتصم

وہ کہہ رہا تھا: اگر مجھے علم ہوتا کہ میری عمر اتنی تھوڑی تھی تو میں کچھ نہ کرتا۔

عبداللہ بن مبارک

وفات کے وقت عبداللہ بن مبارک نے اپنی آنکھ کھولی اور ہنسے اور فرمایا ''لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ''۔ عمل کرنے والوں کو اس طرح عمل کرنا چاہیے (صافات: 61)۔

ابن منکدر

جب ابن منکدر کو وفات آئی تو وہ رونے لگ گئے۔ آپ سے پوچھا گیا کس چیز نے آپ کو رلایا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں کسی گناہ کی وجہ سے نہیں رو رہا جو میرے علم میں ہو کہ میں نے کیا ہے لیکن مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ میں نے کوئی ایسا کام کیا ہو جو میرے نزدیک معمولی ہو اور رب کے نزدیک عظیم ہو۔

عامر بن عبدالقیس

جب عامر بن عبدالقیس کو وفات نے آلیا تو وہ رونے لگ گئے۔ آپ سے پوچھا گیا کس وجہ سے رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں موت کے خوف سے نہیں رو رہا اور نہ ہی دنیا کی حرص نے مجھے رلایا ہے لیکن میں اس پر رو رہا ہوں جو گرمیوں کی پیاس مجھ سے رہ گئی اور جو سردیوں میں رات کا قیام مجھ سے چھوٹ گیا۔

فضیل بن عیاض

جب فضیل بن عیاض کا آخری وقت آیا تو ان پر غشی طاری ہو گئی پھر انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا سفر کتنا دور کا ہے اور زاد راہ کتنا قلیل ہے۔

ابوسعید خراز

رویم کہتے ہیں: ابوسعید خراز کی وفات کا وقت آیا تو آپ کہہ رہے تھے۔
عارفین کے دل ذکر کی طرف مشتاق ہوتے ہیں
مناجات کے وقت ان کا ذکر سری ہوتا ہے
موتوں کے پیالے ان پر گھوم رہے ہیں
وہ دنیا سے صاحب شکر لوگوں کی طرح جاتے ہیں
ان کے ارادے جمع شدہ چیزوں پر گرداں ہیں
اللہ کی محبت کے اہل چمکتے ستارے کی طرح ہیں
ان کے جسم زمین میں اس کی محبت میں ہمیشہ کشتہ ہیں
ان کی روحیں پردوں میں بلندیوں میں پھر رہی ہیں
وہ اپنے حبیب کے قریب خوشیاں مناتے ہیں
اور وہ کسی سختی اور تنگی سے برگشتہ نہ ہوئے

جنید رحمہ اللہ

بیان کیا جاتا ہے کہ ابوعباس بن عطاء جنید کے پاس آئے جبکہ وہ حالت نزع میں تھے۔ انہوں نے جنید کو سلام کیا لیکن جواب نہ ملا پھر تھوڑی دیر بعد آپ نے جواب دیا اور کہا معاف کیجیے گا میں اپنے ورد (وظیفہ) میں مصروف تھا پھر انہوں نے اپنا چہرہ قبلہ کی طرف پھیرا اور خالق حقیقی سے جا ملے۔

آپ جب آخری نزع میں تھے تو کہا گیا پڑھیے ''لا الله الا الله''۔ جنید نے کہا میں اس کو بھولا نہیں ہوں۔ اور یہ کلمہ مجھے یاد ہے۔ قرآن کے ساتھ آپ کا آخری تعلق یہ تھا کہ آپ نے اسی دن اسی وقت قرآن کریم ختم کیا تھا جب آپ کی وفات ہوئی۔

بشیر بن حارث

جب آپ پر وقت نزع آیا آپ سے کہا گیا تم زندگی پسند کرتے ہو آپ نے فرمایا اللہ

کے سامنے حاضری بڑی شدید ہے۔

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

جنید کہتے ہیں میں سری سقطی کے پاس ان کی مرض موت میں عیادت کرنے کے لیے گیا اور پوچھا آپ کا کیا حال ہے تو وہ پڑھنے لگے۔

کیف اشکو الی طبیبی مابی　　والذی بی اصابنی من طبیبی

میں اپنی حالت کی شکایت اپنے ڈاکٹر سے کیسے کروں۔ یہ جو میری حالت ہے میرے طبیب کی طرف سے ہوئی ہے۔

میں نے پنکھا لیا تا کہ انہیں ہوا دوں وہ کہنے لگے:

وہ پنکھے کی ہوا کیسے پائے گا جس کا دل جل رہا ہو پھر یہ پڑھنے لگے:

دل جل رہا ہے اور آنسو ٹپک رہا ہے
درد ساتھ ہے اور صبر جدا ہے
جس کے لیے قرار نہ ہو اس کے لیے قرار کیسا ہے
جیسے خواہش، شوق اور بے چینی نے آ لیا ہو
اے رب اگر کوئی شے ہے تو اس میں میرے لیے کشادگی ہے
اس کے ساتھ مجھ پر احسان فرما جب تک زندگی کی رمق ہے

شبلی رحمۃ اللہ علیہ

بیان کیا جاتا ہے کہ شبلی کے کچھ دوست ان کی مرض موت میں ان کے پاس حاضر ہوئے اور کہا پڑھیے "لا الہ الا اللہ" وہ پڑھنے لگے:

یہ گھر جس میں تو رہنے والا ہے
کسی چراغ کا محتاج نہیں
تیرا غمگین چہرہ ہماری حجت ہوگا
جس دن لوگ حجتیں لے کر آئیں گے

اللہ تعالیٰ مجھے کشادگی عطا نہ کرے
جس دن میں تجھ سے کشادگی کا سوال کروں

رویم

ان سے کہا گیا پڑھیے "لا الہ الا اللہ" انہوں نے کہا میں اس کے علاوہ کسی کو اچھا نہیں سمجھتا۔

احمد بن خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ

جب احمد بن خضرویہ کی وفات کا وقت آیا تو ان سے ایک مسئلہ پوچھا گیا ان کی آنکھیں بہنے لگیں اور کہنے لگے: اے بیٹے! ایک ایسا دروازہ جس کو میں سال میں پچاس دفعہ کھٹکھٹاتا تھا وہ اس وقت میرے لیے کھل رہا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ سعادت کے ساتھ کھلے گا یا شقاوت کے ساتھ کھلے گا۔ میرے لیے جواب کا وقت آ گیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

مزنی رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مرض موت میں جس میں وہ فوت ہوئے ان کے پاس گئے اور کہا:

اے ابو عبداللہ تو نے کیسے صبح کی؟ تو آپ نے فرمایا: دوستوں سے جدا ہوتے ہوئے اپنے بڑے عمل سے ملتے ہوئے۔ موت کا پیالہ پیتے ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس جاتے ہوئے۔ میں نہیں جانتا کہ میری روح جنت کی طرف جائے گی کہ میں اسے مبارک دوں گا یا جہنم کی طرف جائے گی کہ میں اسے مذمت کروں گا پھر وہ پڑھنے لگے۔

جب میرا دل سخت ہو گیا اور میرے راستے تنگ ہو گئے
میں نے اپنی امید کو تیری عفو کے حوالے کر دیا
میرا گناہ مجھے بڑا نظر آیا جب میں نے اسے تیری عفو کے ساتھ ملایا
تو اے میرے رب تیری عفو عظیم تھی [illegible]

اے صاحب عفو تو گناہ سے درگزر کرتا رہا
تو سخاوت کرتا رہا اور احسان اور کرم فرماتا رہا معاف فرماتا رہا
اگر تو نہ ہوتا تو عابد ابلیس کی وجہ سے گمراہ نہ ہوتا
یہ کس طرح ممکن ہے جبکہ اس نے تیرے برگزیدہ آدم سے خطا کروائی

ابوعلی روز باری

ابوعلی روز باری کی بہن فاطمہ بیان کرتی ہیں وہ کہتی ہیں جب ابوعلی روز باری کی موت قریب آئی ان کا سر میری گود میں تھا۔ انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا یہ آسمان کے دروازے ہیں جو کھول دیے گئے ہیں۔ یہ جنت ہے جو سجادی گئی ہے۔ اور کہنے والا کہہ رہا ہے۔ اے ابوعلی ہم نے تم کو بلند مرتبہ پر پہنچادیا ہے۔ اگرچہ اس پر لوٹایا نہیں گیا۔ پھر پڑھنے لگے۔
تیرا حق یہ ہے کہ میں تیرے علاوہ کسی کی طرف نہ دیکھوں
محبوب آنکھ سے یہاں تک کہ تجھے دیکھ لوں
میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو مجھے عذاب دے رہا ہے
اس فتنہ کی وجہ سے جو دیکھا گیا اور اس رخسار سے جو تیری حیا سے سرخ ہے۔

محمد بن واسع

محمد بن واسع کا آخری کلام تھا۔ السلام علیکم۔ جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔

ربعی بن خراش اور ان کے بھائی

ابونعیم نے ''حلیہ'' اور ابن جوزی نے ''صفۃ الصفوۃ'' میں ربعی بن خراش کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ ربعی بن خراش صحاح ستہ کے رجال میں سے ایک ثقہ امام ہیں۔ آپ نے قسم اٹھائی کہ اس وقت تک اپنی زندگی میں نہیں ہنسیں گے جب تک اپنا ٹھکانا اپنے رب کے پاس نہ دیکھ لیں۔

اور آپ نے قسم پوری --- جب آپ فوت ہوئے تو فوت ہونے تک آپ ہنسے نہیں

تھے یہاں تک کہ آپ پر مٹی ڈال دی گئی۔

ابن حجر نے اپنی کتاب "تہذیب التہذیب" میں ذکر کیا ہے وہ اپنے بھائی مسعود بن خراش سے نقل کرتے ہیں اوران کے بھائی ربیع بن خراش ہیں۔ جب یہ دونوں فوت ہوئے اوران کو کفن دیا گیا ان میں سے ہرایک کے چہرے سے پردہ ہٹایا گیا تو وہ حاضرین سے سنائی دینے والی آواز میں کہنے لگے:

میں رحیم ورحمان رب کے سامنے حاضر ہوں۔ میرے رب نے مجھ سے خوشی اور ریحان سے ملاقات فرمائی۔ میں اپنے رب سے ملا جبکہ میرا رب خوش تھا۔

میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ میرے کفن ودفن میں جلدی کرو۔ رسول اللہ ﷺ میرا انتظار فرمارہے ہیں۔

حافظ الحدیث ابوزرعہ الرازی

(حافظ الحدیث اسے کہتے ہیں جس نے پانچ لاکھ احادیث حفظ کی ہوں)۔

ابونعیم نے ذکر کیا ہے کہ ابوزرعہ بازار میں تھے اور آپ کے پاس ابوحاتم بھی تھے اور محمد بن مسلمہ، منذر بن شاذان اور علماء کی کئی جماعتیں آپ کے پاس تھیں۔ انہوں نے حدیث تلقین کا ذکر کیا اور ابوزرعہ سے حیا کیا۔ وہ کہنے لگے اے دوستو! آؤ ہم حدیث کا تذکرہ کریں۔ محمد بن مسلمہ نے کہا ہمیں ضحاک بن مسلم نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں ابوعاصم نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں عبدالحمید بن جعفر نے صالح بن ابوغریب سے بیان کیا اوراس سے آگے نہ بڑھے۔ ابوحاتم نے کہا ہمیں بندار نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں ابوعاصم نے عبدالحمید بن جعفر سے بیان کیا انہوں نے صالح بن ابوغریب سے بیان اور وہ بھی اس سے آگے نہ بڑھے۔ باقی تمام لوگ خاموش رہے۔ ابوزرعہ نے فرمایا جبکہ آپ اس وقت بازار میں تھے ہمیں ابوعاصم نے عبدالحمید بن جعفر سے بیان کیا انہوں نے صالح بن ابوغریب سے بیان کیا انہوں نے کثیر بن مرہ الحضرمی سے بیان کیا انہوں نے معاذ بن جبل سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں جس کا آخری کلام "لا الله الا الله" ہوا وہ جنت میں داخل

ہو گیا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ حرام کر دی۔ آپ نے یہ کہا اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

غلام

عبداللہ بن شیرمہ سے روایت کیا جاتا ہے آپ فرماتے ہیں میں عامر بن شعبی کے ساتھ ایک مریض کی عیادت کے لیے گیا۔ آپ نے اس کی حالت دیکھی ایک آدمی اسے کلمہ شہادت کی تلقین کر رہا تھا اور اسے کہہ رہا تھا ''لا الہ الا اللہ'' اور وہ بہت زیادہ کہہ رہا تھا۔ شعبی نے اس سے کہا ذرا نرمی اختیار کرو۔ مریض بول پڑا اور کہنے لگا چاہے تو مجھے تلقین کرے یا نہ کرے میں اس کلمہ کو نہیں چھوڑوں گا پھر اس نے یہ پڑھا:

وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا (الفتح: 26)

''ہم نے ان تقویٰ کا کلمہ لازم کر دیا اور وہ اس کے زیادہ حق دار اور اہل تھے''۔

شعبی نے کہا: تمام تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے ہمارے ساتھی کو نجات دی۔

ابن ابی دنیا نے حسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تمہارے اس شہر میں ایک نیک آدمی تھا وہ مسجد سے نکلا جب اس نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا ملک الموت اس کے پاس آ گیا اس نے ملک الموت سے کہا خوش آمدید۔ میں تجھ سے ملنے کا بڑا خواہش مند تھا اور اس کی روح پرواز کر گئی۔

قبر بولتی ہے

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ قبر کو قوت گویائی عطا فرماتے ہیں وہ مومن کو خوش خبری دیتی ہے کہ تیرے لیے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور کافر کو ڈراتی ہے کہ تیرے لیے جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کو اکثر یاد کیا کرو بیشک قبر ایک دن کلام کرے گی اور وہ کہے گی میں غربت کا گھر ہوں میں تنہائی کا گھر ہوں میں مٹی کا گھر ہوں میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ جب بندہ مومن کو دفن کیا جاتا ہے تو اسے قبر کہتی ہے خوش آمدید۔ جب تو میرے اوپر

چلتا تھا تو تیرا چلنا مجھے پسند تھا۔ آج جب میں تیری نگہبان بنی ہوں اور تو میرے پاس آ گیا ہے تو دیکھ میں تجھ سے کیا کرتی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں قبر اس کے لیے تاحد نظر وسیع ہو جاتی ہے اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

جب کسی فاجر یا کافر کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے تجھ کو خوش آمدید نہیں ہے۔ جب تو میرے اوپر چلتا تھا تو میں تجھ سے نفرت کرتی تھی۔ آج جب میں تیری نگہبان بنی ہوں اور تو میرے پاس آیا ہے تو دیکھ میں تجھ سے کیا کرتی ہوں۔ وہ اس پر تنگ ہونا شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ مل جاتی ہے اور اس کی پسلیاں توڑ دیتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا یہاں تک کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر سات اژدھا مسلط کر دیتا ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی زمین پر پھونک مار دے تو قیامت تک کوئی چیز نہ اگے۔ وہ اس کو ڈستے رہتے ہیں اور نوچتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس پر فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

قبر میں داخل ہونے کے بعد خوبصورت عاقبت میں رؤف رحیم سے ملا

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے بڑا شوق تھا کہ میں عمر کو خواب میں دیکھوں تو میں نے اسے موت کے قریب دیکھا۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: یہ میری فراغت کا وقت ہے اگر میں رؤف رحیم رب سے نہ ملوں تو قریب ہے کہ میرا عرش گر پڑے۔ جب شریح بن عابد الثمالی پر موت کا وقت آیا تو غضیب بن حارث اس کے پاس آیا اور وہ بالکل اطمینان سے تھے۔ غضیب نے کہا اے ابوالحجاج اگر تو موت کے بعد آنے پر قادر ہو تو ہمیں وہ بتانا جو تم دیکھو گے اور یہ کرنا

(فافعل) وہ کہتے ہیں کہ یہ (فافعل) اہل فقہ میں بڑا مقبول کلمہ ہے ایک عرصہ تک غضیب نے شریح کو نہ دیکھا پھر اس کو اپنی خواب میں دیکھا اور اس سے کہا: کیا تو پیش نہیں ہوا؟

انہوں نے فرمایاہاں ہوا ہوں۔ کہنے لگے تو تمہارا کیا حال ہے؟ کہنے لگے ہمارے رب نے ہمارے گناہوں کو معاف فرمادیا ہے۔ اور ہم سے صرف ''احرض'' ہی ہلاک ہوئے ہیں۔ غضیب نے پوچھا اعرض کون ہیں؟ وہ کہنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کی طرف انگلیوں کے ساتھ کسی چیز کے بارے میں اشارہ کیا جاتا ہے (یعنی کہا جاتا ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس میں فلاں برائی ہے)(1)۔

سب سے افضل عمل استغفار ہے

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں میں نے اپنے والد محترم کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ گویا وہ اپنی حدیث میں ہیں۔ انہوں نے مجھے کچھ سیب دیے ہیں جس کی تاویل میں نے بچے سے کی۔ میں نے پوچھا کس عمل کو آپ نے سب سے افضل پایا۔ آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے! ''استغفار سب سے افضل ہے''۔

جنت کے باغوں میں ہدایت یافتہ ائمہ کے ساتھ

مسلمہ بن عبدالملک نے عمر بن عبدالعزیز کو اپنی موت کے بعد دیکھا اور کہا۔ اے امیر المومنین کاش مجھے علم ہو جاتا کہ میں موت کے بعد کن حالات میں ہوں گا۔ آپ نے فرمایا اے مسلمہ یہ میری فراغت کے اوقات ہیں۔ اللہ کی قسم میں اس سے پہلے کبھی آرام میں نہیں تھا۔ میں نے کہا اے امیر المومنین آپ کہاں ہیں؟۔

آپ نے فرمایا: میں جنت عدن میں ہدایت کے ائمہ کے ساتھ ہوں وہ بلند درجات میں ہیں۔

صالح البراد کہتے ہیں: میں نے زرارہ بن اوفی کو ان کی موت کے بعد دیکھا اور میں نے کہا: اللہ تم پر رحم فرمائے۔ آپ سے کیا کہا گیا اور آپ نے کیا کہا؟ تو انہوں نے مجھ سے

1۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ گناہ جو صرف خالق کے علم میں ہوں وہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے اور وہ گناہ جو ہر کسی کے علم میں ہو یا جس کی وجہ سے لوگ اسے بُرا سمجھ رہے ہوں یا جو لوگوں کی تکلیف کا باعث بن رہا ہو اس کی رب سزا دیتے ہیں۔

چہرہ پھیر لیا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنی سخاوت اور کرم کے ساتھ مہربانی فرمائی۔ میں نے کہا: ابوالعلاء بن یزید جو مطرف کے بھائی ہیں ان کا کیا ہوا۔ فرمایا: وہ بلند درجات میں ہیں۔ میں نے کہا کون سا عمل آپ کے نزدیک زیادہ بلیغ ہے؟ میں نے فرمایا: توکل کرنا اور امید کا کم ہونا۔

کریم کس طرح کرم کرتا ہے؟

مالک بن دینار کہتے ہیں میں نے مسلم بن یسار کو ان کی موت کے بعد دیکھا میں نے انہیں سلام کیا۔ تو انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے کہا: آپ نے میرے سلام کا جواب کیوں نہ دیا؟ انہوں نے کہا میں مر چکا ہوں تو آپ کو سلام کا جواب کیسے دوں؟ میں نے کہا: آپ نے بعد از موت کیا دیکھا؟ فرمانے لگے: اللہ کی قسم میں نے بڑی خوفناکیاں دیکھیں اور بڑے شدید قسم کے زلزلے دیکھے۔ میں نے کہا اس کے بعد کیا ہوا؟ فرمانے لگے جو آپ دیکھ رہے ہیں جو کریم سے ہوتا ہے۔ میری نیکیاں قبول کر لی گئیں۔ میرے گناہ معاف کر دیے گئے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تبعات (غلط پیروی) مٹا دی۔ فرماتے ہیں کہ پھر مالک پر زبردست خوف طاری ہو گیا اور وہ چیخے اور آپ پر غشی چھا گئی۔ اور گر گئے۔ آپ اس کے بعد کئی دن اسی طرح رہے پھر آپ کا دل پھٹ گیا اور خالق حقیقی سے جا ملے۔

گنجا سانپ نماز کے تارک کی انتظار کرتا ہے

امام قرطبی روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی جو نماز نہیں پڑھتا تھا لوگ اسے دفن کرنے کے لیے آئے قبر کھودنے کے بعد وہ دیکھتے ہیں کہ ایک گنجا خوفناک سانپ قبر کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ اور وہ بیٹھ کر نماز کے تارک کے آنے کا انتظار کر رہا ہے۔ انہوں نے اس کے لیے دوسری قبر کھودی پھر اس کالے سانپ نے زمین کو شق کر دیا اور دوسری قبر میں بیٹھ گیا۔ انہوں نے تیسری قبر کھودی وہاں بھی وہی سانپ موجود تھا۔ انہوں نے اس کو سانپ سمیت دفن کر دیا۔ ہمارے اس زمانے کا بھی اسی طرح کا واقعہ ہے یہاں انہوں نے تیسری مرتبہ ارادہ کیا کہ اسے کالے سانپ کو قبر سے نکال دیتے ہیں۔ انہوں نے محافظوں اور

دوسروں کو بلا کر اسے نکال دیا۔ جب وہ تارک الصلوٰۃ کو دفن کر چکے تو وہی سانپ آیا اور بے نمازی کو گھیر لیا جس طرح کنگن کلائی میں ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ سننے والوں نے بے نمازی کی ہڈیوں کے ٹوٹنے اور کڑ کنے کی آواز سنی۔

سود خور کو ایک گنجا سانپ کھاتا ہے

یہ ایک، سود خور شخص کا واقعہ ہے جو کہ داسہ کے ایک گاؤں میں مصر میں ایک وادی کا محافظ تھا جب لوگوں نے اس کو قبر میں اتارا تو انہوں نے ایک گنجا سانپ دیکھا جو اس کا انتظار کر رہا تھا انہوں نے تین قبر کھودیں لیکن انہیں سانپ کے بھگانے کے علاوہ کوئی چارہ نظر نہ آیا انہوں نے سانپ کو نکالا اور اس شخص کو دفن کر دیا۔ پھر وہ سانپ آیا اور قبر پھاڑ کر سود خور کی قبر میں داخل ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے مقربین میں شامل کر دیا

جمیل بن مرہ کہتے ہیں کہ مورق العجلی میرا بھائی اور دوست بنا ہوا تھا میں نے اسے ایک دن کہا ہم میں سے جو بھی پہلے مر گیا تو وہ اپنے دوست کو آ کر بتائے گا کہ اس کے ساتھ کیا بیتی۔ وہ کہتے ہیں مورق العجلی مر گیا۔ میری بہن نے اس کو خواب میں دیکھا گویا وہ اس طرح ہمارے پاس آیا ہے جس طرح پہلے آتا تھا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا جس طرح پہلے دروازہ کھٹکھٹاتا تھا۔ وہ کہتی ہیں میں کھڑی ہوئی اور اس کے لیے دروازہ کھولا جس طرح پہلے کھولتی تھی۔ اور میں نے کہا اے ابو معتمر اپنے بھائی کے گھر تشریف لے آئیے۔ اس نے کہا میں کیسے آسکتا ہوں جبکہ میں نے موت کا ذائقہ چکھ لیا ہے؟ میں آیا ہوں تا کہ آپ کو اس عمدہ معاملہ کے بارے میں بتاؤں جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کیا۔ میرے دوست کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مقربین میں داخل کر دیا ہے۔

طویل غم نے جنت میں حسن کے درجات کو بلند کر دیا

جب محمد بن سیرین کی وفات ہوئی تو ان کے بعض ساتھی بڑے پریشان ہوئے کسی نے

آپ کو خواب میں بڑی اچھی حالت میں دیکھا اس نے کہا: اے میرے بھائی میں نے تجھے اس حالت میں دیکھا کہ میں خوش ہو گیا ہوں۔ حسن کا کیا بنا۔ آپ نے فرمایا وہ مجھ سے ستر درجے بلند ہیں۔ میں نے کہا اس کی وجہ کیا ہے جبکہ ہم آپ کو اس سے افضل خیال کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا یہ اس کے طویل غم کی وجہ سے ہوا۔

جب فساد بڑھ جائے تو لوگوں سے الگ رہو

ابن عیینہ کہتے ہیں میں نے سفیان ثوری کو خواب میں دیکھا تو میں نے کہا مجھے وصیت فرمایئے انہوں نے فرمایا: لوگوں سے جان پہچان کم کر دو۔

عمار بن سیف کہتے ہیں میں نے خواب میں حسن بن صالح کو دیکھا اور کہا میں آپ سے ملاقات کا بڑا خواہش مند تھا آپ کے ساتھ جو معاملہ ہوا وہ ہمیں بھی بتائیں؟ آپ نے فرمایا: خوشخبری ہے کہ میں نے اللہ سے حسن ظن کے علاوہ کوئی چیز نہیں دیکھی۔ جب خیثم العابد فوت ہو گئے ان کے بعض دوستوں نے ان کو خواب میں دیکھا تو خیثم نے کہا: تو نے میری نماز جنازہ نہیں پڑھی؟ تو ان کے دوست کہتے ہیں میں نے وجہ ذکر کی جس کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکا۔ خیثم نے فرمایا اگر تو میری نماز جنازہ پڑھ لیتا تو تیری بخشش ہو جاتی۔

مجھے علیین میں بلند کر دیا گیا

جب حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا فوت ہوئیں تو ان کی ساتھی عورتوں میں سے ایک عورت نے آپ کو دیکھا کہ ان پر استبرق کا حلہ اور ریشم کی اوڑھنی ہے جبکہ ان کو اون کے جبہ اور اوڑھنی میں کفن دیا گیا تھا۔ اس نے حضرت رابعہ سے کہا آپ کا اون کا جبہ اور اوڑھنی کہاں ہیں جس کا آپ کو کفن دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم وہ مجھ سے لے لیا گیا اور یہ جبہ عطا کیا گیا جو مجھ پر تو دیکھ رہی ہے اور میرے کفن لپیٹ دیے گئے اور ان پر مہر لگا دی گئی اور مجھے علیین میں بلند مقام عطا کیا گیا تا کہ قیامت کے دن میرے لیے اس کا ثواب مکمل ہو جائے۔ وہ کہتی ہیں میں نے رابعہ سے پوچھا! کیا اس کے لیے آپ دنیا میں عمل کیا کرتی تھیں؟ تو رابعہ نے کہا جب میں نے اولیاء کے لیے اللہ کی کرم نوازی دیکھی میرا یہ نظریہ نہ

تھا۔ میں نے پوچھا عبدۃ بنت ابی کلاب کا کیا بنا۔ رابعہ نے کہا کیا بات ہے وہ تو ہم سے بھی آگے بڑھ گئیں وہ "اللہ کی قسم" بلند درجات میں ہیں۔ میں نے کہا یہ کیسے ہوا جبکہ آپ بہت افضل تھیں انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اس پر کرم فرما دیتا ہے وہ کہتی ہیں میں نے پوچھا بشر بن منصور کے ساتھ کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا واہ۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کی امید سے زیادہ نوز ادیا میں نے کہا مجھے ایسے امر کے بارے میں حکم دیجیے جس سے میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرسکوں۔ رابعہ نے فرمایا: تو اللہ کا کثرت سے ذکر کر۔ اتنا ذکر کر کہ تو اپنی قبر میں اس کی وجہ سے خوشحال ہو جائے۔

تو نے موت کا ذائقہ کیسا پایا؟

جب عبدالعزیز بن سلیمان العابد کی وفات ہوئی تو ان کے بعض دوستوں نے خواب میں دیکھا کہ ان پر سبز کپڑے ہیں اور ان کے سر پر موتیوں کا تاج ہے۔ اس نے پوچھا آپ ہمارے بعد کیسے رہے؟ اور آپ نے موت کا ذائقہ کیسا پایا؟ نیز یہاں آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ عبدالعزیز نے فرمایا جہاں تک موت کا تعلق ہے تو اس کے کرب اور غم کی شدت کے بارے میں مت پوچھو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ہمارا ہر عیب چھپا دیا اور ہمیں اپنے فضل سے بازیاب فرمایا۔

مجھے دائمی خوشی عطا فرمادی

صالح بن بشر فرماتے ہیں جب عطا السلمی فوت ہوئے میں نے انہیں خواب میں دیکھا میں نے پوچھا اے ابومحمد کیا آپ مُردوں کے گروہ میں نہیں ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں میں نے کہا فوت کے بعد آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ وہ فرمانے لگے موت کے بعد "اللہ کی قسم" مجھے خیر کثیر عطا کی گئی اور رب غفور شکور کے حضور پناہ مل گئی۔ میں نے کہا واللہ آپ تو دنیا میں بڑے طویل غم اور کرب میں رہے ہیں۔ آپ نے تبسم فرمایا اور فرمایا واللہ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے بدلے طویل راحت اور دائمی خوشی عطا فرمادی ہے میں نے کہا آپ کن درجات میں ہیں۔ تو فرمانے لگے

مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ (النساء)

''میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا نبیین، صدیقین، شہداء اور صالحین میں ہوں۔ اور یہ بڑے ہی اچھے دوست ہیں''۔

جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں

جب عاصم الجحدری فوت ہوئے تو ان کے اہل میں سے کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اس نے پوچھا آپ تو اگلے جہاں نہیں چلے گئے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تو آپ کہاں ہیں؟ وہ فرمانے لگے واللہ میں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ہوں میں اور میرے ساتھیوں کی ایک جماعت ہر جمعہ کی رات اور جمعہ کی صبح ابوبکر بن عبداللہ المزنی کے پاس اکٹھے ہوتے ہیں اور تمہاری خبریں پاتے ہیں۔ وہ کہتا ہے میں نے پوچھا تمہارے جسم یا تمہاری ارواح؟ تو عاصم نے فرمایا جسم کس طرح مل سکتے ہیں؟ بیشک روحیں ملتی ہیں۔ فضیل بن عیاض کو ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو انہوں نے کہا میں نے رب سے بہتر بندے کے لیے کسی کو نہ دیکھا۔

سجدہ کی جگہوں پر نور کا لباس

مرہ ہمدانی کثرت سے سجدے کرتے تھے یہاں تک کہ ان کی پیشانی کو مٹی نے کھالیا جب فوت ہوئے تو گھر کے کسی آدمی نے خواب میں ان کو دیکھا کہ ان کے سجدہ کی جگہیں اس طرح ہیں جیسے چمکتے ہوئے ستارے ہوتے ہیں اس نے کہا: آپ کے چہرے پر میں کس چیز کا اثر دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے فرمایا سجدہ کی وہ جگہیں جہاں سے مٹی نے کھایا تھا ان کو نور پہنا دیا گیا ہے۔ میں نے پوچھا آپ کا آخرت میں کیا مقام ہے؟۔ آپ نے فرمایا بہترین مقام۔ ایسا گھر جس سے گھر والوں کو منتقل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی وہ موت کا ذائقہ چکھیں گے۔

ابو یعقوب القاری کہتے ہیں میں نے خواب میں ایک طویل شخص کو دیکھا اور لوگ اس کی پیروی کر رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ اویس قرنی ہیں۔ میں بھی

ان کے پیچھے چل پڑا میں نے عرض کی مجھے وصیت فرمائیے اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ انہوں نے غصہ کا اظہار کیا میں نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے میری راہنمائی فرمائیے تو آپ میری طرف آئے اور فرمایا اللہ کی رحمت کی پیروی کرو اس کی اطاعت کے وقت اور اس کی رحمت سے ڈرو اس کی معصیت کے وقت اور اس کے درمیان اپنی امید کو ختم مت کرنا پھر آپ مجھے چھوڑ کر تشریف لے گئے۔

ابن سماک کہتے ہیں میں نے مسیر کو خواب میں دیکھا اور پوچھا آپ نے کون سا عمل افضل پایا؟ انہوں نے کہا ذکر کی مجلس۔ ابوبکر بن ابومریم کہتے ہیں میں نے وفا بن بشر کو ان کی موت کے بعد دیکھا میں نے پوچھا اے وفا! تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟ انہوں نے کہا میں ہر جہد کے بعد کامیاب ہو گیا۔ میں نے پوچھا کون سا عمل آپ نے سب سے افضل پایا؟ انہوں نے کہا اللہ عزوجل کے خوف سے رونا۔ لیث بن سعد نے موسیٰ بن وردان سے کہا کہ انہوں نے عبداللہ بن ابوحیہ کو موت کے بعد دیکھا انہوں نے کہا مجھ پر میری برائیاں اور اچھائیاں پیش کی گئیں۔ میں نے اپنی اچھائیوں میں اناروں کے دانے دیکھے میں نے ان کو اٹھایا اور کھالیا اور میں نے اپنی برائیوں میں ریشم کا سلا ہوا کپڑا دیکھا جو میری ٹوپی میں تھا۔

اس کے دفن میں جلدی کیجیے

سعید بن داؤد کہتے ہیں مجھے میرے بھتیجے جویریہ بن اسماء نے بتایا وہ کہتے ہیں ہم عبادان کے مقام پر تھے کہ ہمارے پاس ایک کوفہ کا شخص لایا گیا جو بڑا عبادت گزار تھا وہ شدید گرمی والے دن فوت ہو گیا میں نے کہا گرمی کی شدت کم ہونے دیں اور دن تھوڑا ٹھنڈا ہونے کے بعد ہم اس کے کفن دفن کا بندوبست کریں گے۔ میں سو گیا اور میں نے دیکھا کہ میں قبرستان میں ہوں اور موتیوں سے بنا ہوا ایک قبہ ہے جو اپنی خوبصورتی کی وجہ سے چمک رہا ہے اور میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں جب میں نے اسے کھولا تو میں نے ایک نوجوان لڑکی دیکھی جس سے بڑھ کر خوبصورت میں نے آج تک کسی کو نہیں دیکھا وہ میری طرف آئی اور کہنے لگی تمہیں خدا کا واسطہ ہے اس نوجوان کو ظہر تک ہم سے دور نہ رکھو وہ کہتے ہیں میں ڈر

کر بیدار ہوا اور اس کے کفن و دفن کا بندوبست کیا اور اس کے لیے اس مقام پر قبر کھودی جہاں میں نے قبہ دیکھا تھا اور وہاں پر اسے دفن کر دیا۔

افضل عمل وہ ہے جو خالص ہو

عبدالملک بن عتاب اللیثی کہتے ہیں میں نے عامر بن قیس کو نیند میں دیکھا میں نے کہا کونسا عمل آپ نے افضل پایا ہے؟۔ فرمایا جس عمل سے اللہ کی رضا مقصود ہو۔

صوم وصلاۃ سے بخشش

یزید بن ہارون کہتے ہیں میں نے ابوالعلا ایوب بن مسکین کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا آپ کے رب نے آپ سے کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا مجھے بخش دیا گیا میں نے کہا کس وجہ سے؟ اس نے کہا نماز اور روزہ کی وجہ سے میں نے کہا کیا آپ نے منصور بن زاذان کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا ہاں ہم ان کا محل دور سے دیکھتے ہیں۔

مجھے آخرت کے بارے میں بتاؤ

یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ ایک لڑکی مہلک طاعون میں ہلاک ہوگئی اس کا باپ اس کی موت کے بعد اس سے ملا اس نے اپنی بیٹی سے کہا اے بیٹی مجھے آخرت کے بارے میں بتاؤ وہ کہنے لگی ہم ایک بہت عظیم امر پر آگے ہیں ہم جانتے ہی لیکن کرتے نہیں ہیں اور تم کرتے ہو لیکن جانتے نہیں ہو۔

اللہ کی قسم میرے عمل کے صحیفہ میں ایک یا دو تسبیحات ایک یا دو رکعتیں مجھے دنیا و مافیھا سے زیادہ پسند ہیں۔ کثیر بن مرہ کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا گویا میں جنت میں بلند درجہ میں داخل ہوگیا ہوں اور میں اس کا طواف کرنے لگ گیا ہوں اور اس میں بڑا حیران ہوں اسی دوران میں ایک کونے میں عورتوں کو دیکھتا ہوں۔ میں ان کی طرف گیا اور ان کو سلام کیا پھر میں نے ان سے کہا تم اس مقام پر کیسے پہنچیں۔ انہوں نے کہا سجدوں یا تکبیرات کے ساتھ۔

ابوبکر کہاں ہیں؟ عمر کہاں ہیں؟

عمر بن عبدالعزیز کے غلام مزاحم کہتے ہیں فاطمہ عبدالملک کی بیٹی اور عمر بن العزیز کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں ایک رات عمر بن عبدالعزیز جاگے اور کہنے لگے میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے فاطمہ کہتی ہیں میں نے کہا میری جان آپ پر قربان مجھے بھی بتایئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں صبح بتاؤں گا۔ جب فجر طلوع ہوئی آپ نکلے اور نماز پڑھی پھر اپنی نشست گاہ میں تشریف لے آئے۔ میں نے آپ کی خلوت کو غنیمت جانا اور عرض کی مجھے اپنی خواب کے بارے میں بتایئے۔ جو آپ نے دیکھی ہے کہنے لگے میں نے دیکھا مجھے ایسا لگا جیسا مجھے کھلی سرسبز زمین پر اٹھایا گیا ہے گویا وہ سبز بچھونا ہے اس میں ایک سفید محل ہے جیسے چاندی ہو اسی دوران کوئی شخص اس محل سے نکلا اور بلند آواز سے ندا لگائی وہ کہہ رہا تھا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کہاں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور اس محل میں داخل ہو گئے۔

فرماتے ہیں پھر ایک اور شخص اس محل سے نکلا اور آواز لگائی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ ابوقحافہ کے بیٹے کہاں ہیں؟ اسی دوران ابوبکر تشریف لائے اور محل میں داخل ہو گئے۔ پھر ایک اور شخص نکلا اس نے ندا دی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ عمر آئے اور محل میں داخل ہو گئے۔ پھر ایک اور شخص نکلا اس نے ندا لگائی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہاں ہیں۔ پس وہ تشریف لائے اور اس محل میں داخل ہو گئے۔ پھر ایک اور شخص نکلا اس نے آواز لگائی علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس محل میں داخل ہو گئے۔ پھر ایک اور شخص نکلا اس نے ندا لگائی عمر بن العزیز کہاں ہیں؟ میں کھڑا ہوا اور اس محل میں داخل ہو گیا۔ میں حضور ﷺ کی طرف گیا جبکہ قوم آپ کے اردگرد تھی میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں کہاں بیٹھوں؟ تو میں حضرت عمر بن خطاب کے ساتھ بیٹھ گیا میں نے دیکھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے دائیں تشریف فرما تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے بائیں تشریف فرما تھے میں نے غور کیا تو حضرت

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ایک شخص تھا میں نے پوچھا یہ شخص کون ہیں؟ جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان بیٹھے ہیں کہا گیا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اتنے میں میں نے ایک ہاتف کو آواز دیتے ہوئے سنا اس کے اور میرے درمیان نور کا پردہ تھا۔ اے عمر بن العزیز تو جس چیز پر ہے اس پر قائم رہ اور تو اپنے مقام پر رہے گا پھر گویا کہ مجھے نکلنے کی اجازت دے دی گئی۔ میں اس محل سے نکل پڑا میں نے جب اپنے پیچھے دیکھا تو میں نے عثمان بن عفان کو دیکھا وہ محل سے نکل رہے تھے اور فرمارہے تھے: تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے میری مدد فرمائی اور آپ کے پیچھے حضرت علی محل سے نکل رہے تھے اور وہ فرمارہے تھے: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے بخش دیا۔

حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما جنت میں

سعید بن ابی عروبہ حضرت عمر بن العزیز سے روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جبکہ ابو بکر اور عمر آپ کے پاس تشریف فرما تھے میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا اسی دوران کہ میں بیٹھا تھا جب حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو لایا گیا ان کو ایک گھر میں داخل کیا گیا اور دروازہ ان پر بھیڑ دیا گیا۔ میں دیکھ رہا تھا ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضرت علی نکلے اور وہ کہہ رہے تھے: رب کعبہ کی قسم میرا فیصلہ کر دیا گیا اور ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ان کے پیچھے معاویہ نکلے اور وہ کہہ رہے تھے رب کعبہ کی قسم مجھے بخش دیا گیا۔

حماد بن ابو ہاشم کہتے ہیں: ایک آدمی عمر بن العزیز کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا جبکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے بائیں تھے دو آدمی جھگڑتے ہوئے آئے اور آپ کے سامنے بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے فرمایا اے عمر جب تو عمل کرے تو ان دو حضرات ابو بکر اور حضرت عمر کی طرح عمل کرنا۔ عمر بن العزیز نے اس شخص سے اللہ کی قسم لی کہ کیا تو نے یہ خواب دیکھی ہے؟ اس نے قسم اٹھائی تو حضرت عمر رونے لگ گئے۔

عبدالرحمٰن بن غنم کہتے ہیں: میں نے معاذ بن جبل کو ان کی وفات کے بعد دیکھا آپ سفید وسیاہ داغوں والے گھوڑے پر سوار ہیں اور آپ کے پیچھے آپ کے لوگ ہیں جن پر سبز رنگ کے کپڑے ہیں اور وہ سفید وسیاہ داغ والے گھوڑوں پر سوار ہیں آپ ان سے آگے ہیں اور فرمارہے ہیں:

يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ (یٰس)

''کاش میری قوم بھی جان لیتی کہ بخش دیا ہے مجھے میرے رب نے اور شامل کردیا ہے مجھے باعزت لوگوں میں''۔

پھر آپ نے دائیں بائیں دیکھا اور فرماتے ہیں: اے ابن رواحہ، اے ابن مظعون

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ (الزمر)

''ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے پورا فرمایا ہمارے ساتھ اپنا وعدہ اور وارث بنادیا ہمیں اس (پاک) زمین کا اب ہم ٹھہریں گے جنت میں جہاں چاہیں گے۔ پس کتنا عمدہ اجر ہے نیک کام کرنے والوں کا''۔

رب کا آنکھوں سے دیدار

قبیصہ بن عتبہ کہتے ہیں میں نے سفیان ثوری کو موت کے بعد خواب میں دیکھا تو میں نے کہا آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے کہا:

میں نے اپنے رب کو آنکھوں سے دیکھا اس نے مجھ سے کہا
اے ابن سعید تجھے مبارک ہو میں تجھ سے راضی ہوں
تو بہت مضبوط تھا جب رات چھا گئی
دکھی دل اور غمزدہ عبرت کے ساتھ
تیرے سامنے جو محل ہیں تو جو چاہے چن لے
میری زیارت کر میں تجھ سے دور نہیں ہوں

جنت میں کھجور سے درخت تک پرواز

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں میں نے سفیان ثوری کو موت کے بعد دیکھا کہ جنت میں کھجور کے درخت سے ایک پیڑ تک اور پیڑ سے کھجور کے درخت تک اُڑ رہے ہیں اور وہ کہہ رہے تھے "لمثل هذا فليعمل العاملون" اس طرح عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔ ان سے کہا گیا آپ کس چیز کے ساتھ جنت میں داخل ہوئے۔ انہوں نے فرمایا ورع کے ساتھ (ورع سے مراد تقویٰ کی انتہا ہے) ان سے کہا گیا علی بن عاصم کے ساتھ کیا ہوا۔ انہوں نے کہا ہم انہیں ستارے کی مانند دیکھ رہے ہیں۔

شعبہ بن حجاج اور مسعر بن کدام حافظ تھے اور بڑے جلیل القدر تھے۔ احمد البریدی کہتے ہیں میں نے ان کو موت کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا: اے شعبہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو انہوں نے کہا: اللہ تجھے اس کو یاد رکھنے کی توفیق دے جو میں کہوں۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں ایک قبہ عطا فرمایا
جس کے ہزار دروازے ہیں جو موتیوں اور جواہرات سے بنے ہیں
اور مجھ سے رحمٰن نے فرمایا: اے شعبہ
جس نے علوم کو جمع کرنے میں سمندر میں غوطہ لگایا اور اس سے بھی زیادہ کیا
میں تجھے اپنے قرب کی نعمت عطا کرتا ہوں میں تجھ سے راضی ہوں
اور میں اپنے کریم چہرہ سے پردہ اٹھاتا ہوں تاکہ تو دیکھ سکے
یہ میں ان کے ساتھ کرتا ہوں جو مضبوط رہتے ہیں (ایمان پر)
اور تمام زمانے میں انکار سے مالوف نہیں ہوتے (ایمان سے پھرتے نہیں ہیں)

اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے چہرے کی زیارت عطا فرمادی

احمد بن محمد اللبدی کہتے ہیں میں نے احمد بن حنبل کو خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا: اے ابو عبداللہ! تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ احمد بن حنبل نے فرمایا رب نے

مجھے بخش دیا۔ پھر میرے رب نے مجھ سے فرمایا اے احمد! تجھے میری وجہ سے ساٹھ کوڑے مارے گئے میں نے عرض کی جی ہاں میرے مالک۔ تو رب نے فرمایا یہ میرا چہرہ ہے میں نے تجھے مباح کر دیا ہے تو میرا چہرہ تکتا رہ۔

ابوبکر احمد بن محمد بن الحجاج کہتے ہیں: مجھے اہل طوس کے ایک آدمی نے بتایا وہ کہتا ہے میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی کہ مجھے اہل قبور کی زیارت کرائے تا کہ میں ان سے پوچھوں کہ اللہ نے احمد بن حنبل سے کیا کیا؟ تو میں نے دس سال بعد خواب میں دیکھا کہ اہل قبر اپنی قبروں پر کھڑے ہو گئے ہیں انہوں نے مجھ سے کلام میں جلدی کی اور کہا اے شخص تو نے رب سے کتنی بار دعا کی کہ وہ تمہیں ہم سے ملائے۔ تو ایسے آدمی کے بارے میں پوچھ رہا ہے جو جب سے تم سے جدا ہوا ہے فرشتے اس کو پاک درخت کے نیچے زیور پہناتے ہیں۔

ابو احمد عبد الحق فرماتے ہیں یہ جو اہل قبور کا کلام ہے یہ احمد بن حنبل کے بلند درجے اور رفیع مقام کے بارے میں خبر دینا ہے اور ان کے عظیم مرتبے کے بارے میں بتانا ہے وہ قدرت نہیں رکھتے تھے کہ ان کے حال کے بارے میں تعبیر کریں اور جس مقام پر ہیں اس بارے میں بتائیں مگر اسی طریقہ کے ساتھ جو انہوں نے بتایا ہے اور جو اس کے مفہوم میں ہے۔

ہم نے موسیٰ کلیم اللہ کی زیارت کی

ابو جعفر السقای بشر بن حارث کے ساتھی۔ فرماتے ہیں میں نے بشر حافی اور معروف کرخی کو دیکھا اور وہ دونوں گھٹنے ملا کر بیٹھے تھے میں نے کہا: کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے کہا جنت الفردوس سے ہم نے موسیٰ کلیم اللہ کی زیارت کی وہ اللہ کے سامنے کھا رہے تھے۔

عاصم جزری کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بشر بن حارث سے ملا ہوں میں نے کہا! اے ابو بشر کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے فرمایا علیین سے۔ میں نے کہا: احمد بن حنبل کے ساتھ کیا کیا گیا؟ تو انہوں نے فرمایا میں انہیں اس وقت عبد الوہاب وراق کے ساتھ چھوڑ کر آیا ہوں وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھا رہے تھے اور پی رہے تھے میں نے

کہا اور تم؟ تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ میری کھانے میں اتنی رغبت نہیں ہے اس لیے اس نے میرے لیے اپنی زیارت مباح کر دی ہے۔

جس نے اس کا جنازہ پڑھا وہ بخشا گیا

ابو جعفر السقاء فرماتے ہیں میں نے بشر بن الحارث کو موت کے بعد خواب میں دیکھا میں نے ان سے کہا اے ابونصر! اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا اللہ نے مجھ پر لطف وکرم کی انتہا کر دی اور مجھ سے فرمایا اے بشر! اگر تو دنیا میں میرے لیے پتھر پر سجدہ کرتا تو اس کا شکر بھی ادا نہ کرتا جو میں نے اپنے بندوں کے دلوں کو تجھ سے بھر دیا اور اللہ نے میرے لیے نصف جنت مباح کر دی اور میں جہاں چاہتا ہوں اس میں جاتا ہوں اور مجھ سے وعدہ فرمایا کہ جس نے میرے جنازے کی پیروی کی اس کو بخش دوں گا۔ میں نے کہا ابونصر نجار کا کیا بنا؟ تو انہوں نے کہا وہ مصیبت پر صبر اور فقر کی وجہ سے تمام لوگوں سے بلند ہیں۔

عبدالحق کہتے ہیں کہ شاید نصف جنت سے مراد ان کی جنت کی نصف نعمتیں ہیں کیونکہ جنت کی نعمتیں دو نصف ہیں۔ نصف روحانی اور نصف جسمانی۔ پہلے انہیں روحانی نعمتیں عطا کی جائیں گی پھر جب ارواح کو اجسام کی طرح لوٹایا جائے گا تو ان کے لیے جسمانی نعمتیں روحانی نعمتوں کے ساتھ ملا دی جائیں گی کسی اور نے کہا کہ جنت کی نعمتیں علم اور عمل کے مرتبہ پر ہیں اور بشر کا عمل سے حصہ علم کے حصہ سے زیادہ مکمل تھا۔ واللہ اعلم۔

تمہارا سب سے قریبی اللہ کی اطاعت میں کوشش کرنے والا ہے

بعض صالحین کہتے ہیں میں نے ابوبکر شبلی کو خواب میں دیکھا گویا وہ رصافہ کے مقام پر اپنی مجلس میں تشریف فرما ہیں جہاں وہ بیٹھتے تھے اسی دوران آپ تشریف لائے اور ان پر بڑے خوبصورت کپڑے تھے میں ان کے سامنے کھڑا ہوا انہیں سلام کیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا اور ان سے کہا آپ کے ساتھیوں میں سے سب سے زیادہ آپ کے نزدیک کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو ان میں سب سے زیادہ اللہ کے ذکر پر کاربند، سب سے زیادہ اللہ کے حق کو قائم کرنے والا سب سے زیادہ اللہ کی رضا کے حصول میں کوشش کرنے والا ہے۔

مردوں کو خواب میں دیکھنا

ابوعبدالرحمٰن الساجی کہتے ہیں میں نے میسرہ بن سلیم کو خواب میں ان کی موت کے بعد دیکھا۔ میں نے ان سے کہا آپ کی عدم موجودگی کچھ لمبی ہوگئی ہے؟ انہوں نے کہا سفر بڑا طویل ہے میں نے پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟ انہوں نے فرمایا مجھے رخصت دی گئی ہے کیونکہ ہم رخصت کا فتویٰ دیتے تھے میں نے آپ سے کہا آپ مجھے کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا آثار کی پیروی کرو، اخیار کی صحبت اختیار کرو، یہ تمہیں نار سے نجات دیں گے۔

قبر میں حور اس کے ساتھ تھی

ابوجعفر الضریر کہتے ہیں میں نے عیسیٰ بن زاذان کو موت کے بعد دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو وہ پڑھنے لگے۔

لورایت الحسان فی الخلد حولی واکاویب معها للشراب
یترنمن بالکتاب صحیف یتمشین مبسلات الثیاب

"اگر تو حوروں کو میرے گرد خلد میں دیکھے اور پیالوں کو جن میں شراب ہے۔
وہ سب کتاب کے ساتھ ترنم میں ہیں اور کپڑے لٹکائے ہوئے چل رہی ہیں"۔

ابن جریج کے بعض اصحاب نے کہا میں نے دیکھا کہ گویا میں اس مقبرہ کی طرف آیا جو کہ مکہ میں تھا۔ میں نے ان میں سے ایک قبر پر دیکھا کہ اس پر خیمے اور شامیانے ہیں۔ میں آیا اور اس میں داخل ہوا اور ان کو سلام کیا۔ وہاں پر مسلم بن خالد الزنجی تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا اور کہا اے خالد ان قبور کا کیا ہے کہ ان پر صرف خیمے ہین اور آپ کی قبر پر خیمے بھی ہیں، شامیانے بھی اور درخت بھی؟ انہوں نے کہا میں روزے بہت رکھتا تھا۔ میں نے کہا ابن جریج کی قبر کہاں ہے اور ان کا محل کہاں ہے؟ میں ان کا ہم مجلس تھا اور میں ان کو سلام کرنا چاہتا ہوں انہوں نے کہا اس طرح (اپنے ہاتھ کے ساتھ) دور ہوگیا ہے اور انہوں نے اپنی سبابہ انگلی کو گھمایا۔ اور پھر میں نے پوچھا کہ ابن جریج کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا ان

کا صحیفہ علیین میں بلند کر دیا گیا ہے۔

اللہ نے دنیا میں تھکن کے بدلے راحت لکھ دی

حماد بن سلمہ کو ان کے کسی دوست نے خواب میں دیکھا اور ان سے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا ہے تو دنیا میں جتنا زیادہ تھکتا تھا آج میں نے تیرے لیے اتنی ہی راحت زیادہ کر دی ہے اور تمام تھکنے والوں کی راحت زیادہ کر دی ہے۔

یہ بہت طویل باب ہے اگر آپ اس کی تصدیق کی زحمت نہ فرمائیں اور کہیں یہ تو خواب ہیں جو کہ معصوم نہیں ہیں (یعنی یقینی نہیں ہیں) ذرا غور فرمایئے جس نے اپنی ساتھی کو دیکھا یا کسی قریبی رشتہ دار کو دیکھا یا کسی اور کو دیکھا اور اس نے ایسی علامات بتائی جس کو صاحب خواب ہی جانتا ہے یا وہ کسی مال کے بارے میں بتاتا ہے جو اس نے دفن کیا یا کسی واقع ہونے والے امر سے ڈرایا، یا کسی واقع ہونے والے امر کے بارے میں خوشخبری دی اور وہ واقعہ اسی طرح ہوتا ہے جس طرح اس صاحب قبر نے بتایا تھا یا وہ میت (صاحب قبر) بتاتا ہے (خواب دیکھنے والے کو) کہ وہ کب فوت ہوگا یا اس کے فلاں رشتہ دار کب فوت ہوں گے اور وہ اسی طرح ہوتا ہے جس طرح وہ بتاتا ہے یا وہ کسی خوشحالی یا بدحالی کی خبر دیتے ہیں یا نازل ہونے والے دشمن یا مرض کے بارے میں یا کسی عارضے کے بارے میں بتاتا ہے اور وہ اس کی خبر کے مطابق واقعہ ہوتا ہے۔

مردے زندوں کی زیارت سے خوش ہوتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں جب آدمی اپنے بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس کو وہ پہچانتا ہوتا ہے وہ اس کو سلام کرتا ہے تو میت اس کے سلام کا جواب دیتی ہے اور اس کو پہچانتی ہے اور جب کسی ایسی قبر کے پاس سے گزرے جس کو وہ پہچانتا نہ ہو تو میت صرف اسے سلام کا جواب دیتی ہے اگر گزرنے والا سلام کرے۔

واللہ میں جنت کے ایک باغ میں ہوں

محمد بن حسین کہتے ہیں مجھے یحیٰی بن بسطام الاصغر نے بیان کیا۔ مجھے مسمع نے بتایا وہ کہتے ہیں مجھے عاصم الجحدری کی آل میں سے ایک شخص نے بتایا وہ کہتے ہیں میں نے عاصم الجحدری کو موت کے دو سال بعد خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا کیا تم فوت نہیں ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے پوچھا آپ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہاں میں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ہوں۔ میں اور میرے ساتھی ہر جمعرات کی رات اور جمع کی صبح کو بکر بن عبداللہ المزنی کے پاس اکٹھے ہوتے ہیں اور تمہاری خبریں حاصل کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا تمہارے اجسام یا تمہاری ارواحیں؟ انہوں نے کہا اجسام کیسے ہو سکتے ہیں روحیں آپس میں ملتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں نے پوچھا کیا تم ہماری اس زیارت کو جانتے ہو جو آپ کے ساتھ ہوئی ہے؟ فرمایا ہاں ہم یہ جمعہ کی سارت رات، ہفتہ کی صبح سورج طلوع ہونے تک یہ جانتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے پوچھا باقی تمام ایام کو چھوڑ کر یہ دن کس طرح؟ فرمایا جمعہ کی فضیلت اور عظمت کی وجہ سے۔

حسن قصاب بیان کرتے ہیں میں محمد بن واسع کے ساتھ ہر ہفتہ کی صبح نکلتا اور ہم جبانہ کے مقام پر آتے۔ ہم قبور پر کھڑے ہوتے سلام کرتے اور ان کے لیے دعا کرتے پھر ہم چلے جاتے۔ ایک دن میں نے کہا اگر یہ دن پیر کا دن ہو جائے تو؟ انہوں نے کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ مردے جمعہ کے دن، جمعہ سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد زیارت کرنے والوں کو پہچان لیتے ہیں۔

سفیان ثوری کہتے ہیں مجھے ضحاک سے یہ بات پہنچی ہے وہ کہتے ہیں جس نے ہفتہ کے دن سورج کے طلوع ہونے سے پہلے قبر کی زیارت کی تو میت اس کی زیارت کو پہچان لیتا ہے ان سے کہا گیا یہ کس طرح ہوتا ہے؟ فرمایا جمعہ کی فضیلت کی وجہ سے۔

خالد بن خداش کہتے ہیں ہمیں جعفر بن سلیمان نے بیان کیا وہ ابوالتیاح سے روایت کرتے ہیں مطرف صبح صبح نکلتے جب جمعہ کا دن داخل ہوتا تو رات کو نکلتے۔ وہ کہتے ہیں میں

نے ابوالتیاح کو سناوہ کہتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ان کے لیے ان کے خیمے میں روشنی کی جاتی ہے وہ رات کو آئے یہاں تک کہ قوم کے قبرستان پر پہنچ گئے جبکہ وہ گھوڑے پر سوار تھے انہوں نے اہل قبور کو دیکھا کہ ہر صاحب قبر اپنی قبر پر بیٹھا ہے انہوں نے کہا یہ مطرف ہے جو جمعہ کو آتا ہے۔ میں نے کہا تم جمعہ کا دن جانتے ہو وہ کہنے لگے ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ پرندے جمعہ کو کیا کہتے ہیں میں نے کہا وہ کیا کہتے ہیں؟ اہل قبور کہنے لگے وہ کہتے ہیں سلام، سلام۔

محمد بن الحسین کہتے ہیں ہمیں یحییٰ بن ابوبکیر نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں فضل ابن موفق ابن خال سفیان بن عیینہ نے بیان کیا جب میرے باپ فوت ہوئے تو میں نے ان پر بڑا شدید قسم کا جزع کیا۔ میں ہر روز ان کی قبر پر آتا پھر میں نے قبر پر آنا کم کر دیا جتنا اللہ نے چاہا پھر میں ایک دن قبر پر آیا۔ اسی دوران کہ میں قبر پر بیٹھا تھا کہ مجھے نیند غالب آگئی میں سو گیا اور میں نے خواب میں دیکھا گویا میرے والد کی قبر کھل گئی ہے اور وہ اپنی قبر میں بیٹھے ہیں اپنے کفن کو بوسیدہ کیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا اے میرے بیٹے تو نے میرے پاس آنے میں کیوں سستی کر دی؟ میں نے کہا کیا آپ کو میرے آنے کا علم ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا تو جب بھی میرے پاس آیا مجھے اس کا علم ہو گیا تو میرے پاس آتا تھا تو میں تجھ سے مانوس ہو جاتا اور تیرے آنے سے خوش ہوتا اور میرے ارد گرد کے لوگ تیری دعا سے خوش ہوتے وہ کہتے ہیں میں اس کے بعد بہت زیادہ حاضری دیتا۔

مجھے موت کے وقت خوار نہ کرنا

عثمان بن سودہ الطفاوی بیان کرتے ہیں ان کی ماں بڑی عبادت گزار تھیں اور ان کو راہبہ کہا جاتا جب ان کی وفات کا وقت آیا انہوں نے آسمان کی طرف اپنا سر اٹھایا اور کہنے لگیں اے میری کل کائنات، میرا سب کچھ اور جس پر بھروسہ ہے زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی مجھے موت کے وقت خوار نہ کرنا اور مجھے میری قبر میں وحشت نہ دینا۔ راوی کہتے ہیں ماں کا انتقال ہو گیا اور میں ہر جمعہ ان کی قبر پر آتا۔ میں ان کے لیے دعا کرتا اور ان کے لیے اور اہل قبور کے لیے استغفار کرتا۔ ایک دن میں نے انہیں اپنی خواب میں دیکھا۔ میں

نے کہا اے ماں! آپ کیسی ہیں؟ میری ماں نے کہا بیٹے موت کی بڑی سخت تکلیف ہوتی ہے اللہ کا شکر ہے میں محمود برزخ میں ہوں جس میں ہمارے لیے ریحان بچھایا گیا ہے جس میں ہم سندس اور استبرق (ریشم کی قسم) سے قیامت تک تکیہ لگائے ہوئے ہیں میں نے پوچھا آپ کی کوئی حاجت ہے؟ میری ماں نے کہا ہاں ہے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگی تو ہماری زیارت کرنا مت چھوڑنا اور ہمارے لیے دعا کرتے رہنا۔ جب تو جمعہ کے دن اپنے اہل سے آتا ہے تو میں خوش ہوتی ہوں مجھے کہا جاتا ہے اے راہبہ یہ تیرا بیٹا آیا ہے پس میں بھی خوش ہو جاتی ہوں اور میرے اردگرد کے مُردے بھی خوش ہو جاتے ہیں۔

مردے زندوں کی زیارت کرتے ہیں

بشر بن منصور بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں جب طاعون کا زمانہ تھا ایک شخص مختلف قبرستان جاتا وہ نماز جنازہ میں حاضر ہوتا۔ جب شام ہوتی تو قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو جاتا اور کہتا اللہ تعالیٰ تمہاری تنہائی میں مونس ہو اور تمہاری غربت پر رحم فرمائے اور تمہاری برائیوں سے تجاوز کرے اور نیکیوں کو قبول کرے۔ وہ ان کلمات سے زیادہ نہ کہتا وہ کہتا ہے ایک رات میں نے شام کی اور اپنے گھر والوں کے پاس چلا گیا اور قبرستان نہ آیا کہ میں پہلے کی طرح دعا کرتا۔ وہ کہتا ہے کہ میں سویا ہوا تھا کہ ایک بہت بڑا گروہ میرے پاس آ گیا میں نے کہا تم کون ہو اور تمہاری کیا حاجت ہے؟ وہ کہنے لگے ہم اہل قبر ہیں میں نے کہا تمہاری حاجت کیا ہے؟ وہ کہنے لگے تم ہمیں اپنے اہل کے پاس جانے سے پہلے ہدیہ دیتے تھے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا وہ دعائیں جو تم وہاں کرتے تھے۔ میں نے کہا میں ان کو دوبارہ شروع کر دوں گا۔ وہ کہتے ہیں میں نے اس کے بعد یہ معمول ترک نہ کیا۔

یزید بن ابو حبیب روایت کرتے ہیں کہ سلیم بن عمیر ایک قبرستان سے گزرے اور انہیں پیشاب کی بیماری تھی اور وہ حقنہ کراتے تھے۔ ان کے کسی دوست نے ان سے کہا اگر آپ ان قبروں کے پاس سے گزریں تو کسی سوراخ میں بول کر لیں آپ رونے لگ گئے اور فرمایا سبحان اللہ۔ اللہ کی قسم میں مُردوں سے حیا کرتا ہوں جس طرح زندوں سے حیا کرتا

ہوں۔ اگر میت کو اس کا شعور نہ ہوتا تو میں اس سے حیا نہ کرتا۔

اور اس سے بھی بلیغ یہ ہے کہ میت اپنے اقارب اور بھائیوں میں سے زندہ کے عمل کو جانتا ہوتا ہے۔ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں مجھے ثور بن یزید نے ابراہیم اور انہوں نے ابوایوب سے بیان کیا ہے فرماتے ہیں زندوں کے اعمال مردوں پر پیش کیے جاتے ہیں جب وہ اچھا عمل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور بشارت دیتے ہیں اور جب بُرا عمل دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں اے اللہ اس کو برے عمل سے لوٹا دے۔

ابن ابی دینار نے احمد بن ابی الحواری سے بیان کیا ہے فرماتے ہیں مجھے اپنے بھائی محمد نے بیان کیا ہے کہتے ہیں عباد بن عباد ابراہیم بن صالح کے پاس گئے جبکہ وہ فلسطین میں تھے اور کہا مجھے نصیحت کیجیے۔ انہوں نے کہا میں تمہیں کس چیز کی نصیحت کروں؟ اللہ آپ کو درست رکھے۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ زندوں کے اعمال ان کے قریبی مُردوں پر پیش کیے جاتے ہیں تو دیکھ کہ تیرے عمل میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کیا پیش کیا جاتا ہے۔ یہ بات سن کر ابراہیم رونے لگ گئے اور اتنے روئے کہ ان کی ڈاڑھی تر ہو گئی۔

ابن ابی دنیا کہتے ہیں صدقہ بن سلیمان الجعفری بیان کرتے ہیں میں سخت غصے والا شخص تھا میرا باپ مر گیا مجھے پتہ چلا تو میں بہت نادم ہوا اپنے عمل پر اور زیادتی پر پھر مجھ سے کوئی لغزش ہو گئی میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا وہ کہہ رہے تھے میرے بیٹے میں تجھ سے بہت خوش ہوں تیرے اعمال ہم پر پیش کیے جاتے ہیں تیرے اعمال صالحین سے مشابہ رکھتے ہیں۔ اس دفعہ مجھے بڑی حیا آئی ہے اس لیے تو مجھے اردگرد کے مُردوں میں پریشان مت کر۔ راوی کہتے ہیں اس کے بعد میں ان کو سنتا تھا وہ اپنی سحری کی دعا میں کہتے جبکہ وہ کوفہ میں میرے پڑوسی تھے۔ اے اللہ میں تجھ سے ایسی انابت (نائب ہونا) کا سوال کرتا ہوں جس میں نہ واپسی ہو اور نہ رجعت ہو۔ اے صالحین کی اصلاح فرمانے والے، بھٹکے ہوؤں کو ہدایت دینے والے، اے ارحم الراحمین۔

اس باب میں صحابہ سے بہت سے آثار مروی ہیں۔ عبداللہ بن رواحہ کے اقارب میں

سے ایک انصاری کہتے تھے اے اللہ میں تجھ سے ایسے عمل سے پناہ مانگتا ہوں جو عبداللہ بن رواحہ کو پریشان کردے۔ اور وہ یہ دعا عبداللہ کی شہادت کے بعد مانگتے تھے۔

مردوں کے قبر میں زندہ ہونے اور زندوں کو پہچاننے میں یہی دلیل کافی ہے کہ ان کو سلام کرنے والے کو زائر کا نام دیا جاتا ہے اگر وہ اس کا شعور نہ رکھتے تو زائر کا نام دینا صحیح نہ ہوتا۔ جس کی زیارت کی جائے اگر وہ زیارت کرنے والے کو نہ جانتا ہو تو یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ اس نے فلاں کی زیارت کی یہ تمام کے نزدیک زیارۃ کے بارے میں معقول بات ہے۔ اسی طرح ان کو سلام کہنا بھی اسی طرح ہے بے شک ایسے شخص کو سلام کہنا جو شعور ہی نہ رکھتا ہو اور سلام کرنے والے کو جانتا ہی نہ ہو محال ہے جبکہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت سکھایا کہ جب تم قبروں کی زیارت کرو تو کہو "**سلام علیکم اهل الدريار من المومنين والمسلمين۔ وانا ان شاء الله بكم لاحقون يرحم الله المستقدمين منا ومنكم والمستاخرين۔نسال الله لنا ولكم العافية**"۔

تم پر سلام ہو اے اہل دیار مومنین اور مسلمین۔ ہم بھی انشاء اللہ عنقریب تمہارے ساتھ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے اور تم میں پہلے جانے والوں پر اور بعد میں جانے والوں پر رحم کرے۔ ہم تمہارے لیے اور اپنے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں (بخاری و مسلم)۔

یہ سلام، خطاب، ندا، ہوتی ہے سنی جاتی ہے اس کا کوئی مخاطب ہوتا ہے سمجھی جاتی ہے اور اس کا جواب دیا جاتا ہے اگرچہ سلام کرنے والا جواب نہیں سکن سکتا اور جب کوئی نمازی ان کے قریب نماز پڑھتا ہے تو وہ (اہل قبر) اس کو دیکھتے ہیں اس کی نماز کا انہیں علم ہوتا ہے اور وہ اسے اس پر ڈھانپ لیتے ہیں۔

یزید بن ہارون کہتے ہیں ہمیں سلمان التیمی نے بتایا کہ ابن عباس ایک دن ایک جنازہ میں نکلے جبکہ ان پر ہلکا سا کپڑا تھا وہ قبر تک پہنچ گئے وہ فرماتے ہیں میں نے دو رکعتیں پڑھیں پھر قبر پر بیٹھ گیا اللہ کی قسم مجھے دلی یقین ہے کہ میں نے قبر سے آواز سنی: تجھ پر لازم ہے کہ مجھے تکلیف نہ دے تم ایسے لوگ ہو جو عمل کرتے ہو لیکن جانتے نہیں اور ہم وہ لوگ

ہیں جو جانتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے اور تیری جو یہ دو رکعتیں ہیں ان کی مثل مجھے دنیا و مافیھا سے زیادہ پسند ہیں۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس صاحب قبر کو قبر پر بیٹھنے اور دو رکعت نماز کا علم ہو گیا تھا۔

نبیین اور صدیقین کے ساتھ

اس سلسلہ میں خواب حد تواتر تک ہیں جن میں سے ایک صالح بن بشیر نے ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں: میں نے عطاء سلمی کو موت کے بعد خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ دنیا میں بڑے طویل غم میں رہتے تھے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس غم کے بدلے ابدی سرور اور دائمی فرحت عطا فرما دی ہے۔ میں نے پوچھا آپ کس درجہ میں ہیں انہوں نے فرمایا:

مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ (النساء:69)

''میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبیوں، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں''۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی جماعت سے ملاقات

عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں میں نے سفیان ثوری کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ نہوں نے فرمایا: میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی جماعت سے ملاقات کی۔

ایسی بخشش ہوئی جو ہر گناہ پر غالب آ گئی

صخر بن راشد کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک کو موت کے بعد خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا کیا آپ دنیا سے چلے نہیں گئے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری ایسی مغفرت فرمائی جو

تمام گناہوں پر غالب آ گئی۔ میں نے پوچھا سفیان ثوری کا کیا بنا؟ فرمایا ان کی کیا بات ہے وہ تو ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی نبیین، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہیں اور یہی بہترین دوست ہیں۔

اصحاب یمین سے مقربین کے درجہ تک

ابن ابی دنیا نے بیان کیا ہے۔ یقظہ بنت راشد کہتی ہیں۔ مروان المحلمی میرے پڑوسی تھے۔ آپ بہت بڑے قاضی اور مجتہد تھے۔ یقظہ کہتی ہیں وہ فوت ہو گئے تو میں نے انہیں بڑے وجد کی حالت میں پایا وہ کہتی ہیں میں نے انہیں خواب میں دیکھا اور کہا۔ اے عبداللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔ میں نے کہا: پھر کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا مجھے اصحاب یمین تک بلند فرما دیا ہے۔ میں نے کہا پھر کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا مجھے مقربین میں شامل کر دیا ہے۔ میں نے کہا تو نے اپنے بھائیوں میں سے کن کن کو دیکھا؟ انہوں نے کہا میں نے حسن، ابن سیرین اور میمون بن سیاہ کو دیکھا۔

سونے کی چٹائی پر تکیہ لگائے ہوئے تھے

حماد کہتے ہیں: ہشام بن حسان نے ام عبداللہ سے بیان کیا ہے جبکہ وہ اہل بصرہ کی اخیار عورتوں میں سے تھیں وہ کہتی ہیں: میں نے خواب میں دیکھا گویا میں ایک بہت ہی خوبصورت گھر میں داخل ہوئی پھر ایک باغ میں داخل ہوئی اس کے حسن کو بیان کیا گیا۔ ماشاءاللہ اسی دوران مجھے ایک شخص نظر آیا جو باغ میں سونے کی چٹائی پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ خوبصورت حوریں تھیں جن کے ہاتھوں میں گلاس تھے میں نے کہا میں اس حسن سے متعجب ہوئی جو میں نے دیکھا کہا گیا یہ مروان المحلمی آ گئے ہیں وہ آگے بڑھے اور اپنی چٹائی پر تشریف فرما ہو گئے۔ ام عبداللہ کہتی ہیں میں اپنی نیند سے بیدار ہوئی بالکل اسی وقت مروان کا جنازہ میرے دروازے سے گزر رہا تھا۔

روحوں کے ملنے اور ان کے تعارف کا واضح وقت آ گیا

یہ عمیر بن وہب ہیں جن کو خواب آئی ان سے کہا گیا اپنے گھر کی فلاں جگہ پر کھڑے ہو جاؤ اس جگہ کو کھودو تمہیں اپنے والد کا مال مل جائے گا اس کے والد نے مال دفن کیا اور فوت ہو گیا اور وصیت نہ کر سکا۔ عمیر اپنی نیند سے بیدار ہوئے جگہ کھودی ان کو دس ہزار درہم اور بہت سا سونا مل گیا۔ انہوں نے اپنا قرض ادا کیا اور ان کا اور ان کے اہل خانہ کا حال بہت اچھا ہو گیا ان کی مالی حالت سنور گئی۔ یہ ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد ہوا۔ ان کی چھوٹی بیٹی نے ان سے کہا اے میرے بابا: ہمارے رب نے ہمیں جو یہ دین عطا فرمایا ہے ھُبل اور عُزیٰ سے بہتر ہے۔ اگر ہم اس دین پر نہ ہوتے تو آپ اس مال کے وارث نہ ہوتے جبکہ آپ نے بہت تھوڑے دن اپنے رب کی عبادت کی ہے۔

عمیر کی یہ حدیث اور ان کا نیند میں مال کے بارے میں خبر ہونا اور مال نکالنا بہت عجیب ہے لیکن اس سے بھی عجیب واقعہ وہ ہے جو ہم نے اپنے زمانے میں اپنے شہر میں دیکھا وہ واقعہ ابو محمد بن عبداللہ البغانشی کا ہے آپ بہت ہی صالح شخص تھے۔ اور مردوں کو دیکھنے اور ان سے غائب کے متعلق سوال کرنے میں مشہور تھے۔ انہوں نے ان کو اپنے اہل اور قریبی رشتہ داروں کو بیان کیا یہاں تک کہ اس میں بہت مشہور ہو گئے اور ان سے بہت زیادہ واقعات سنے گئے۔

ایک دن ان کے پاس ایک آدمی آیا اور شکایت کرنے لگا کہ ان کا ایک قریبی ساتھی بغیر وصیت کے فوت ہو گیا ہے۔ ان کا بہت سا مال تھا جس کی جگہ انہوں نے نہیں بتائی۔ ابو محمد نے ان سے خیر کا وعدہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ سے اس رات دعا فرمائی۔ اس رات ان کی اسی میت سے ملاقات ہو گئی اور ان سے اس مال کے بارے میں پوچھا تو میت نے ان کو مال کے بارے میں بتا دیا۔

ان کے نوادرات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک بوڑھی عورت جو بہت نیک تھی فوت ہو گئی اور سات دینار کسی کے پاس ودیعت کر گئی۔ ابو محمد کے پاس وہ صاحب ودیعت عورت آئی،

اور اپنا معاملہ بیان کیا جو اس کے ساتھ ہوا۔ اور آپ کو اپنا نام اور میت عورت کا نام جو دنانیر کی مالک تھی بتایا۔ پھر دوسرے دن آئی، ابو محمد نے اسے بتایا کہ فلاں عورت تجھے کہہ رہی ہے کہ میرے گھر کی چھت میں سے سات لکڑیاں گن لے ساتویں لکڑی میں اون کی گٹھلی میں تو دنانیر پائے گی۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا اور صحیح ابو محمد کے کہنے کے مطابق پایا(1)۔

برا انجام کیا ہے

بُرا انجام یہ ہے کہ انسان جب آخری وقت پر پہنچ جائے یعنی اس کی رحلت کا وقت آجائے اور اس کی نزع کا وقت آجائے اور اس کی تکلیف سخت ہو جائے اس پر سکرات الموت اتر آئے تو اس حال میں وہ شک اور انکار کی کیفیت میں ہو جائے اور اس کا ایسی بات پر خاتمہ ہو جائے جو اس کے لیے ہمیشہ آگ میں رہنے کا باعث بن جائے۔ یا اس کا ایسی بات پر خاتمہ ہو جائے جو ایک دفعہ اسے جہنم میں اچانک لے جائے پھر اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ساتھ پہلی ملاقات میں جہنم سے نکال دے اور اس کے جحود، اس کا شک، اس کا انکار اور اعراض ظاہر فرمادے۔ جو اللہ سے ملاقات پسند کرتا ہے اللہ اس سے ملاقات پسند کرتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات ناپسند کرتا ہے۔ دار برزخ میں داخل ہونے سے پہلے وہ پہلی ملاقات میں ہی رسوا ہو جاتا ہے۔ ہم ابتداء کرتے ہیں اللہ کی پناہ میں آتے ہوئے کہ وہ ہمیں اچھی عاقبت عطا فرمائے (آمین ثم آمین)۔

اے میرے معبود اور میرے مالک

گناہوں کے اسیر تیرا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں
تیرا ڈر بھی ہے تجھ سے امید بھی ہے تیرا فضل بڑا وسیع ہے

گناہوں کے بوجھ کا اقرار کرتے ہیں جو کہ بہت زیادہ ہیں
تیری بخشش کی امید کرتے ہیں اور اس کا طمع رکھتے ہیں

بیشک تو بڑا احسان فرمانے والا ہے، سخی اور عطا فرمانے والا ہے
تیری لیے ہی بزرگی، فضیلت اور احسان ہے اور یہ سب تجھ میں جمع ہیں

کتنے ہی گناہ ہیں جو تو نے زمانے سے چھپائے ہوئے ہیں

اور کتنی ہی نعمتیں ہیں جو تو نے ہم پر انعام فرمائیں ہیں اور مسلسل عطا کی ہیں

اے وہ جس کی ذات پاک ہے اور اس کے علاوہ کوئی رب نہیں

تو برکت والا ہے تو اللہ ہے، خالق ہے اور تیری طرف لوٹنا ہے

اے وہ جو اپنی مخلوق پر عرش کے اوپر تشریف فرما ہے

تو بڑی برکت والا ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے روک دیتا ہے

تیرے اسماء حسنیٰ اور تیرے بلند اوصاف کے ساتھ

مجبور اور تنگ دست بندہ وسیلہ حاصل کرتا ہے

تو میری موت پر مدد فرما جس کا پیالہ بڑا کڑوا ہے

جب روح کو اعضاء سے کھینچا جائے گا

اور قبر کی تاریکی میں تو میرا مونس بن۔ جب میری

او پر مٹی ڈال دیں گے اور وداع کہہ دیں گے

اور میرے دل اور میری حجت کو سوال کے لیے مضبوط بنا

جب کہا جائے تیرا رب کون ہے اور تو کس کی پیری کرتا ہے

محشر اور کرب کے دن کی ہولناکیوں سے مجھے نجات دے

جب رسول، بادشاہ اور لوگ ڈر رہے ہوں گے

اے میرے آقا میرے اعمال نامہ میں مجھے پریشان نہ فرمانا

جب اعمال نامے لوگوں کے درمیان کھولے جائیں گے

مجھے میرا اعمال نامہ میرے دائیں ہاتھ میں دینا اور مجھے بھاری کر دینا

میزان میں تیرا بندہ تجھ سے ہی امید اور طمع رکھتا ہے

اے میرے رب مجھے آگ سے نجات

بیشک یہ سرکشوں کے لیے بڑا برا ٹھکانا اور

عطا فرمادے	مرجع ہے
اے رب مجھے پناہ عطا فرما میرے لیے نہیں ہے	تیرے علاوہ کوئی مفر کوئی پناہ گاہ کوئی چھپنے کی جگہ
اے میرے رب میرے آقا مجھے اپنی جناب سے شفا عطا فرما	تیرے علاوہ کون ہے جو مصیبت کو دور فرماتا ہے
تو ہی وہ ذات ہے جس سے مصیبت کے چھٹ جانے کی امید کی جاتی ہے	اور تو مجبور کی سنتا ہے جب وہ تیرا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے
بیشک اسباب جاتے رہے اور امید ختم ہوگئی	سوائے تیری ذات کے اے تمام مخلوق کی پناہ گاہ
اے اللہ میں تیری طرف ہی شکایت لے کر آیا ہوں	اور تو ہی میری شکایت کو سمجھتا ہے اور سنتا ہے
ہم سے مصیبت دور فرما جو بڑی عظیم اور سخت ہے	اور ایسی مصیبت ہے جس سے دل پھٹ جاتا ہے

موت کی آزمائش

بندہ جب مرنے لگتا ہے تو دو شیطان اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں ایک دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب۔ جو اس کے دائیں جانب ہوتا ہے اس کے باپ جیسا ہوتا ہے اور وہ اس سے کہتا ہے: اے میرے بیٹے! اگر میں تجھ پر شفیق اور تجھ سے محبت کرنے والا ہوں تو تو نصرانیت پر جان دے۔ بیشک یہ تمام دینوں سے بہتر دین ہے۔ اور جو اس کے بائیں جانب ہوتا ہے وہ اس کی ماں جیسا ہوتا ہے وہ اس سے کہتا ہے اے میرے بیٹے! اگر میرا پیٹ تیرا ٹھکانا تھا اور میرا سینہ تجھے سیراب کرتا تھا اور میری ران تیرا بچھونا تھی تو تو یہودیت پر جان دے بیشک یہ تمام دینوں سے بہتر ہے۔

اے غافل انسان!

نفس کے ترقی اور ارتفاع میں استقرار کے وقت اس پر فرشتے پیش کیے جاتے ہیں کیونکہ ابلیس نے اپنے ساتھی چھوڑے ہوئے ہیں خاص طور پر انسان پر۔ وہ ان کو انسان پر استعمال کرتا ہے اور ان کا نگہبان بنا دیتا ہے۔ وہ موت کے وقت آدمی کے پاس آتے ہیں اور اس کے گزشتہ احباب کی صورت اختیار کرتے ہیں جو مر چکے ہیں اور جو دنیا میں اس کو نصیحت کرتے تھے جیسے باپ، ماں، بھائی، بہن، صدیق اور گہرا دوست۔ وہ اسے کہتے ہیں اے فلاں تیری موت کا وقت آ گیا ہے جبکہ ہم اس معاملہ میں تجھ سے پہل کر چکے ہیں پس تو یہودی مر کیونکہ یہی اللہ کے نزدیک قابل قبول دین ہے۔ اگر وہ ان سے منہ پھیر لے اور انکار کر دے تو دوسرے آ جاتے ہیں اور وہ اس کو کہتے ہیں تو نصرانیت پر جان دے بیشک یہ مسیح کا دین ہے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے دین کو اس سے منسوخ کر دیا ہے اور وہ اس کے لیے ہر ملت کا عقیدہ بیان کرتے ہیں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اس کو گمراہ کر دیتا ہے اور اس کے دل کو ٹیڑھا کر دیتا ہے۔ اللہ کے قول کا یہی مطلب ہے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً

(آل عمران: 8)

"یعنی ہمارے دلوں کو (موت کے وقت) ٹیڑھا نہ فرما جبکہ تو نے اس سے قبل ان کو ہدایت عطا فرمائی"۔

جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے ہدایت، ثابت قدمی کا ارادہ فرمائے تو اس کے پاس رحمت آ جاتی ہے اور ایک قول کے مطابق حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور ان سے شیطان کو دور ہٹا دیتے ہیں۔ اور اس کے چہرے سے کمزوری کو صاف فرما دیتے ہیں پس میت مسکراتا ہے اور بہت سے لوگ میت کو مسکراتا دیکھ کر اس بشارت پر خوش ہوتے ہیں جو اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے جبریل فرماتے ہیں: اے فلاں! کیا تو مجھے جانتا ہے میں جبریل ہوں اور یہ تیرے دشمن شیطان ہیں تو ملت حنفیہ اور شریعت جلیلہ پر اپنی جان دے اس وقت انسان کو اس فرشتہ سے زیادہ پسندیدہ اور خوش کرنے والی کوئی چیز

نہیں ہوتی اور یہی میرے رب کا فرمان ہے:

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (آل عمران)

"اے اللہ مجھے اپنی جناب سے رحمت عطا فرما بیشک تو کثیر عطا فرمانے والا ہے"۔
پھر اس کی روح پلک جھپکنے میں قبض کر لی جاتی ہے۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں: جب میرے باپ کی وفات کا وقت آیا تو میرے پاس کپڑا تھا تا کہ میں ان کی داڑھی باندھ دوں آپ پر غشی طاری ہوتی پھر افاقہ ہو جاتا اور وہ ہاتھ سے کہتے نہیں دور ہو جا۔ نہیں دور ہو جا انہوں نے کئی مرتبہ یہ کیا۔ میں نے ان سے کہا اے میرے والد گرامی! آپ کے سامنے کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا شیطان میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا ہے مجھ پر انگلیاں کاٹتا ہے اور کہتا ہے: اے احمد! میری بات مان اور میں کہتا ہوں نہیں دور ہو جاؤ حتی کہ میں مر جاؤں۔

ابو العباس احمد بن عمر القرطبی کہتے ہیں۔

ہمارے شیخ احمد بن محمد بن محمد القرطبی قرطبہ میں تھے تو میں ان کے پاس حاضر ہوا جبکہ ان پر نزع کا عالم تھا ان سے کہا گیا پڑھیے "لا الہ الا اللہ" وہ کہتے نہیں نہیں جب افاقہ ہوا تو ان سے اس بات کا ذکر کیا گیا انہوں نے فرمایا: میرے دائیں اور بائیں دو شیطان آ گئے تھے ان میں سے ایک کہتا تو یہودیت پر جان دے یہ بہتر دین ہے۔ دوسرا کہتا نصرانیت پر جان دے یہ بہتر دین ہے میں ان سے کہہ رہا تھا نہیں۔ نہیں تم مجھے یہ کہہ رہے ہو؟۔

یہ اور اس قسم کی صالحین سے بہت سی مثالیں مروی ہیں کہ جب ان کو شہادت کی تلقین کی جا رہی تھی تو وہ شیطان کو جواب دے رہے ہوتے تھے نہیں۔ نہیں میں تیری بات نہیں مانتا۔

بری عاقبت کے مراتب

بُری عاقبت کے مختلف مراتب ہیں جن میں سے ایک دوسرے سے بڑا ہے۔

1۔ شک اور انکار

سب سے بڑا اور عظیم رتبہ یہ ہے کہ سکرات موت کے وقت اور اس کی ہولناکیاں ظاہر

ہونے کے وقت انسان کے دل پر شک یا انکار غالب ہو جائے اور اس کی روح اس حالت میں قبض ہو جائے کہ اس پر شک یا انکار غالب ہو اس کے دل پر جو انکار کا غلبہ ہوتا ہے وہ اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ بن جاتا ہے اور یہ دائمی بعد اور ہمیشہ رہنے والے عذاب کا سبب بن جاتا ہے۔

دنیا کی محبت کا غالب ہونا

یہ پہلے سے کم ہے کہ موت کے وقت دل پر دنیا کے کسی امر کی محبت اور دنیا کی شہوات میں سے کسی شہوت کی محبت غالب آجائے اس کے دل میں یہ جم جائے اور اس میں اتنا غرق ہو جائے کہ اس حالت میں کسی اور کی وسعت ہی نہ رہے۔ اسی حالت میں اس کی روح قبض ہونے کا اتفاق ہو جائے کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو۔ سر اس کے سامنے جھکا ہوا ہو اور چہرہ اس کی طرف پھرا ہوا ہو۔ اور جب حجاب بن جاتا ہے تو عذاب نازل ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی دہکتی ہوئی آگ صرف انہیں کو پکڑتی ہے جو اللہ تعالیٰ سے حجاب میں ہو جاتے ہیں۔ مومن کا دل دنیاوی محبت سے پاک ہوتا ہے اس کا ارادہ صرف اللہ کی ذات کی طرف ہوتا ہے گویا آگ اسے کہتی ہے: دور ہو اے مومن! تیرا نور میری آگ ٹھنڈی کرتا ہے۔

جب ایسی حالت میں روح قبض ہو جائے کہ دنیا کی محبت غالب ہو تو معاملہ خطرناک ہے کیونکہ آدمی اسی پر مرتا ہے جس پر وہ زندگی گزارتا ہے اور دل کے لیے ممکن نہیں ہوتا کہ موت کے بعد اس میں کوئی ایسی صفت آجائے جو دنیا میں اس میں نہیں تھی یا اس کے برعکس کوئی صفت آجائے جس پر وہ تھا کیونکہ دل میں تصرف اعضاء کے عمل کی وجہ سے ہوتا ہے جب موت سے جوارح (اعضاء) باطل ہو جاتے ہیں تو اعمال بھی باطل ہو جاتے ہیں۔ اب نہ عمل میں طمع ہے اور نہ ہی دنیا کے حصول کے لیے دنیا کی طرف لوٹنے میں طمع کی امید ہے۔ اور اس وقت حسرت بڑھ جاتی ہے ہاں مگر اہل ایمان اور اللہ کی محبت جب طویل عرصہ سے دل میں راسخ ہو اور اعمالِ صالحہ کی وجہ سے یہ مضبوط ہو جائے تو یہ دل سے اس حالت کو مٹا دیتی ہے جو کہ موت کے وقت اس کے سامنے آتی ہے اگر اس کا ایمان قوت میں

حد مثقال تک ہو تو جلد ہی اس کو آگ سے نکال دے گا اگر اس سے کم ہو تو وہ لمبے عرصہ تک آگ میں رہے گا۔ اگر صرف ایک دانے کے برابر ہو تو وہ ضرور آگ سے نکلے گا اگرچہ کئی ہزار سال بعد نکلے۔

بری عاقبت کے اسباب

بُری عاقبت کے اسباب کو تفصیلاً شمار کرنا ممکن نہیں ہے لیکن ان کی نشانیوں کی طرف اشارہ کرنا ممکن ہے۔

شک اور انکار پر خاتمہ اس کی دو وجوہات ہیں۔ (1) جو تقویٰ، زہد اور اعمال میں تمام تر اصلاح کے باوجود ممکن ہے جیسے بدعتی زاہد۔ بیشک اس کا انجام خطرہ سے پُر ہے اگرچہ اس کے اعمال صالح ہی ہوں میری مراد مذہب نہیں بلکہ میں کہتا ہوں یہ بدعت ہے اس کا بیان بڑا لمبا ہے لیکن بدعت سے میری مراد یہ ہے کہ انسان اللہ کی ذات، اس کی صفات اور اس کے افعال میں خلاف حق عقیدہ رکھے اس کا عقیدہ حقیقت کے خلاف ہو یا اس کی رائے کے ساتھ ہو یا عقل کی وجہ سے ہو یا اس کی غور و فکر سے ہو جس سے وہ مد مقابل کا مقابلہ کرتا ہے اور وہ اس کی یہی تحویل کرتا ہو اور مطلب لیتا ہو یا کسی کی تقلید کی وجہ سے ہو جب موت قریب ہوتی ہے اور اس کے لیے ملک الموت کی پیشانی ظاہر ہوتی ہے اور دل اپنی حالت کے بارے میں پریشان ہوتا ہے کبھی کبھی سکرات الموت میں اس کے عقیدہ کا بطلان جس کا وہ جہالت کی وجہ سے عقیدہ رکھتا تھا ظاہر کر دیا جاتا ہے کیونکہ موت کے وقت پردہ اٹھ جاتا ہے اور اس سے سکرات کی ابتدا ہوتی ہے اور بعض امور بندے سے منکشف ہو جاتے ہیں۔ کبھی کبھی اس کے عقیدہ کا بطلان ظاہر ہو جاتا ہے حالانکہ اس کو اپنے دل میں اس کا یقین ہوتا ہے اور وہ اپنے دل میں یہ گمان نہیں کر رہا ہوتا کہ اس نے خطا کی ہے خاص طور پر اس میں اپنی فاسد رائے پر چمٹے رہنے کی وجہ سے اور اپنی عقل ناقص کی وجہ سے لیکن وہ گمان کر رہا ہوتا ہے کہ اس کے تمام عقائد کی کوئی اصل نہیں ہے کیونکہ اس کے نزدیک اللہ اور اس کے رسول پر ایمان تمام صحیح اعتقادات پر ایمان اور فاسد اعتقادات کے درمیان فرق نہیں ہوتا تو بعض

اعتقادات جو جہالت کے سبب تھے ان سے انکشاف باقی اعتقادات کے بطلان یا ان میں شک کا سبب بن جاتا ہے۔ اگر اس کی روح اس حال میں قبض ہو جائے اور اصل ایمان پر واپس نہ آئے اور ثابت قدم نہ ہو تو اس کا انجام برا ہوگا اور اس کی روح شرک پر نکلتی ہے اللہ تعالیٰ شرک سے پناہ دے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک سے یہی لوگ مراد ہیں۔

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ (الزمر)

''اور ان کیلئے اللہ کی طرف سے وہ ظاہر ہو گیا جس کو وہ گمان بھی نہیں کرتے تھے''۔

اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد مبارک سے بھی یہی مراد ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ (الکہف)

''فرمایئے اے لوگو! کیا ہم مطلع کریں تمہیں ان لوگوں پر جو اعمال کے لحاظ سے گھاٹے میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جدوجہد دنیوی زندگی کی آرائشگی میں کھو کر رہ گئی اور وہ یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ کوئی بڑا عمدہ کام کر رہے ہیں''۔

یہ اسی طرح ہے جس طرح مستقبل کے واقعات خواب میں دکھائے جاتے ہیں۔ اور یہ دل کے دنیا میں مشغول ہونے کی خفت کے سبب ہے۔ اسی طرح بعض امور سکرات موت میں منکشف کر دیے جاتے ہیں کیونکہ دنیا کی مشغولیت اور بدن کی شہوات دل کے لیے ملکوت کی طرف دیکھنے سے رکاوٹ ہوتے ہیں کہ وہ لوح محفوظ کی طرف دیکھے اور اس کے لیے وہ امور ظاہر ہوں جن پر دہ ہے۔

کفر پر عاقبت کی چند مثالیں

وہب بن منبہ سے روایت کیا جاتا ہے وہ کہتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا اور وہ اپنے زمانے کا بہت بڑا عبادت گزار تھا اور اس کے زمانے میں تین بھائی تھے۔ جن کی ایک بہن تھی جو کہ باکرہ تھی ان کی اور کوئی بہن نہیں تھی۔ ان تینوں کو کسی کام پر جانا پڑ گیا وہ نہیں جانتے تھے کہ اپنی بہن کو کس کے پاس چھوڑ کر جائیں اور وہ اس پر کسی سے پرامن نہیں تھے اور

نہ ہی کسی کے پاس چھوڑ سکتے تھے۔ وہ تمام اس بات پر متفق ہو گئے کہ اسے بنی اسرائیل کے عابد کے پاس چھوڑ کر جائیں گے وہ ان کے نزدیک قابل یقین تھا وہ اس کے پاس آئے اور پوچھا کہ کیا وہ اپنی بہن کو اس کے پاس چھوڑ جائیں کہ وہ اس کی نگہبانی اور اس کی چار دیواری میں رہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے کام سے واپس آ جائیں۔ عابد نے انکار کر دیا اور ان سے اور ان کی بہن سے اللہ کی پناہ مانگی۔ وہ اصرار کرتے رہے آخر عابد مان گیا اور کہا اس کو میرے گنبد کے ساتھ والے گھر میں چھوڑ دو۔ انہوں نے اس کو وہاں چھوڑ دیا پھر وہ چلے گئے۔

وہ لڑکی اس عابد کے پاس ایک عرصہ تک رہی وہ کھانا لے کر اپنے اس گنبد سے اترتا اور گنبد کے دروازے میں رکھ دیتا پھر دروازہ بند کر دیتا اور گنبد میں چڑھ جاتا پھر اسے حکم دیتا وہ گھر سے نکلتی اور کھانا لے کر چلی جاتی۔ راوی کہتے ہیں شیطان نے اس کو گدگدایا وہ اسے بھلائی کی طرف راغب کرتا رہا اور اس کے دل میں یہ بات ڈالتا رہا کہ لڑکی کا دن کے وقت گھر سے نکلنا خطرناک ہو سکتا ہے۔ وہ اسے ڈراتا رہا کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی اسے دیکھ لے اور اس سے معلق ہو جائے اگر تو کھانا لے کر اس کے دروازے تک رکھ دے تو تیرے لیے زیادہ اجر ہو گا۔ وہ اس کو ورغلاتا رہا یہاں تک کہ عابد اس لڑکی کے دروازے پر کھانا رکھ کر آ جاتا لیکن ان سے بات نہ کرتا وہ اس حالت پر ایک عرصہ تک رہا۔ پھر اس کے پاس ابلیس آیا اور اسے بھلائی اور اجر پر راغب کیا اور اس کو اس پر ابھارا اور کہا: اگر تو اس کے پاس کھانا لے کر جائے اور اس کے گھر میں رکھا کرے تو تیرے لیے زیادہ اجر ہو گا وہ اس پر اصرار کرتا رہا یہاں تک کہ عابد کھانا لے کر جاتا اور اس کے گھر میں رکھ کر آ جاتا۔ ایک عرصہ تک وہ یہی کرتا رہا پھر اس کے پاس ابلیس آیا اور اسے بھلائی کی طرف راغب کیا اور اس پر ابھارا اس سے کہا: اگر تو اس لڑکی سے بات چیت کرے تو وہ تیری گفتگو سے مانوس ہو جائے گی۔ وہ تو شدید تنہائی سے گھبرا گئی ہو گی۔ راوی کہتے ہیں: وہ اس پر ابھارتا رہا یہاں تک کہ اس سے گفتگو شروع کر دی وہ اس کو اپنے گنبد سے دیکھتا اور بات کرتا۔ پھر اس کے پاس ابلیس آیا اور کہنے لگا اگر تو نیچے اترے اور اپنے گنبد کے دروازے پر بیٹھ کر اس سے باتیں کیا کرے

اور وہ اپنے دروازے پر بیٹھا کرے اور تو اس سے باتیں کیا کرے یہ چیز اس کے لیے اُنسیت بڑھائے گی وہ اس طریقہ پر رہا حتیٰ کہ وہ نیچے اترتا اپنے دروازے پر بیٹھتا وہ لڑکی سے باتیں کرتا اور لڑکی اس سے باتیں کرتی اسی طرح لڑکی اپنے گھر سے نکلتی، دروازے پر بیٹھتی وہ ایک عرصہ تک اسی طرح ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے۔ پھر ابلیس اس کے پاس آیا اور اس سے کہا: اگر تو اپنے گنبد کے دروازے سے نکلے اور اس لڑکی کے دروازے کے قریب جا کر بیٹھے اور اس سے گفتگو کرے تو یہ اس کے لیے زیادہ اُنسیت کا باعث ہوگا۔ وہ اسے کہتا رہا حتیٰ کہ اس نے عمل شروع کر دیا اور ایک عرصہ تک اسی پر رہا۔ پھر ابلیس اس کے پاس آیا اس کو بھلائی کی طرف راغب کرتا رہا اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب کی امید دلاتا رہا اور عورت کے ساتھ حسن معاملہ کے اجر پر ابھارتا رہا اور اس سے کہا اگر تو اس کے قریب ہو جائے اور اس کے گھر کے دروازے پر بیٹھ کر باتیں کرے اور وہ لڑکی اپنے گھر سے نہ نکلے۔ اس نے اسی طرح کیا وہ اپنے گنبد سے اترتا لڑکی کے دروازے پر بیٹھتا اس سے باتیں کرتا اور وہ ایک عرصہ تک یہی کرتا رہا۔ پھر ابلیس ایک دن اس کے پاس آیا اور کہا اگر تو اس کے ساتھ گھر میں داخل ہو جائے اور اُس سے باتیں کرے اور اس کا چہرہ کسی کے لیے ظاہر نہ ہونے دے تو تیرے لیے بہت بہتر ہوگا۔ وہ اسے کہتا رہا یہاں تک کہ گھر داخل ہوتا اور سارا دن اس سے باتیں کرتا جب دن ختم ہوتا تو وہ واپس اپنے گنبد میں آجاتا۔ پھر ابلیس اس کے پاس آیا اور لڑکی کو اس کے لیے خوبصورت بنا کر پیش کرتا رہا حتیٰ کہ عابد نے اس کی ران پر ہاتھ مارا اور اس کا بوسہ لے لیا۔ ابلیس اس کے حسن کو عابد کی آنکھوں میں بڑھاتا رہا اور اس کو بہلاتا رہا یہاں تک کہ عابد نے اس لڑکی سے مجامعت کر لی وہ حاملہ ہوئی اور بچہ جنا پھر اس کے پاس ابلیس آیا اور کہنے لگا اگر لڑکی کے بھائی تیرے پاس آگئے جبکہ لڑکی کا تجھ سے بچہ پیدا ہوا ہے تو تو کیا کرے گا؟ کوئی بعید نہیں کہ وہ عورت اور اس کے بھائی تجھے رسوا کر دیں تو اس کے بچے کے پاس جا اس کو ذبح کر اور دفن کر دے یہی طریقہ ہے کہ لڑکی کے بھائی تیرے عمل پر مطلع نہ ہوں۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ شیطان نے پھر

اس سے کہا تیرا کیا خیال ہے کہ تو نے لڑکی کو اپنے عمل پر خاموش کرا دیا ہے جبکہ تو نے اس کے بیٹے کو قتل کیا ہوا ہے؟ اور کہا تو اس لڑکی کو بھی ذبح کر اور بیٹے کے ساتھ اسے بھی دفن کر دے۔ وہ اس کو ابھارتا رہا یہاں تک کہ اس نے لڑکی کو بھی ذبح کر دیا اور اس کے بیٹے کے ساتھ اسے گڑھے میں ڈال دیا اور اس پر بہت بڑا پتھر رکھ دیا اور ان پر برابر کر دیا اور اپنے گنبد میں چڑھ کر عبادت شروع کر دی۔ وہ اسی حالت میں رہا جتنا اللہ نے چاہا کہ وہ رہے یہاں تک کہ لڑکی کے بھائی جنگ سے واپس آ گئے وہ آئے اور لڑکی کے متعلق سوال کیا اس نے لڑکی کی موت کی خبر دی اس پر رحم کا اظہار کیا اور اس پر رویا اور کہنے لگا وہ بہت اچھی عورت تھی اور یہ اس کی قبر ہے یہ دیکھو۔ اس کے بھائی قبر پر آئے اپنی بہن پر روئے اس پر رحم کا اظہار کیا۔ وہ کئی دن اس کی قبر پر کھڑے رہے پھر اپنے گھروں کو واپس آ گئے جب رات ہوئی اور وہ سو گئے تو ان کو خواب میں شیطان ایک مسافر کی صورت میں آیا اس نے بڑے بھائی سے ابتدا کی اور اس سے بہن کے بارے میں پوچھا اس نے اس کو عابد کی بات بتائی کہ وہ مر چکی ہے عابد نے اس پر رحم کا اظہار کیا اور بتایا کہ کس طرح اس نے قبر دکھائی۔ شیطان نے اس کی تکذیب کی اور کہا اس نے تمہاری بہن کے بارے میں سچ نہیں بولا۔ اس نے تمہاری بہن کو حاملہ کیا اس سے بچہ ہوا پھر اس نے بچے اور تمہاری بہن دونوں کو ذبح کیا اور ایک گڑھا کھود کر اس میں پھینک دیا اور یہ گھڑا اس کے گھر کے دروازے کے دائیں جانب ہے تم جاؤ گھر میں داخل ہو کر دیکھو تم اسی طرح پاؤ گے جس طرح میں تمہیں یہاں بتا رہا ہوں۔ اسی طرح وہ منجھلے اور چھوٹے بھائی کو خواب میں آیا اور اسی طرح کہا جب وہ صبح جاگے تو ان میں سے ہر ایک اپنی خواب پر بڑا متعجب ہوا انہوں نے ایک دوسرے سے رات کا واقعہ بیان کیا اور ہر ایک نے کہا میں نے رات کو بڑا عجیب خواب دیکھا اس طرح ہر ایک نے واقعہ بیان کیا۔

بڑے بھائی نے کہا یہ محض خواب ہے اس کو چھوڑ دو چھوٹے نے کہا اللہ کی قسم میں اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک وہاں جا کر دیکھ نہ لوں۔ وہ سب چل پڑے اور اس گھر پہنچ

گئے جہاں ان کی بہن تھی انہوں نے دروازہ کھولا اور اس جگہ کی تلاش شروع کر دی جو ان کو خواب میں بیان کی گئی تھی۔ انہوں نے ایک گڑھے میں اپنی بہن اور اس کے بیٹے کو ذبح شدہ پایا جس طرح انہیں کہا گیا تھا انہوں نے عابد سے اس کے متعلق پوچھا تو عابد نے بھی شیطان کی تصدیق کر دی۔ انہوں نے اس پر اپنے ملک کی تیاری کی (اس کو سزا دلوانے کا فیصلہ کیا) وہ عابد اپنے گنبد سے اترا اور آیا تا کہ اسے پھانسی دی جائے جب انہوں نے اسے لکڑی پر باندھ دیا تو شیطان اس کے پاس آیا اور اس سے کہا تجھے پتہ ہونا چاہیے کہ میں نے تجھے لڑکی کے فتنے میں مبتلا کیا حتیٰ کہ تو نے اسے حاملہ کیا اور پھر اس کو بیٹے سمیت ذبح کر دیا اگر آج تو میری اطاعت کر لے اور اللہ تعالیٰ کا انکار کر دے جس نے تجھے پیدا کیا اور تجھے سنوارا تو میں تجھے اس مصیبت سے نجات دلاؤں گا۔ عابد نے اللہ سے کفر کر دیا جب اس نے اللہ رب العزت سے انکار کیا تو شیطان اسے چھوڑ کر چلا گیا اور لوگوں نے عابد کو پھانسی دے دی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک نصرانی شخص تھا اس نے اسلام قبول کر لیا اور سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھی۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لکھتا تھا وہ پھر نصرانی ہو گیا اور کہتا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی جانتے ہیں جو میں لکھتا ہوں۔ اس کی موت واقع ہو گئی اور اسے دفن کر دیا گیا۔ صبح ہوئی تو زمین نے اس کو باہر پھینک دیا نصرانی کہنے لگے یہ محمد اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے۔ جب یہ ان سے بھاگ گیا تو وہ ہمارے ساتھی کو باہر نکال دیتے ہیں۔ انہوں نے اس کو اٹھایا قبر کھودی اور اس کو خوب گہرا کیا صبح ہوئی تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا نصرانی کہنے لگے یہ محمد اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے۔ انہوں نے اسے قبر سے باہر نکالا انہوں نے اس کے لیے دوبارہ قبر کھودی اور جتنی گہری کر سکتے تھے کی۔ صبح ہوئی تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا وہ سمجھ گئے کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں اور اسے پھینک دیا (1)۔

دوسرا سبب

وہ یہ ہے کہ ایمان اصلاً کمزور ہو پھر دنیا کی محبت دل پر غالب آ جائے اور کبھی کبھی کمزور

1۔ یہ قصہ بڑی بڑی تفاسیر میں آیا ہے اس آیت کے تحت "کمثل الشیطان اذقال للانسان اکفر"۔

ایمان کی وجہ سے اللہ کی محبت کمزور ہو جاتی ہے اور دنیا کی محبت قوی ہو جاتی ہے وہ اس طرح ہو جاتا ہے کہ اس کے دل میں اللہ کی محبت کے لیے کوئی جگہ نہیں رہتی اور اس کے لیے نفس کی مخالفت اور شیطان کے طریقہ سے ہٹنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا وہ شہوات کی پیروی میں اسی طرح منہمک رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور سخت ہو جاتا ہے اور سیاہ ہو جاتا ہے اور دل پر نفس کی ظلمت کی تہ جم جاتی ہے وہ اپنے اندر سے کمزور ایمان کے نور کو بجھاتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ طبعی طور پر اور دینی طور پر ایسا ہو جاتا ہے۔ جب سکرات الموت ہوتا ہے تو یہ محبت زیادہ ہو جاتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت زیادہ ضعیف ہو جاتی ہے اور اسے دنیا کی جدائی کا زیادہ احساس ہو رہا ہوتا ہے کیونکہ دنیا کی محبت دل پر غالب ہوتی ہے تو دل دنیا کے فراق سے غم محسوس کر رہا ہوتا ہے اور وہ یہ اللہ تعالیٰ سے دیکھتا ہے تو اس کا ضمیر جو کچھ موت نے اس پر مقدر کیا تھا کے انکار سے خلجان ہو جاتا ہے اور وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ اس کے دل میں محبت کی بجائے اللہ کا بغض بھر جائے۔ جیسے وہ شخص جو اپنے بیٹے سے ضعیف سی محبت رکھتا ہے تو جب اس کا بیٹا اس سے وہ مال لے لیتا ہے جو اسے بیٹے سے زیادہ محبوب ہوتا ہے اور اس کو ضائع کر دیتا ہے یہ ضعیف محبت نفرت میں بدل جاتی ہے۔ اگر اس حالت میں اس کی روح نکل جائے جس میں یہ خطرہ ہوتا ہے تو اس کا انجام برا ہوگا اور وہ ہمیشہ کے لیے ہلاک ہو جائے گا اس کا خاتمہ کا سبب دنیا کی محبت اور اس کی طرف میلان ہے اگر دنیا کی محبت اسی طرح ہو تو وہ اس خطرہ میں ڈال دیتی ہے اور دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے اور وہ بہت سخت بیماری ہے اور یہ مخلوق میں عام ہے۔ اس کی وجہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا نہ ہونا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے محبت وہی کرتا ہے جو اسے پہچانتا ہو اس لیے اللہ نے فرمایا:

''فرما دیجیے اگر تمہارے باپ، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا کنبہ، تمہارا کمایا ہوا مال، تمہاری تجارت جس سے نقصان کا اندیشہ ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے راستے

میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا''۔(التوبہ:24)

اس طرح ہر وہ شخص جس کی روح اس حالت میں قبض ہو کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ سے انکار کا خطرہ ہو اور اس کے دل میں اللہ کے فعل سے ناپسندیدگی کا اظہار ہو جائے کہ اس نے اس کو، مال، اہل اور تمام احباء سے جدا کر دیا ہے تو اس کی موت اس حالت میں ہوگی کہ وہ بغض میں ہوگا اور اپنے احباء سے فراق محسوس کر رہا ہوگا۔ پس اللہ کے سامنے اس کی پیشگی ایک مُبغض اور بھاگے ہوئے غلام کی طرح ہوگی جو اپنے آقا پر غیض وغضب لے کر آتا ہے تو بالکل ظاہر ہے کہ وہ ذلت اور عذاب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ وہ بندہ جو اللہ کی محبت پر فوت ہوتا ہے وہ اللہ کے سامنے اس طرح پیش ہوتا ہے جس طرح ایک غلام اپنے آقا کی نظروں میں پسندیدہ اور اپنے آقا سے ملاقات کا خواہشمند ہوتا ہے جو اعمال کی مشقتیں اور سفر کے غبار برداشت کرتا ہے تاکہ اپنے آقا سے اس کی ملاقات ہو جائے تو جو فرحت اور سرور اسے صرف پیشگی پر ملتا ہے اس فضل پر جس کا وہ لائق تھا اور جن نوازشوں اور اکرام وانعام کا وہ مستحق تھا وہ مخفی نہیں ہے۔

1۔ دوسری عاقبت: جو آگ میں ہمیشہ رہنے کا باعث نہیں بنتی اس کے بھی دو سبب ہیں۔ گناہوں کی کثرت۔ اگرچہ ایمان قوی ہو۔

2۔ ایمان کی کمزوری۔ اگرچہ گناہ کم ہوں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ گناہوں میں ملوث ہونے کا سبب شہوات کا غلبہ اور دل میں ان کا راسخ ہونا ہے ان سے محبت اور عادت ہونے کی وجہ سے۔ اور انسان اپنی زندگی میں جو کام زیادہ کرتا ہے موت کے وقت اس کے دل میں وہی زیادہ آتے ہیں اگر اس کا رجحان اکثر اطاعت کی طرف ہو تو موت کے وقت بھی اس کے دل میں اللہ کی اطاعت ہی آئے گی اور اگر اس کا رجحان اکثر گناہوں کی طرف ہو تو موت کے وقت اس پر گناہوں کا ذکر غالب رہے گا۔ جب اس کی روح اس حالت میں قبض ہو کہ اس پر دنیا کی خواہش اور گناہوں کا

غلبہ ہوتو اس کا دل اس سے مقید ہو جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے حجاب بن جائے گا۔ جو شخص گناہ سے جدا نہ ہوتا ہو مگر ایک وقت کے بعد دوسرے تک اس کا دل اس خطرہ سے بہت دور ہے اور جو گناہ سے بالکل جدا ہی نہ ہوتا وہ بھی اس امر عظیم سے بہت زیادہ دور ہے۔

اور جس پر گناہ غالب ہوں اور گناہ اس کی اطاعت سے زیادہ ہوں اور اس کا دل اطاعت کی نسبت گناہ پر زیادہ خوش ہو یہ بہت بڑا خطرہ اور اس کے حق میں بہت قریب ہے۔ اس کی ہم ایک مثال سے وضاحت کرتے ہیں۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ انسان اپنی خواب میں وہ تمام احوال دیکھ لے جو اپنی عمر میں کرتا ہے حتیٰ کہ وہ بیداری میں بھی اس کی مثل کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور مراہق جس کو احتلام ہوتا ہے وہ جماع کی صورت اس وقت تک نہیں دیکھتا جب تک بیداری میں واقع نہ ہو اگر وہ ایک مدت تک اسی طرح رہے وہ جماع کی صورت احتلام کے وقت نہیں دیکھے گا یہ بات مخفی نہیں ہے کہ جس کی عمر فقہ کو سیکھنے میں گزری جو اس نے احوال علم اور علماء کے متعلق دیکھے وہ ایک فاجر کی نسبت ان چیزوں کو زیادہ دیکھے گا اور جس شخص کی عمر تجارت میں گزری وہ تجارت کے متعلق احوال اور اسباب ایک طبیب اور فقیہ کی نسبت زیادہ دیکھے گا کیونکہ نیند میں اس کے لیے وہی چیز ظاہر ہوتی ہے جو اس کے دل میں زیادہ محبت رکھتی ہو یا اسباب میں اس کا کوئی آخری سبب ہو جو اس کے دل میں ہو اور موت نیند کے مشابہ ہے لیکن اس پر غالب ہے لیکن سکرات موت اور اس کے ماقبل کے حالات نیند کے قریب ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے دل میں وہی چیز آئے جو زیادہ مالوف ہو اور دل میں اس کے ذکر کا ایک سبب طویل محبت بھی ہے گناہوں اور اطاعت سے طویل محبت بھی مرجح ہے اسی طرح صالحین کے خواب فاسقوں کے خواب سے جدا ہوتے ہیں تو محبت کا غلبہ اس کا سبب ہوتا ہے کہ اس کے دل میں ایک بری شکل بن جائے اور نفس اس کی طرف مائل ہو جائے کبھی اس حالت پر اس کی روح قبض ہو جاتی ہے اور یہ برے انجام کا سبب بن جاتا ہے اگرچہ اصل ایمان باقی ہو اس حیثیت سے کہ اس کی وجہ سے رہائی کی امید کی جاسکتی ہو جس طرح

بیداری میں ایک چیز دل میں پیدا ہوتی ہے وہ ایک خاص سبب کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔اس طرح خوابوں کے بھی اللہ کے نزدیک اسباب ہیں جن میں سے بعض کو ہم جانتے ہیں اور بعض کو نہیں جانتے جس طرح ہم یہ جانتے ہیں کہ دل میں آنے والے خیال ایک چیز سے اس کی طرف منتقل ہوتا ہے جو اس کے مناسب ہو یا مشابہت کی وجہ سے یا ضد کی وجہ سے یا اس بات سے ملے ہوئے ہونے کی وجہ سے کہ وہ اس سے اچھے طریقے پر صادر ہوا ہو۔

مشابہت یہ ہے کہ وہ ایک خوبصورتی کو دیکھے تو اسے دوسری خوبصورتی یاد آجائے ضد یہ ہے کہ وہ خوبصورتی دیکھے اور قبیح چیز یاد آجائے اور وہ ان کے درمیان شدید تفاوت پر غور کرنے لگ جائے۔

مقارنت یہ ہے کہ وہ گھوڑے کو انسان کے ساتھ پہلے دیکھ چکا ہو وہ اس کو یاد کرے اور اس کا خیال ایک شے سے دوسری شے کی طرف منتقل ہو جائے اور وہ ان کے درمیان وجہ مناسبت نہ جانتا ہو یہ ایک واسطہ یا دو واسطوں کی وجہ سے ہوتا ہے مثلاً وہ دوسری شے کی طرف منتقل ہو جائے یا تیسری شے کی طرف منتقل ہو جائے پھر دوسری کو بھول جائے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بری عاقبت کے دو رتبے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1۔دل پر شک یا انکار کا غلبہ ہو اور یہ سب سے خطرناک ہے اس کی دو وجوہات ہیں۔

i۔بدعت سیہ ii۔کمزور ایمان اور پھر دنیا کی محبت دل پر غالب ہو جائے۔

2۔ دنیا کی محبت اور اس کی شہوات دل پر غالب ہوں اس کی بھی دو وجوہات ہیں۔

i۔کثرت گناہ اگرچہ ایمان قوی ہو ii۔کمزور ایمان اگرچہ گناہ کم ہوں۔

بری عادت کے اسباب کو چار اسباب میں جمع کرنا ممکن ہے۔

i۔ جحود،شک،نفاق

ii۔خود پسندی اور ایمان پر بے خوف ہو جانا کہ وہ ضائع ہو جائے گا۔

iii۔بدعت

iv۔دنیا کی محبت اور معاصی (گناہ)

ان اسباب کو تفصیل سے بیان کرنا ممکن ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

1۔اللہ سے شرک، اگر چہ مسلمان ہی ہو اس کی توجیہ یہ ہے کہ نبی یا ولی کی عبادت کا رنگ نظر آئے۔

2۔جادو: جس میں کفر شامل ہو جیسے اللہ اور اس کے رسول کو گالی دینا۔

3۔مشرکین سے دوستی اور تعلق قائم کرنا۔

4۔اللہ کی شریعت سے اعراض، نہ شریعت سیکھے اور نہ اس پر عمل کرے۔

5۔دین کے ضروری امر سے انکار کر دینا جیسے نماز کا انکار۔

6۔اللہ کی عبادت شک کے ساتھ ہو یقین نہ ہو۔

7۔اللہ کے اسماء اور صفات کا انکار یا اللہ کو مخلوق سے مشابہ قرار دینا۔

8۔اللہ اور اس کے رسول کو گالی دینا۔

9۔اللہ، ملائکہ، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ مذاق کرنا۔

10۔اللہ اور اپنے درمیان ایسے وسیلے بنانا جن کی وہ عبادت کرے اور ان کو پکارے (انہیں معبود سمجھتے ہوئے)۔

11۔یہ عقیدہ رکھنا کہ رسول اللہ کی شریعت کے علاوہ دوسری شریعت اکمل ہے اور آپ کی ہدایت سے دوسری ہدایت افضل ہے۔

12۔اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کرنا اور حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنا۔

13۔حضور کی سنت کا انکار کرنا۔

14۔ایسی بات کا حکم لگانا جو اللہ نے نازل نہ کی ہو یا اس کے علاوہ کے حکم پر راضی ہونا اگر چہ حکم نہ بھی لگائے۔

15۔یہ عقیدہ رکھے کہ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کی شریعت سے نکلنے کی وسعت رکھتے ہیں۔

16۔یہ اعتقاد رکھنا کہ شریعت محمدیہ یہودیت اور نصرانیت کی ناسخ نہیں ہے۔

17۔کسی ایک رسول پر یا تمام رسولوں پر ایمان نہ رکھنا یا کسی ایک کتاب یا تمام کتابوں پر ایمان نہ رکھنا یا کسی ایک فرشتے یا تمام فرشتوں پر ایمان نہ رکھنا صحیح نص کو رد کر دینا۔ یوم آخرت پر ایمان نہ لانا یا آخرت کے واقعات پر ایمان نہ لانا یا قضاء قدر پر ایمان نہ لانا 18۔تمام صحابہ کو برا بھلا کہنا۔19۔نفاق۔20۔اللہ تعالیٰ اس کے ملائکہ، اس کے انبیاء اس کی کتاب، یا کسی ایک آیت کو بھی ناپسند کرنا یہ ساری چیزیں کفر ہیں۔ 21۔کسی کو قتل کرنا۔ 22۔بدعت، بعض چیزیں اس میں کفر ہیں بعض گناہِ کبیرہ ہیں بعض چیزیں گناہِ صغیرہ ہیں۔ 23۔نماز ترک کرنا۔ 24۔زکوٰۃ نہ دینا۔ 25۔والدین کی نافرمانی۔ 26۔سود کھانا۔ 27۔یتیم کا مال کھانا۔ 28۔جان بوجھ کر حضور ﷺ پر جھوٹ بولنا 29۔بغیر عذر اور رخصت کے روزہ نہ رکھنا۔ 30۔جنگ سے فرار۔ 31۔زنا کرنا 32۔شراب پینا اگرچہ نشہ نہ ہو۔ 33۔تکبر، فخر، بڑائی اور خود پسندی۔ 34۔جھوٹی گواہی دینا۔ 35۔لواطت کرنا۔36۔پاکدامن عورتوں پر الزام لگانا۔37۔مال غنیمت، بیت المال اور زکوٰۃ کے مال سے چوری کرنا۔38۔لوگوں کے مال ظلم اور باطل طریقہ سے لینا 39۔چوری کرنا۔40۔ڈاکہ ڈالنا۔ 41۔جھوٹی قسم۔42۔اکثر باتوں میں جھوٹ بولنا۔ 43۔عوام کو دھوکہ دینے والا حاکم، ظالم اور جابر حاکم۔44۔خودکشی کرنا اور یہ گناہ کبیرہ میں سے ہے۔45۔ایسا قاضی جو حق کے ساتھ فیصلہ نہ کرے۔46۔وہ ذلیل شخص جو اپنے اہل میں بے حیائی کا اصرار کرے۔ 47۔مرد کا عورت کی شکل بنانا اور عورت کا مرد کی شکل بنانا۔ 48۔حلالہ کرنے والا مرد اور جس کے لیے کیا گیا ہو۔49۔مردار، خون اور خنزیر کا گوشت کھانا۔50۔پیشاب سے پاکیزگی حاصل نہ کرنا اور یہ نصاریٰ کا طریقہ ہے۔51۔ظلماً مال ہتھیا لینا۔52۔ریاکاری۔ 53۔خیانت۔ 54۔دنیا کے لئے علم حاصل کرنا اور علم چھپانا۔ 55۔لوگوں کو دے کر احسان جتلانا۔56۔تقدیر کو جھٹلانا۔ 57۔لوگوں کو ایسی باتیں سنانا جس سے وہ خوش ہوں۔58۔لعنت کرنے والا۔59۔اپنے امیر اور دوسروں

کے ساتھ دھوکہ کرنے والا۔ 60۔ کاہن اور نجومی کی تصدیق کرنا۔ 61۔ عورت کا نافرمان ہونا۔ 62۔ قطع رحمی کرنا۔ 63۔ کپڑوں اور دیواروں میں تصویریں بنانا۔ 64۔ چغل خور۔ 65۔ نوحہ کرنا، طمانچے مارنا اور گریبان پھاڑنا اور بین کرنا۔ 66۔ نسب میں طعن کرنا۔ 67۔ بغاوت کرنا۔ 68۔ تلوار کے ساتھ خروج اور کبائر کی تکفیر۔ 69۔ مسلمانوں کو اذیت دینا اور انہیں گالی دینا۔ 70۔ اولیاء کرام کو اذیت دینا اور ان کے معمولات کو نشانہ بنانا 71۔ جس نے زمین کی حدود کو تبدیل کیا۔ 72۔ جس نے اکابر صحابہ کو برا بھلا کہا۔ 73۔ عورت کا اپنے بالوں میں دوسری عورت کے بال لگانا دوسروں پر غلبہ پانا، چغل خوری۔ 74۔ جس نے اپنے بھائی کی طرف پڑوسن کے ساتھ اشارہ کیا۔ 75۔ جس نے اپنے آپ کو غیر باپ سے منسوب کیا یعنی کہا کہ فلاں میرا والد ہے۔ 76۔ جھگڑالو، ریاکار اور سخت قسم کا جھگڑالو۔ 77۔ سونے اور چاندی کے برتن میں پینا۔ 78۔ تولنے اور ناپنے میں چکر دینا۔ 79۔ بچا ہوا پانی پینے سے روکنا۔ 80۔ جوا باز۔ 81۔ نماز جمعہ ترک کرنے والا تا کہ اکیلا نماز پڑھے۔ 82۔ حرم میں الحاد (جھگڑا) کرنا۔ 83۔ جس نے جانور کے چہرے میں داغا۔ 84۔ جس نے مسلمانوں کو ٹٹولا (عیوب کو) اور ان کی شرم گاہوں پر دلالت کی۔ 85۔ فال پکڑنا۔ 86۔ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا۔ 87۔ اللہ کی تدبیر سے امن میں ہو جانا۔ 88۔ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جانا۔ 89۔ تہہ بند کا فخر اور تکبر سے نیچے لٹکانا (ٹخنوں سے نیچے رکھنا)۔ 90۔ مرد کا ریشمی لباس اور سونا پہننا۔ 91۔ جس نے اپنے غلام کو خصی کیا یا اسے قید کیا یا اس پر ظلم کے ساتھ حد سے زیادہ سزا دی۔ اسی طرح جس نے یہ سب کچھ کسی مسلمان کے ساتھ کیا۔

بری عاقبت کی مثالیں

ربیع بن سبرۃ کہتے ہیں جبکہ وہ بصرہ میں ایک عابد تھے میں نے شام میں لوگوں کو دیکھا ایک شخص سے کہا گیا اے فلاں پڑھیے "لا الہ الا اللہ" وہ کہتا میں پلاتا ہوں مجھے بھی پلایئے۔ اہواز میں ایک شخص کو کہا گیا اے فلاں پڑھیے "لا الہ الا اللہ" وہ کہنے لگا دس،

گیارہ، بارہ۔ یہ شخص حساب کتاب (Acoounting) سے تعلق رکھتا تھا اس پر اکاؤنٹنگ (Acoounting) غالب آ گئی۔ بیان کیا جاتا تھا کوئی دلاّل تھا جب اس کو موت آئی تو اسے کہا گیا پڑھو "لا الہ الا اللہ" وہ کہنے لگتا تین اور نصف، چار اور نصف یعنی اس پر دلالی غالب آ گئی۔ کسی امام نے ایک حساب کرنے والے کو دیکھا وہ شدید بیمار تھا اپنی انگلیوں سے گن رہا تھا اور حساب کر رہا تھا اس شخص سے کہا گیا پڑھو "لا الہ الا اللہ" وہ کہنے لگا فلاں گھر میں اس طرح اصلاح کرو۔ فلاں باغ میں اس طرح کام کرو۔ کسی اور سے کہا گیا پڑھیے "لا الہ الا اللہ" وہ کہنے لگتا پیلی گائے اس پر گائے کی محبت اور اس سے اشغالیت غالب آ گئی۔ اسی طرح جو کسی راقصہ، کسی گانے والی یا اس طرح کے لوگوں سے محبت کرتا ہو گا وہ ان کی وجہ سے مر جائے گا یا وہ مرے گا تو ان کی فکر میں ہو گا۔

ابن ظفر نے اپنی کتاب "النصائح" میں لکھا ہے یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ کپڑا فروش تھے اور وہ صبح اور شام کو نہ بیچتے اور نہ ہی بادلوں والے دن بیچتے۔ ایک دن انہوں نے اپنا میزان لیا اور دو پتھروں کے درمیان توڑ دیا ان سے کہا گیا آپ اس کو کاریگر کو دے دیتے تاکہ وہ ٹھیک کر دیتا اور اس کی خرابی دور کر دیتا۔ آپ نے فرمایا اگر میں اس میں خرابی دیکھتا تو اپنے مال سے ایک رات کی روزی بھی بچا کر نہ رکھتا۔ ان سے کہا آپ نے اسے توڑ کیوں دیا ہے؟ کہنے لگے: ایک دن میں ایک آدمی کے پاس گیا جس کی موت کا وقت آ چکا تھا میں نے اس سے کہا پڑھیے "لا الہ الا اللّٰہ" وہ غضبناک ہو گیا میں نے اس پر دیکھا تو وہ کہنے لگا میرے لیے دعا کیجیے اور کہنے لگا یہ میزان کی زبان ہے جو کہ میری زبان کے اوپر ہے اور مجھے کلمہ پڑھنے سے مانع ہے۔ میں نے کہا کیا وہ تجھے صرف کلمہ سے ہی روک رہی ہے؟ کہنے لگا ہاں۔ میں نے کہا تو اس سے کیا کرتا تھا۔ کہنے لگا میں اس سے صرف وہی لیتا اور وہی دیتا جو میرے علم میں حق ہوتا سوائے اس کے کہ میں ایک مدت تک اس طرح کرتا رہا نہ اس کو پرکھا اور نہ دھیان کیا۔ اس کے بعد یونس علیہ الرحمۃ اس شرط پر بیچتے کہ بندہ خود آئے اور اپنے ہاتھ سے وزن کرے ورنہ اسے نہ بیچتے۔

صاحب حمام منجاب کی عاقبت

ربیع کہتے ہیں: یہاں بصرہ میں ایک شخص سے کہا گیا اے فلاں پڑھیے ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' وہ کہنے لگا:

یا رب قائلہ یوما وقدلعبت   این الطریق الی حمام منجاب

اے رب ایک دن وہ کہہ رہی تھی جبکہ میں کھیل رہا تھا۔ حمام منجاب کے گھر کا راستہ کون سا ہے۔

اس شخص کا قصہ کیا ہے؟ اے عزم کے ڈھیلے سن۔

ایک آدمی اپنے گھر کے سامنے کھڑا تھا اور اس کا دروازہ حمام کے دروازے سے ملتا جلتا تھا ایک لڑکی اس کے پاس سے گزری جو بہت خوبصورت تھی اس لڑکی نے کہا: حمام منجاب کے گھر کی طرف کون سا راستہ جاتا ہے؟ اس نے کہا یہی منجاب کا حمام ہے۔ اور اس کے گھر کی طرف اشارہ کیا وہ گھر میں داخل ہوگئی اور وہ اس کے پیچھے داخل ہو گیا جب لڑکی نے اپنے آپ کو اس کے ساتھ گھر میں دیکھا جبکہ حمام وہاں نہیں تھا وہ سمجھ گئی کہ اس نے دھوکہ کیا ہے لڑکی نے اس کے لیے فرحت اور خوشی کا اظہار کیا اور اس کے ساتھ ایسی خلوت میں اور اس کے گھر میں اکٹھا ہونے پر خوشی کا اظہار کیا اور اس سے کہا: ہمارے لیے ہر چیز درست ہے کہ ہم لطف اندوز ہوں اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کریں وہ کہنے لگا میں ابھی آتا ہوں اور تیری ہر خواہش اور ارادہ پورا کرتا ہوں۔ وہ وہاں سے نکل گیا اور اس کو گھر میں چھوڑ دیا اور تالہ نہ لگایا اس کو اپنی حالت پر چھوڑ کر چلا گیا اور وہ انتظام کیا جو ان دونوں کے لیے درست تھا اور لوٹ آیا جب گھر داخل ہوا تو لڑکی وہاں سے نکل چکی تھی اس نے وہاں پر اس کا کوئی اثر نہ پایا آدمی کو اس کا غم لگ گیا وہ اس کا اکثر ذکر کرتا اس پر جزع کرتا، راستوں اور گلیوں میں چلتا رہتا اور وہ کہتا:

یا رب قائلہ یوما وقدلعبت   این الطریق الی حمام منجاب

اے رب ایک دن وہ کہہ رہی تھی جبکہ میں کھیل رہا تھا۔ حمام منجاب کے گھر کا راستہ کون

سا ہے۔

اسی دوران ایک اور عورت جو اس کے پڑوس میں تھی اور اسے طاق سے دیکھ رہی تھی وہ کہنے لگی:

هلا جعلت بها لما ظفرت بها　　مرزا على الدار فعلًا على الباب

تو نے ایسا انتظام کیوں نہ کیا کہ اس پر کامیاب ہو جاتا۔ گھر کی حفاظت کرتا یا دروازے کو تالہ لگاتا۔ اس کا غم بڑھ گیا اور اس کا ہیجان شدید ہو گیا وہ اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ اس کی موت کا وقت قریب آ گیا اس سے کہا گیا پڑھیے ''لا الٰه الا اللّٰه'' وہ کہنے لگا:

یا رب قائله یوما وقدلعبت　　این الطریق الی حمام منجاب

بُری عاقبت

روایت کیا جاتا ہے کہ مصر میں ایک شخص تھا جو اذان اور نماز کے لیے مسجد کا بڑا پابند تھا اور اس کے چہرے پر اطاعت کے انوار اور رونق تھی ایک دن وہ حسب عادت اذان کے لیے منارہ پر چڑھا اور منارہ سے نیچے ایک نصرانی ذمی کا گھر تھا اس نے اس میں جھانکا تو اسے صاحب گھر کی بیٹی نظر آئی وہ اس کے فتنہ میں مبتلا ہو گیا اور اذان چھوڑ دی وہ اترا اور نصرانی کے گھر داخل ہو گیا۔ لڑکی نے اس سے کہا: تو کیوں آیا ہے اور کیا چاہتا ہے؟ وہ کہنے لگا: میں تیرا ارادہ کر کے آیا ہوں۔ اس نے کہا کیوں؟ وہ کہنے لگا: تو نے میرے عقل کو سلب کر لیا ہے اور میرے دل کے اعضاء کو جکڑ لیا ہے۔ اس نے کہا میں تیری مشکوک بات کا جواب نہیں دے سکتی۔ وہ کہنے لگا میں تجھ سے شادی کرنا چاہتا ہوں لڑکی نے کہا: تو مسلمان ہے اور میں عیسائی ہوں میرا باپ میری تجھ سے شادی نہیں کرے گا وہ کہنے لگا: میں عیسائیت قبول کرتا ہوں۔ اگر تو عیسائی ہو جائے تو میں شادی کر لوں گی اس نے عیسائیت قبول کر لی تا کہ وہ لڑکی سے شادی کر سکے۔ اور اس کے ساتھ گھر میں مقیم ہو گیا اسی دوران وہ اس دن گھر میں کسی بلند جگہ پر چڑھا اور وہاں سے گر کر مر گیا تو وہ نہ تو اپنے دین پر تھا اور نہ ہی لڑکی کے ساتھ تھا۔ یعنی نہ دین پر رہا اور نہ لڑکی سے شادی کر سکا۔

روایت کی جاتی ہے کہ ایک آدمی کسی شخص سے معلق ہو گیا اور اس سے محبت کرنے لگا وہ اپنے آپ کو اس سے روکتا اور اپنی آواز کو سخت کرتا لیکن اس مجبور کی تکلیف سخت ہو گئی یہاں تک کہ بستر کے ساتھ لگ گیا ان کے درمیان واسطے چلتے رہے یہاں تک کہ اس نے وعدہ کیا کہ وہ لوٹ آئے گا اس کو جب اس کی اطلاع دی گئی تو وہ بہت زیادہ خوش ہو گیا۔ اور اس کی تکلیف کافی حد تک دور ہو گئی وہ ابھی راستے میں ہی تھا کہ واپس لوٹ گیا اور کہا میں شک کے مقامات پر داخل نہیں ہو سکتا اور میں اپنے آپ کو تہمت کی جگہوں پر پیش نہیں کر سکتا اس کے بارے میں اس مجبور مسکین کو اطلاع دی گئی اس کے اوسان خطا ہو گئے اور وہ پہلی حالت پر لوٹ آیا اور اس پر موت کی علامات اور نشانیاں ظاہر ہو گئیں۔ راوی کہتے ہیں میں نے اس کو اس حالت میں یہ کہتے ہوئے سنا:

سلام اے علیل کی راحت　بیمار، کمزور کی بے چارگی کی ٹھنڈک
تیری رضا میرے دل کی طرف متمنی ہے　خالق وجلیل کی رحمت سے۔

راوی کہتے ہیں میں نے کہا: اے فلاں۔ اللہ سے ڈرو۔ میں اُس سے ابھی اٹھا ہی تھا اور اس کے گھر کا دروازہ پار کیا ہی تھا کہ میں نے اس کی موت کی چیخ سنی موت اس پر آ چکی تھی۔

ابوبکر بن عبداللہ المزنی کہتے ہیں: بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے مال اکٹھا کیا جب اس کی موت قریب آ گئی اس نے اپنے بیٹے سے کہا مجھے میرے اموال کی قسمیں دکھاؤ تو وہ بہت سے گھوڑے، اونٹ، غلام اور دوسری اشیاء لے کر آ گیا جب اس نے دیکھا تو حسرت سے رونے۔ لگا ملک الموت نے اسے روتے دیکھا تو اس سے کہا: تو کیوں رو رہا ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے مال عطا کیا میں تیرے گھر سے تب نکلوں گا جب تیرے جسم اور روح کو جُدا کر دوں گا۔ اس نے کہا مجھے مہلت دو تاکہ میں مال تقسیم کر دوں۔ اس سے کہا گیا کہ تیری مہلت ختم ہو چکی ہے کیا یہ تیری موت سے پہلے نہیں ہو سکتا تھا؟ اس کی روح قبض کر لی گئی۔

ایک آدمی کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے مال جمع کیا اور یاد رکھا اس نے

مال کی کوئی ایسی قسم نہ چھوڑی جو اکٹھی نہ کی ہو۔ اور ایک محل تعمیر کیا اور اس کے دو مضبوط دروازے بنائے اور اس پر اپنے غلاموں کو نگہبان بنایا پھر اپنے اہل کو اکٹھا کیا اور ان کے لیے کھانا تیار کیا وہ خود چٹائی پر بیٹھ گیا اور ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ لی جبکہ لوگ کھا رہے تھے۔ جب وہ فارغ ہوئے تو اس نے کہا: اے نفس! تیرے لیے اتنی نعمتیں اکٹھی کی گئی ہیں جو تیرے لیے کافی ہیں اب تو خوب لطف اندوز ہو۔ وہ ابھی کلام سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ اس کے پاس ملک الموت ایک آدمی کی صورت میں آیا اس پر کپڑے کی دو چادریں تھیں اس کی گردن میں پٹا تھا وہ مساکین کے مشابہ لگتا تھا۔ ملک الموت نے بڑی شدت سے دروازہ کھٹکھٹایا کہ وہ اپنی چٹائی پر بیٹھے ڈر گیا۔ لڑکے اس پر جھپٹے اور کہا تمہارا کیا کام ہے؟ وہ کہنے لگا اپنے آقا کو بلاؤ۔ وہ کہنے لگے تیری طرف ہمارا آقا آئے گا؟ اس نے کہا ہاں اسے اس کی خبر دو۔ اس نے کہا تم ایسا نہیں کرتے جبکہ تم یہ کرو گے۔ اس نے پہلے سے زیادہ سختی سے دروازہ کھٹکھٹا چوکیدار پھر اس پر جھپٹا تو اس نے کہا: اس کو بتاؤ میں ملک الموت ہوں۔ جب انہوں نے یہ سنا تو ان پر رعب پڑ گیا اور ان کے آقا پر ذلت اور ڈر طاری ہو گیا۔ فرشتے نے کہا اس سے نرمی سے بات کرو اور کہو کیا تو کسی کو پکڑے گا؟ وہ (فرشتہ) اس پر داخل ہوا اور کہا تم اپنے مال میں جو کرنا چاہتے ہو کر لو میں یہاں سے نہیں نکلوں گا حتیٰ کہ تیری روح نکال لوں گا۔ اس نے مال کا حکم دیا جو اس کے سامنے ڈال دیا گیا۔ وہ مال دیکھ کر کہنے لگا اللہ تجھ پر لعنت کرے تو نے مجھے اپنے رب کی عبادت سے مشغول رکھا اور تو نے مجھے اپنے رب سے تنہائی میں یاد کرنے سے روکے رکھا اللہ تعالیٰ نے مال کو قوت گویائی عطا کی اور وہ کہنے لگا تو مجھے کیوں گالی دیتا ہے جبکہ تو میری وجہ سے بادشاہوں کے پاس جاتا تھا جبکہ متقی کو وہاں سے لوٹا دیا جاتا تھا تو میری وجہ سے مالدار عورتوں سے نکاح کرتا تھا اور میری وجہ سے بادشاہوں کی مجلس میں بیٹھتا تھا اور مجھے شر کے راستے میں خرچ کرتا تھا تو میں تجھ سے دور نہیں تھا اور اگر تو مجھے بھلائی کے راستے میں خرچ کرتا تو میں تجھے نفع دیتا۔ اے ابن آدم تجھے مٹی سے پیدا کیا گیا ہے پس تو نیکی بھی کرتا ہے اور گناہ بھی کرتا ہے پھر ملک الموت نے اس کی روح

قبض کرلی اور وہ گر گیا۔

یزید رقاشی بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا کوئی ظالم شخص تھا جو اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا اور اپنے اہل میں سے کسی کے ساتھ تنہا تھا جب اس نے کسی شخص کو دیکھا جو اس کے گھر کے دروازے سے داخل ہوا وہ اس کی طرف غصے اور جوش سے دوڑا اور کہا تو کون ہے؟ اور کس نے تجھے اندر آنے کی اجازت دی ہے اس نے کہا: جہاں تک میرا تعلق ہے میں وہ ہوں جس کو پردے نہیں روک سکتے نہ میں بادشاہوں سے اجازت طلب کرتا ہوں اور نہ ہی سلاطین کی غیبت سے ڈرتا ہوں نہ مجھ سے کوئی ظالم بھاگ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی شیطان مجھ سے بھاگ سکتا ہے۔ راوی کہتے ہیں اس جبار کے اوسان خطا ہو گئے وہ کانپنے لگا حتی کہ چہرے کے بل گر گیا پھر اس کے سامنے جھکتے ہوئے بخشش طلب کرتے ہوئے اٹھا اور اس سے کہا پھر تو ملک الموت ہے؟ اس نے کہا ہاں میں وہی ہوں۔ اس شخص نے کہا کیا تو مجھے مہلت دے گا تاکہ میں ایک عہد کرلوں (یا کوئی بات کہہ لوں) اس نے کہا افسوس اب تیرا وقت پورا ہو چکا ہے تیری سانسیں ختم ہو چکی ہیں تیری گھڑی پوری ہو چکی ہے اب تاخیر کی طرف کوئی راستہ نہیں ہے اس نے کہا تو مجھے کہاں لے کر جائے گا؟ فرشتے نے کہا تیرے عمل کی طرف جو تو نے آگے بھیجا ہے تیرے گھر کی طرف جو تو نے تیار کیا ہے۔ وہ کہنے لگا میں نے کوئی نیک کام نہیں کیا اور نہ ہی کوئی اچھا گھر بنایا ہے اس نے کہا تو پھر بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف جو بھون ڈالنے کے لیے کھینچ لیتی ہے پھر اس کی روح قبض ہو گئی اور وہ اپنے اہل کے درمیان گر کر مر گیا۔ اس کے اردگرد چیخ و پکار تھی۔

ایک شخص کو موت آئی جبکہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ شہوات میں مست تھا۔ شراب پینے میں مستغرق اور عورتوں کے ساتھ دل لگی میں مصروف تھا۔ ایک شخص نے اس سے کہا جبکہ وہ آخری سانس لے رہا تھا کہ پڑھو "لا الٰہ الا اللّٰہ" وہ کہنے لگا تیرے دین پر لعنت تیرے باپ کے دین پر لعنت۔ اس طرح وہ مر گیا جبکہ دین پر لعنت کر رہا تھا۔ ایک شخص کو ہسپتال میں موت آئی اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور پھر سیاہ ہی ہوتا گیا یہاں تک کہ کولتار کی طرح

سیاہ ہو گیا یہ اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے ہے۔

ایک شخص کو موت آئی جبکہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کھیل کود میں مصروف تھا۔ شراب پی رہا تھا اور لڑکیوں کے ساتھ ڈانس کر رہا تھا اسی دوران کہ وہ اپنی خوشی، کھیل کود اور ہلا گلا میں مصروف تھا ملک الموت اپنے اعوانوں کے ساتھ اس کے پاس آ گئے یہ غافل زمین پر گر گیا اور اس کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ اس کے دوست سمجھ گئے کہ یہ اب مر جائے گا کسی نے اس سے کہا: اے بھائی پڑھ لے "لا الہ الا اللہ" وہ کہنے لگا: مجھے شراب کا پیالہ دو اور فلاں رقاصہ میرے پاس لے آؤ۔

بُری عاقبت کے آثار

آپ کے دل میں خیال گزرے گا کہ آپ دنیا سے معصیت پر نکلیں تو آپ کا خاتمہ برا ہوگا آپ کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا آپ کے اہل پریشان ہو جائیں گے۔ آپ کی روح کو دو فرشتے لے جائیں گے وہ کہہ رہے ہوں گے نکلو اللہ کی ناراضگی کی طرف، عذاب کی طرف، رب کی طرف جبکہ وہ تجھ سے راضی نہیں ہے اور سخت غصے میں ہے پھر اسے آسمان کی طرف لے جائیں گے اور آسمان کے دروازے اس کے لیے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا جس طرح اونٹ سوئی کے سوراخ سے نہیں گزر سکتا۔ کافر یا فاجر شخص جب دنیا سے نکلتا ہے اور آخرت کی طرف آتا ہے تو آسمان سے اس پر فرشتے اترتے ہیں جن کے چہرے سیاہ ہوتے ہیں ان کے ساتھ سخت اور غلیظ کپڑا ہوتا ہے وہ اس سے اس کی نگاہ کے فاصلے تک بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آتے ہیں اور اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور وہ کہتے ہیں اے ناپاک نفس! نکل اپنے رب کی طرف، ناراضگی اور عذاب کی طرف اس کے جسم میں روح پھیل جاتی ہے اور وہ اس کو اس طرح کھینچ لیتے ہیں جس طرح تر روئی سے کانٹے دار سیخ کھینچی جاتی ہے۔ ملک الموت اسے پکڑ لیتے ہیں، جب پکڑتے ہیں تو ایک لمحہ بھی اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتے یہاں تک کہ وہ اسے غلیظ کپڑے میں ڈال دیتے ہیں۔

اس سے اتنی سخت بدبو نکلتی ہے جس طرح زمین پر مردار کی بو ہوتی ہے فرشتے اس کو لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں وہ جس فرشتوں کے گروہ پر گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ کس کی خبیث روح ہے؟ وہ کہتے ہیں فلاں بن فلاں کی۔ وہ اس کے دنیا کے برے ترین ناموں میں سے کوئی نام لیتے ہیں یہاں تک کہ وہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں وہ دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں لیکن دروازہ نہیں کھولا جاتا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ (اعراف: 41)

"ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ ہی وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ سے گزر جائے"۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کا حساب کتاب، تحت الثریٰ، سجین میں لکھ دو اور اس کی روح کو دھتکار دیا جاتا ہے پھر آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ (الحج)

"جو اللہ سے شرک کرتا ہے وہ ایسے ہے گویا آسمان سے گر پڑے پس اس کو پرندے اچک لیں یا ہوا اٹھا کر کہیں دور دراز پھینک آئے"۔

اس کی روح کو جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں اس کو بیٹھاتے ہیں اور اس کو کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ آئیں بائیں کرتا ہے اور کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ وہ کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ آئیں بائیں کرتا ہے اور کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ وہ کہتے ہیں یہ شخص کون ہیں جو تم میں مبعوث کیے گئے؟ وہ پھر یہی جواب دیتا ہے آواز آتی ہے آسمان سے ندا دینے والا ندا دیتا ہے۔ میرے بندے نے جھوٹ بولا۔ اس کو آگ کا بچھونا بچھا دو اس کے لیے آگ کا دروازہ کھول دو اس پر آگ کی گرمی اور تپش آتی ہے اور اس پر قبر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اس میں علیحدہ ہو جاتی ہیں (اس میں

ٹوٹ جاتی ہیں) اس کے پاس ایک قبیح چہرے والا قبیح کپڑوں والا سخت بدبو والا شخص آتا ہے اور وہ کہتا ہے تجھے برے انجام کی بشارت ہو یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا وہ شخص کہتا ہے تو کون ہے جس کا چہرہ اتنا شر لے کر آیا ہے وہ کہتا ہے میں تیرا خبیث عمل ہوں وہ کہتا ہے اے رب قیامت قائم نہ کرنا۔ ہاں

یہاں تک کہ اس قبر میں جو انہوں نے تیار کی ہے

تجھے اس میں کنارے کے پاس رکھ دیں گے

اور قریبی رشتہ دار قریب ہو کر تجھے اٹھا لیں گے

لحد کے لیے تاکہ تو شام کپڑوں کے ساتھ کرے

اور تو لحد میں رہائش پزیر ہو جائے گا جس کی تنگی

بڑے بڑے حلیم اور صابر پر تنگ ہو جاتی ہے

تو ان کے جوتوں کی آواز بھی سنے گا

جب وہ تجھے دوسرے چھوٹے سے گھر میں رکھ دیں گے

جس میں تاریکی ہے خاموشی ہے اور روح اس میں خیمہ زن ہے

اور تیرے پاس دو فرشتے آ جائیں گے

یہاں حقیقت ہے اور محقق ہے

یہ غلبے اور ذلت کا مقام آ گیا ہے

اگر تو اس میں بطور مجرم آئے گا

شیطان کے راستوں کے پیروی کر کے آئے گا

تیری ماں تجھے بوجھل کرے تو کس طرح تکلیف اٹھائے گا

یا بھڑکتے ہوئے شعلے کس طرح برداشت کرے گا

جب تجھ سے تیرے دوست جدا ہو جائیں گے

اور تیری نعش کے اٹھانے والے چلے جائیں گے تو دو فرشتے آ جائیں گے

وہ تجھے اپنی آنکھوں سے ڈراتے ہوئے آئیں گے
تجھ پر زہر آلود آگ کے شعلے پھینکیں گے
وہ تجھ سے تیرے رب کے بارے پوچھیں گے جو خالق وقدیر ہے
اور اس ذات کے بارے میں جو قرآن لے کر آیا
تو کہے گا میں نہیں جانتا جبکہ تو تصدیق کرنے والا تھا
اور تو لوگوں سے ملتی جلتی بات کہہ دے گا
پس وہ تجھے شدت کلام سے ذلیل کر دیں گے
اور تجھے قیدیوں کی طرح سخت ماریں گے
تو لاچار، درمند کی طرح چیخے گا
ایک سانپ آئے گا اور یہ دوسری ہولناکی ہوگی
تو کہے گا اے کاش مجھے ایک دفعہ لوٹا دیجیے
تاکہ میں ایمان کے میدان میں چکر لگاؤں
اگر تو دنیا میں لوٹا بھی دیا جائے تو وہ ہی کرے
جو پہلے گناہ اور تکذیب کر چکا تھا
قیامت تک تو اس عذاب میں رہے گا

افسوس پھر عذاب کے بعد عذاب ہی ہوگا۔ تجھ پر قبر تنگ ہو جائے گی یہاں تک کہ تیری ہڈیاں اس میں پس جائیں گے۔ اور فرشتہ تجھے ایسی ضرب لگائے گا اگر وہ دنیا کے پہاڑوں کو لگائے تو انہیں تباہ کر دے پھر تو قیامت کے دن قبر سے نکلے گا ننگے پاؤں، ننگے بدن، اس صورت پر جس سے تو دنیا میں نکلا تھا۔ پس آدمی کو اس صورت میں اٹھایا جاتا ہے جس صورت میں وہ دنیا سے نکلتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا برا عمل ہوتا ہے اور وہ دوست جو دنیا میں گمراہ کرتا ہے اور تجھ پر دو فرشتے آئیں گے سائق اور شہید۔ سائق جو تجھے میدان محشر کی طرف لے جائے گا۔ شہید جو تجھ پر گواہی دے گا اور تجھے چہرے کے بل اٹھائے گا اور جو

تجھے دنیا میں قدموں کے بل چلانے پر قادر تھا قیامت کو چہرے کے بل چلانے پر بھی قادر ہے۔اور اے مسکین تو قبر سے اس عمل پر نکلے گا جس پر تیری موت آئی تھی اگر تو سود کھاتے ہوئے مرا تھا تو قبر سے اس شخص کی طرح نکلے گا جس کو شیطان چھو کر مخبوط الحواس کر دیتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا (البقرہ:275)

"وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ اس طرح کھڑے ہوں گے جس طرح وہ شخص جس کو شیطان نے چھو کر بدحواس کر دیا ہو کھڑا ہوتا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے کہا بیشک سود بیع کی طرح ہے"۔

اور اگر تو اس حال میں مرے گا کہ تو جبار، متکبر اور ظالم شخص تھا تو قبر سے اس طرح نکلے گا کہ تیری وقعت ایک ذرہ کے برابر ہو گی اور اگر تو شریعت سے اعراض کرنے والا مرے گا تو تو اندھا نکلے گا اور تو کہہ رہا ہو گا:

"اے میرے رب تو نے مجھے اندا اٹھایا جبکہ میری نظر تو صحیح تھی اللہ فرمائے گا اسی طرح ہماری آیات تیرے پاس آئیں تو تو نے انہیں بھلا دیا اور آج ہم تمہیں بھول جائیں گے۔(طٰہٰ۔126-125)

اور اگر تو اپنی رعیت کے لیے ظالم امیر ہو گا تو تو گردن سے بندھا ہوا آئے گا تجھے صرف عدل ہی چھڑا سکے گا اور وہ تجھ سے کہاں تھا؟ ہائے افسوس اگر تو زکوۃ دینے والا نہیں ہو گا تو تو اس طرح آئے گا کہ تیرا مال تیرے گلے میں طوق ہو گا جو تو فقیروں پر نہیں خرچ کرتا تھا ایک اور بڑی مصیبت تجھ پر ایک بڑا سانپ مسلط کر دیا جائے گا جس کا رنگ بڑا خوفناک ہو گا اللہ تعالیٰ اسے کلام پر قدرت عطا فرما دے گا۔آہ۔وہ تجھ سے کہے گا میری طرف آؤ۔مجھ پر بڑھو۔تو اس کی طرف نہیں دیکھے گا وہ کلام کو لوٹائے گا تو اس کی طرف توجہ نہیں دے گا وہ کلام لوٹائے گا تو اس کی طرف نہیں دیکھے گا آخر میں تیرا کوئی چارہ نہیں ہو گا سوائے اس کے کہ تو اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھائے گا وہ تجھے بڑی سختی سے ڈس لے گا۔

اگر تو مسلمانوں کے مال چوری کرتا تھا تو ان کے لیے ملاوٹ کرتا تھا تو اپنے کیے پر حسرت اور ندامت لے کر آئے گا۔ اگر تو ان کا مال لیتا تھا تو تو اس کو اٹھا کر آئے گا اسی طرح تیرا نفس ان احوال پر تجھے وہم میں ڈالے گا اور تو اس بری حالت پر ہو گا۔ ملائکہ تجھے نکیل ڈال کر تجھے جکڑ کر میدان محشر کی طرف لے جائیں گے۔ سفید، خاکستری، زمین اس میں کسی کی کوئی علامت نہیں ہوگی۔ نیک نیکوں کے ساتھ چلیں گے گنہگار گنہگاروں کے ساتھ چلیں گے ہر کوئی اپنے دوست کے ساتھ ہوگا۔ سورج سروں کے قریب ہوگا وہ ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔ اگر کوئی ہاتھ اٹھائے تو اس کو پا سکے گا۔ لوگوں کا ان کے اعمال کے مطابق پسینہ بہہ رہا ہوگا۔ بعض کا پسینہ اس کے قدموں تک ہوگا بعض کا پسینہ گھٹنوں تک ہوگا بعض کا سینے تک ہوگا بعض کا اس سے بھی اوپر اور بعض پسینے میں غرق ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق اپنے جلال کے ساتھ اتریں گے فرشتے محشر کو گھیرے ہوئے ہوں گے۔

اے اللہ کے بندے! تجھے اللہ کے سامنے حاضری کے لیے تیرے نام کے ساتھ پکارا جائے گا تیرا نام کسی نام کے ساتھ مشابہ نہیں ہوگا اور نہ ہی تیرے والد کے نام کے ساتھ مشابہ ہوگا جب تجھے بلایا جائے گا تو سمجھ جائے گا کہ تو ہی مطلوب ہے جب ندا آئے گی تو تیرے اعضاء کانپ اٹھیں گے تیری کتاب تجھے بائیں ہاتھ میں تھما دی جائے گی سیاہ کتاب تاریکی سے لکھی ہوئی، لکھا ہوا ہوگا۔ فلاں بن فلاں بد بخت ترین شخص ہے تو کہے گا:

يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۚ﴿۲۵﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۚ﴿۲۶﴾ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۚ﴿۲۷﴾ مَاۤ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۚ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۚ﴿۲۹﴾

کاش مجھے اعمال نامہ نہ دیا جاتا میں نہیں جانتا تھا میرا حساب کیا ہوگا۔ کاش موت نے میرا (قصہ) پاک کر دیا ہوتا۔ میرے مال نے مجھے نفع نہ دیا۔ میری سلطنت مجھ سے ضائع ہوگئی۔ (الحاقہ)

تیرا بڑی سختی سے حساب کیا جائے گا تجھ سے چھوٹے بڑے نقیر اور قطمیر کے بارے میں پوچھا جائے گا تیرے اعمال کا وزن کیا جائے گا اور پھر کیا ہوگا؟

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُولَٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ (الاعراف)

اور جن کے ہلکے ہوئے ترازو تو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نقصان پہنچایا اپنے آپ کو بوجہ اس کے کہ ہماری آیتوں کے ساتھ بے انصافی کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حوض نصب کر دیا جائے گا تو وہاں پانی پینے کے لیے آئے گا جبکہ تو شدید پیاس میں ہوگا۔ تجھے کوئی شخص پانی نہیں پلائے گا بلکہ فرشتے تجھے پیچھے سے پکڑ لیں گے اور پل صراط لگائی جائے گی تو تیرا قدم پھسل جائے گا اور تو آگ میں گر جائے گا۔ اور وہ کتنا برا ٹھکانا ہے:

ایسے گھر میں اترنا ہے جہاں کوئی انیس نہیں
اگرچہ کتنی ہی لمبی عمر ہو وہاں تک دنیا سے منتقل ہونا ہے۔

اور مٹی میں عارضی طور پر رہنا ہے اور پھر وہاں سے
قبر کی مٹی سے یوم حشر کی طرف منتقل ہونا ہے۔

بڑی خوفناکیاں ہوں گی جو ایک دوسرے سے ملتی ہوں گی
اور ایک کے بعد ہر آنے والا دوسرا ہول زیادہ خطرناک ہوگا۔

موت کے بعد قیامت کے دن کھلے ہوئے صحیفے ہوں گے
اور میزان ہوگا جو ترازو کی طرح ہوگا ہلکا یا بھاری۔

ایسا حشر جس سے بچے بھی بوڑھے ہو جائیں گے اس کی ہولناکی کی وجہ سے
اور اس سے بڑے بڑے سخت پہاڑ ہل جائیں گے۔

اور بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی جو سلسلہ وار ہوگی
جس میں فجار کو پھینکا جائے گا اور پھر جکڑا جائے گا۔

وہاں پر ان کے پینے کے لیے پیپ ہوگی جب پئیں گیں
اور جب کھائیں گے تو کھانے کے لیے زقوم ہوگی۔

جس کو اس میں پھینکا جائے گا اس کی ذلت بڑھتی جائے گی
وہ ہمیشہ اس کی پستی کی طرف گرتا چلا جائے گا۔

وہ آگ میں ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا سختی سے چیخے گا
اور موت کو پکارے گا کاش لوٹ آئے

اس پر راستہ ہوگا جو پھسلن والا ہوگا
تمام مخلوق میں سب کو اس پر گزرنا ہوگا.

جہنم میں کتے ہوں گے جو اس پر چھوڑے جائیں گے
ایک سے وہ نجات پائے گا تو دوسرا پکڑ لے گا

وہاں پر گنہگار کے پاس فدیہ دینے کے لیے کچھ نہ ہوگا
اگر وہ عذر کرے گا تو اس کا عذر قبول نہیں ہوگا

یہی مجرمین کی قیامت کو سزا ہوگی
اور یہ سب کچھ قیامت کے دن سامنے آجائے گا

میں اپنے رب سے آگ اور اس کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں
اور اس کے حال سے جس کو تپتی آگ میں پھینکا جائے گا۔

اور اس کے حال سے جس کو زمہریر میں عذاب دیا جائے گا
اور جس کو زنجیروں میں جکڑا جائے گا۔

بُرے انجام سے نجات کس طرح ممکن ہے؟

جب آپ کے لیے بُری عاقبت کا مطلب ظاہر ہو گیا اور یہ کہ وہ کتنی خوفناک ہے تو تو اس کے لیے تیاری شروع کر دے۔ پس تو اللہ کے ذکر پر کار بندرہ اور اپنے دل کو دنیا کی محبت سے نکال لے۔ اور برے کاموں سے اپنے اعضاء کو بچا اور دل کو ان کی فکر سے بچا اور گناہوں کے مشاہدہ اور گنہگاروں کے مشاہدہ سے اپنے آپ کو حتی الوسع بچا۔ کیونکہ یہ چیز بھی تیرے دل میں اثر کرتی ہے اور ہر فکر اور اعضاء کو اس کی طرف لے جائے گی۔ اور تجھ پر لازم ہے ٹال مٹول سے بچ کہ جب خاتمہ آئے گا تو میں اس کے لیے تیاری کرلوں گا بیشک

تیرے سانسوں میں سے ہر سانس تجھے ختم کر رہے ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ اسی سانس میں آپ کی روح قبض ہو جائے۔ پس تو اپنے دل کی ہر طرف سے نگہبانی کر اور اس کو ایک لحہ بھی مہلت نہ دے یہ چیز تو بیداری میں قائم رکھ۔ اور تجھ پر نینداس وقت غالب آئے جب تیرے دل پر اللہ کا ذکر غالب ہو۔ میں تیری زبان پر نہیں کہہ رہا کیونکہ صرف زبان کا اثر بہت کمزور ہوتا ہے۔

تو جان لے کہ تیری نیند کے وقت وہی چیز تیرے دل پر غالب ہوگی جو نیند سے پہلے اس پر غالب تھی اور نیند میں بھی وہ غالب ہوگی جو نیند سے پہلے اس پر غالب تھی اور نیند سے وہی چیز تجھے بیدار کرے گی جو تیرے دل پر نیند میں غالب تھی۔ موت اور دوبارہ اٹھایا جانا یہ نیند اور بیداری کے مشابہ ہیں۔ جس طرح آدمی اسی وقت سوتا ہے جب بیداری میں اس پر نیند غالب آجائے اور اسی پر جاگتا ہے جس پر وہ بیداری کی حالت میں تھا اسی طرح آدمی اسی حالت پر مرتا ہے جس پر اس نے زندگی گزاری اور اس کا حشر اسی پر ہوگا جس پر وہ مرا تھا۔ اور یہ بات قطعی ہے کہ موت اور بعث (دوبارہ اٹھنا موت کے بعد) تیرے احوال میں سے دو حالتیں ہیں جس طرح نینداور بیداری تیرے احوال سے دو حالتیں ہیں۔ اور اس پر دل کے یقین اور تصدیق کے ساتھ ایمان رکھ اگر چہ تم اس کا یقین کی آنکھ اور بصیرت کے نور سے مشاہدہ نہیں کر سکتے۔ تو اپنے سانسوں اور لحوں کی نگہبانی کر اور ایک لحہ بھی اللہ سے غافل نہ ہو۔ جب تو یہ سب کچھ کرنے کے باوجود بہت بڑے خطرے میں ہے تو نہ کر کے کس طرح ہوگا۔

تمام لوگ ہلاک ہو جائیں گے سوائے علماء کے اور تمام علماء ہلاک ہو جائیں گے سوائے عمل کرنے والوں کے اور تمام عاملین ہلاک ہو جائیں گے سوائے مخلصین کے اور مخلصین بھی بہت بڑے خطرے میں ہیں۔

جان لے کہ یہ تیرے لیے اس وقت تک آسان نہیں ہے جب تک تو بقدر ضرورت دنیا پر قناعت نہ کرے اور تیری ضرورت ہے کھانا، پہننا اور رہائش باقی سب فضول ہیں۔ اور کھانے میں سے ضرورت اتنی ہے جو تیری ہڈی کو سیدھا رکھے اور تیری زندگی کو سلامت

رکھے۔ پس تو اس طرح کھا جس طرح ایک مجبور شخص کھاتا ہے اور کھانے میں تیری رغبت اتنی ہو جتنی قضاء حاجت میں رغبت ہوتی ہے کیونکہ کھانے کو پیٹ میں داخل کرنے اور خارج کرنے میں کوئی فرق نہیں یہ دونوں فطری ضرورتیں ہیں جس طرح قضاء حاجت تیرے ارادے سے نہیں کہ تیرا دل اس کے ساتھ مشغول رہے اس طرح تیرا کھانا بھی تیرے ارادے سے نہیں ہونا چاہیے۔

جان لے کہ جب تیری ہمت ہوگی جو تو پیٹ میں داخل کرے گا تو جو اپنے پیٹ سے خارج کرے گا وہ تیری قیمت ہوگی۔ جب کھانے سے تیرا قصد نہیں ہوگا مگر اللہ کی عبادت کے لیے قوت حاصل کرنا جس طرح تیرا قضاء حاجت سے قصد ہوتا ہے تو اس کی علامات تین امور میں ظاہر ہوں گی:

تیرا کھانے کے وقت میں، مقدار میں اور جنس میں۔

وقت کم سے کم یہ ہے کہ تو دن اور رات میں ایک دفعہ پر اکتفاء کرے اور روزے پر مواظبت اختیار کرے۔

اور مقدار یہ ہے کہ تہائی پیٹ سے زائد نہ ہو۔

اور جنس یہ ہے کہ کھانے کی لذتیں طلب نہ کرے بلکہ ضرورت کے خرچ پر قناعت کرے۔ جب آپ ان تین چیزوں پر قادر ہو جائیں گے اور آپ سے شہوات اور لذتوں کی مشقت کم ہو جائے گی تو اس کے بعد آپ شہوات کو ترک کرنے پر قادر ہو جائیں گے۔ اور تمہارے لیے ممکن ہوگا کہ صرف حلال ہی کھائیں بیشک حلال مشکل ہوتا ہے اور تمام شہوات کو پورا نہیں کرسکتا۔ اور جہاں تک لباس کا تعلق ہے تو اس سے آپ کی غرض صرف سردی اور گرمی سے بچنا اور شرم گاہ کا چھپانا ہونا چاہیے۔ ہر وہ چیز جو آپ کے سر سے سردی کو دور کردے اگرچہ وہ عام سی ٹوپی ہی کیوں نہ ہو اس کے علاوہ آپ کی طلب فضول ہے جس میں آپ اپنا وقت ضائع کریں گے۔ ایک دفعہ آپ اس کا حصول آپ پر دائمی ضرورت اور طویل شغل لازم کردے گا اور دوسری دفعہ لالچ کھانے اور دوسری چیزوں کا آپڑے گا۔ اسی

طرح باقی چیزیں جو تیرے بدن کو سردی اور گرمی سے بچاتی ہیں۔ ہر وہ چیز جس سے لباس کا مقصود حاصل ہو جائے اگر تو اس کی مقدار اور جنس میں ضرورت پر اکتفاء نہ کرے تو اس کے بعد تو توقف نہیں کرے گا اور نہ اس سے لوٹے گا بلکہ تو ان لوگوں میں سے ہو جائے گا جن کے پیٹ کو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے اور اگر مسکن کی بات کی جائے تو تیرے لیے آسمان کا چھت اور زمین کا ٹھکانا کافی ہے۔ اگر تجھ پر سردی اور گرمی غالب آ جائے تو مساجد موجود ہیں اگر تو خاص قسم کا ٹھکانا طلب کرے گا تو تجھ پر بڑا لمبا ہو جائے گا اور تیری اکثر عمر اس میں صرف ہو جائے گی۔ اور تیری عمر تیرا سامان ہے پھر اگر تو آسانی چاہتا ہے تو اتنی دیوار کافی ہے جو تیرے اور لوگوں کی نظروں میں حائل ہو جائے اور اتنا چھت کافی ہے جو تجھے بارش سے محفوظ رکھے۔ پس تو نے دیواریں بلند کرنا شروع کر دیں اور چھتوں کو مزین کرنا شروع کر دیا بیشک تو ایسی چیز میں پڑ گیا ہے جس کا حصول تجھ سے دور ہے۔ اسی طرح آپ کی تمام ضروریات اگر تو ان پر قناعت کرے اور اللہ کے لیے ان سے فارغ ہو جائے اور آخر کا زاد راہ تیار کر لے اور اپنی عاقبت کے لیے تیاری کی خاطر سب کچھ چھوڑ دے۔ اور اگر تو حد سے تجاوز کر جائے خواہشات کی وادیوں کی طرف تو تیرے تمام ارادے ختم ہو جائیں گے اور اللہ کو کوئی پرواہ نہیں ہے کہ جس وادی میں چاہے تجھے ہلاک کر دے۔ یہ نصیحت اس کو بھی کی جائے جو آپ سے زیادہ اس کا ضرورت مند ہے (1)۔

1۔ سب کچھ ترک کر دینا اور دنیا سے کنارہ کش ہو جانا یہ امر مباح ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده و الطيبت من الرزق''۔ فرما دیجیے۔ کس نے اللہ کی زینت جو اس نے بندوں کے لیے پیدا کی اور پاک رزق حرام کیے ہیں۔ اگر یہ ساری چیزیں اللہ کے ذکر میں آڑے نہ آئیں اور اس کی نعمتیں دنیا میں اس طرح مشغول نہ کریں کہ اللہ سے دل غافل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اللہ نے اپنے بندوں کی خود شان بیان فرمائی ہے کہ ''رجال لاتلهيهم تجارة و لابيع عن ذكر الله'' کہ اللہ کے وہ مرد ہیں جن کو تجارت اور بیع اللہ کے ذکر سے نہیں روکتی۔

اگر یہ ساری نعمتیں اللہ کے ذکر سے غافل کر دیں اور ''هل من مزيد'' میں انسان اس قدر مستغرق ہو جائے کہ نہ انسانیت باقی رہے اور نہ خدا خوفی باقی رہے تو یہ بہت بڑا وبال ہے اور عاقبت کے لیے خطرناک ہے۔ جس طرح مصنف نے ذکر کیا

جان لو کہ اس چھوٹی سی عمر میں تدبیر، زادراہ اور احتیاط ضروری ہے۔ جب تو زندگی کو غفلت اور افسوس میں گزار دے گا تو اچانک تیری جان قبض ہو جائے گی جب کہ وہ وقت تیرے ارادے کا نہیں ہو گا اور تیری حسرت اور ندامت تیرے ساتھ رہے گی۔ اگر تو اس ہدایت کو لازم نہیں پکڑ سکتا جس کی طرف ہم نے راہنمائی کی ہے خوف کے کم ہونے کی وجہ سے اور اگر تیرے خوف کو اور تجھے ڈرانے کے لیے وہ بات کافی نہیں ہے جس کو ہم نے بیان کیا ہے۔ تو ہم آپ پر بعض برے خاتمے کی صورتیں بیان کریں گے شاید آپ اپنے رب معبود کی طرف لوٹ آئیں۔ اگر کہا جائے کیا مومن اچھی عاقبت کو جانتا ہوتا ہے اور موت کے وقت اللہ کی رضا کو حاصل کر لیتا ہے جس طرح کافر، اور فاجر اپنے برے خاتمے کو جانتے ہوتے ہیں اور اس کے بعد عذاب حاصل کر لیتے ہیں؟ میں کہتا ہوں ہاں۔ بہت سی نصوص، قرآن کریم کی آیات، صریح آثار، اور احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔

شیخین نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو اللہ سے ملاقات پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات ناپسند کرتا ہے وہ اس سے ناپسند کرتا ہے کہ ملاقات کرے۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا کسی زوجہ محترمہ نے فرمایا: ہم موت تو ناپسند کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا یہ بات نہیں جب مومن کو موت آتی ہے تو اسے اللہ کی رضا کی خوشخبری دی جاتی ہے اور اس کے کرم کی نوید سنائی جاتی ہے تو اس کے سامنے اللہ سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں ہوتی۔ وہ اللہ سے ملاقات پسند کرتا ہے اور اللہ اس سے ملاقات پسند کرتا ہے۔ اور کافر کو جب موت آتی ہے تو اسے عذاب ا[illegible]ے انجام کی بشارت دی جاتی ہے تو اس کے سامنے اس سے کوئی بری چیز نہیں ہوتی وہ اللہ سے [illegible]اقات ناپسند کرتا ہے اور اللہ اس سے ملاقات ناپسند کرتا ہے۔

ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں: فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ (الواقعہ: 93) کا مطلب ہے کہ کافر جب دار دنیا سے نکلتا ہے تو اسے پیپ کا پیالا پلایا جاتا ہے۔

ابن مبارک اور بیہقی شعب میں محمد بن کعب قرظی سے بیان کرتے ہیں: جب بندہ

مومن کی جان نکالی جاتی ہے تو ملک الموت اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: اے اللہ کے ولی تجھ پر سلام ہو۔ اللہ تجھے سلام کہتا ہے پھر اس آیت کے ساتھ اس کی روح قبض کی جاتی ہے۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ (النحل:32)

"وہ لوگ جن کی ارواح پاک فرشتے قبض کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: تم پر سلام ہو"۔

بیہقی مجاہد سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝۳۰ (فصلت)

"بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو اور تمہیں جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے"۔

آپ فرماتے ہیں یہ موت کے وقت کہا جاتا ہے۔

اللہ کے ولی کے ساتھ عمدہ عاقبت کے بعد کیا ہوتا ہے

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ ہر شخص پر حرام ہے کہ وہ دنیا سے نکلے جب تک اسے اپنا انجام نہ معلوم ہو جائے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب ملک الموت بندے کی روح کو قبض کرنے کے لیے آتا ہے وہ کہتا ہے: تیرا رب تجھ پر سلام بھیجتا ہے۔ ابن کثیر نے اللہ کے اس ارشاد مبارک کے بارے میں کہا:

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۸ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۲۹ (النحل)

"وہ کافر جن کی جانیں فرشتے قبض کرتے ہیں درآنحالیکہ وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں تب وہ سر تسلیم خم کرتے ہوئے کہتے ہیں ہم تو کوئی برا کام نہیں کیا

کرتے تھے اہل علم (جواب دیں گے) نہیں تم تو بڑے بدکار تھے۔ بیشک اللہ خوب جانتا ہے جو (برے کام) تم کیا کرتے تھے۔ اے کفار پس داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں سے تمہیں ہمیشہ رہنا ہو گا وہاں۔ بیشک برا ٹھکانا ہے غرور اور تکبر کرنے والوں کے لیے"۔

اللہ تعالیٰ ان مشرکین کے بارے میں بتا رہا ہے جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا جب ان پر موت آتی ہے اور فرشتے ان کی خبیث ارواح قبض کرنے کے لیے آتے ہیں (فالقوا السلم) یعنی وہ اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کریں گے اور یہ کہیں گے "ہم تو برے عمل نہیں کرتے تھے" جس طرح وہ قیامت کو کہیں گے "اللہ کی قسم اے ہمارے رب ہم تو مشرکین نہیں تھے" (الانعام:23)۔ اللہ تعالیٰ ان کے قول کا رد فرماتے ہیں "ہاں اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے تھے۔ اب جہنم میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ وہ متکبرین کے لیے بہت برا ٹھکانا ہے یعنی وہ بہت ہی برا مقام ہے اور بدترین ٹھکانا ہے اور یہ اس کے لیے ہے جو اللہ کی آیات اور اس کے رسولوں کی اتباع کرنے سے تکبر کرتے ہیں اور وہ اپنی موت کے دن ہی اپنی ارواح کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔ اور ان کے جسم اپنی قبروں میں گرمی کی شدت اور سختی پالیں گے"۔

پھر اللہ کے اس ارشاد کی مومنین کے حق میں تفسیر بیان کی "وہ پاک لوگ جن کی ارواح پاک فرشتے قبض کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: تم پر سلام ہو تم جنت میں داخل ہو جاؤ ان اعمال کی وجہ سے جو تم کرتے رہے"۔ (النحل:32)

اللہ تعالیٰ نے مومنین کی حالت موت کے وقت بیان کی ہے کہ وہ پاک یعنی مخلص ہیں شرک سے اور ہر برائی سے اور فرشتے ان کو سلام کہتے ہیں اور ان کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اللہ تعالیٰ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو قول ثابت (کلمۂ طیبہ) کے ساتھ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور اللہ تعالیٰ ظالمین کو گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس

طرح چاہتا ہے کرتا ہے۔

عذاب قبر اور قبر کی نعمتیں

خاتمہ کے بعد کیا ہوگا؟

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک انصاری کے جنازہ میں نکلے۔ہم ایک قبر پر پہنچے جو کہ لحد نہیں بنائی گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

قبلہ رو ہو کر تشریف فرما ہو گئے ہم بھی آپ کے ارد گرد اس طرح بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے ہوں۔آپ کے دست مبارک میں لکڑی تھی جس سے آپ زمین پر لکیریں کھینچ رہے تھے آپ آسمان کی طرف دیکھنے لگے اور پھر زمین کی طرف دیکھتے اور اپنی نظر اوپر اٹھاتے اور پھر نیچے فرماتے اور آپ نے تین مرتبہ یہ عمل دھرایا۔اور فرمایا'' اللہ کی عذاب قبر سے پناہ مانگو'' دو مرتبہ یا تین مرتبہ آپ نے یہ الفاظ دھرائے پھر فرمایا: بندۂ مومن جب دنیا سے نکلتا ہے اور آخرت کی طرف آتا ہے اس پر آسمان سے سفید چہروں والے فرشتے اترتے ہیں گویا ان کے چہرے سورج ہوں ان کے پاس جنت کے کفن اور جنت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ اس سے تا حد نگاہ بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت علیہ السلام آتے ہیں یہاں تک کہ اس کے سر پر بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں'' ایتھا النفس الطیبة''۔اور ایک روایت میں ہے'' المطمئنة'' اے نفس مطمئنہ۔نکل اللہ کی مغفرت اور خوشنودگی کی طرف۔آپ نے فرمایا اس کی روح اس طرح نکلتی ہے جس طرح پیاسے کے منہ میں قطرہ ڈالا جائے اور وہ لے لیتا ہے۔

ایک روایت میں ہے'' حتیٰ کہ جب اس کی روح نکلتی ہے تو آسمان اور زمین کے درمیان ہر فرشتہ اس پر نماز پڑھتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں کوئی بھی دروازے پر متعین فرشتہ نہیں ہوتا جو دعا نہیں کرتا کہ اس کی روح ان سے پہلے ہی بلندی پر پہنچ جائے۔جب وہ اسے لے لیتا ہے تو اس کو ایک لمحہ بھی اپنے ہاتھ میں نہیں

رکھتا مگر اس کفن میں ڈال دیتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ** ہمارے رسول (بھیجے ہوئے فرشتے) اس کو لے لیتے ہیں اور وہ زیادتی نہیں کرتے۔ (الانعام: 61) اور اس سے ایسی خوشبو نکلتی ہے جیسی روئے زمین پر کستوری کی سب سے بہترین خوشبو ہو۔ آپ نے فرمایا فرشتے اس کو لے کر ملائکہ کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ کس کی پاکیزہ روح ہے اور وہ اس کے ناموں میں سے سب سے اچھا نام جو دنیا میں اس کے لیے پکارا جاتا تھا لے کر پکارتے ہیں اور کہتے ہیں فلاں بن فلاں یہاں تک کہ آسمان دنیا پر پہنچ جاتے ہیں۔ وہ دروازہ کھولنے کی استدعا کرتے ہیں جو ان کے لیے کھول دیا جاتا ہے وہ اس کو لے کر ہر آسمان کی طرف جاتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کا اعمال نامہ علیین میں لکھ دو" اور تمہیں کیا معلوم علیین کیا ہے؟ جس پر مقرب فرشتے نگہبان ہیں" (المطففین: 21-19) پس اس کا اعمال نامہ علیین میں لکھ دیا جاتا ہے پھر کہا جاتا ہے اس کو زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں نے اُن کو مٹی سے ہی پیدا کیا اس میں ہی لوٹاؤں گا اور پھر دوسری مرتبہ زمین سے ہی اٹھاؤں گا۔ پھر اس کی روح جسم میں لوٹا دی جاتی ہے زمین کی طرف اسے لوٹائے جانے کے بعد۔ آپ نے فرمایا وہ اپنے دوستوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے جب وہ اس سے مڑ کے جاتے ہیں پھر اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں جو سخت مزاج ہوتے ہیں اور اسے جھڑکتے ہیں وہ اس کو بٹھا دیتے ہیں اور کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر کہتے ہیں تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ اس سے کہتے ہیں تجھے اس کا علم کیسے ہوا؟ وہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی۔ اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ وہ اسے جھڑکتا ہے اور کہتا ہے تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ اور یہ آخری آزمائش ہوتی ہے جو بندۂ مومن پر پیش کی جاتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول

ثابت (کلمہ طیبہ) کے ساتھ دنیا میں ثابت رکھتا ہے۔ (ابراہیم: 27)۔ پس وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔ پس اس وقت آسمان میں ندا دینے والا ندا دیتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے اس کے لیے جنت میں بچھونا بچھاؤ اس کے لیے جنت کا لباس لے آؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس کے پاس ایک شخص آتا ہے اور ایک روایت میں ہے اس کے لیے خوبصورت چہرے والا عمدہ کپڑوں والا اچھی خوشبو والا شخص آتا ہے اور کہتا ہے میں تجھے ایسی بشارت دوں گا جو تجھے خوش کر دے گی۔ میں تجھے اللہ کی رضا کی خوشخبری دیتا ہوں اور باغات کی جن میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہوتی ہیں۔ اور یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا وہ اس سے کہتے ہیں اللہ تجھے خیر کی بشارت دے تو کون ہے؟ تیرا چہرہ ہمیشہ خیر لے کر آئے وہ کہتا ہے میں تیرا عمل صالح ہوں۔ اللہ کی قسم میں تیرے بارے میں یہی جانتا تھا کہ تو اللہ کی اطاعت میں چست، اس کی نافرمانی میں سست تھا۔ اللہ تعالیٰ تجھے اچھی جزا دے۔ پھر اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کا دروازہ بھی کھولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے اگر تو اللہ کی نافرمانی کرتا تو تیرا یہ ٹھکانا ہوتا۔ جب وہ جنت میں اپنا مقام دیکھتا ہے تو وہ کہتا ہے: اے اللہ قیامت کو قائم کرنے میں جلدی کرتا کہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹ جاؤں۔ اس کو کہا جاتا ہے تم یہاں رہو۔ آپ نے فرمایا جب کافر اور ایک روایت کے مطابق فاجر دنیا سے نکلتا ہے اور آخرت کی طرف آتا ہے اس پر آسمان سے فرشتے اترتے ہیں جو شدید سیاہ ہوتے ہیں اور ان کے پاس سخت قسم کا لباس ہوتا ہے جو آگ سے بنا ہوتا ہے۔ وہ اس سے تا حد نگاہ بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آتے ہیں اور اس کے سر پر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے نفس خبیثہ، تو نکل اللہ کی ناراضگی اور اس کے غضب کی طرف۔ تو روح اس کے جسم میں متفرق ہو جاتی ہے اور ملک الموت اس کو اس طرح کھینچتے ہیں جس طرح تر روئی سے کثیر کانٹوں والی ٹہنی کھینچی جاتی ہے۔ جس سے اس کی رگیں اور پٹھے ٹوٹ جاتے ہیں۔ اس پر آسمان و زمین میں ہر فرشتہ لعنت کرتا ہے اور آسمان کے دروازے بند کر

دیے جاتے ہیں ہر دروازے کا نگہبان دعا کرتا ہے کہ اس کی روح ان سے پہلے اوپر نہ جائے اس روح سے ایسی بدبو آرہی ہوتی ہے جس طرح روئے زمین پر کسی مردار کی انتہائی گندی بدبو ہو۔ فرشتے اس کو لے کر اوپر جاتے ہیں وہ فرشتوں کے جس گروہ سے بھی گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ کس کی خبیث روح ہے؟ وہ کہتے ہیں فلاں بن فلاں۔ اور اس کو دنیا کے قبیح ترین نام سے پکارا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتا ہے اس کے لیے دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے لیکن وہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے حتی کہ اونٹ سوئی کے سوراخ سے گزر جاتا ہے (الاعراف: 40)۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کا حساب کتاب تحت الثریٰ سجین میں لکھ دو پھر کہا جاتا ہے میرے بندے کو زمین کی طرف لے جاؤ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں نے انہیں زمین سے پیدا کیا اسی میں لوٹائے جاؤ گے اور پھر اسی سے دوبارہ ہم تم کو اٹھائیں گے پھر اس کی روح آسمان سے پھینک دی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کے جسم میں گر جاتی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ (الحج)

”جو اللہ تعالیٰ سے شرک کرتا ہے وہ آسمان سے گر جاتا ہے پس پرندے اس کو اچک لیتے ہیں یا ہوا اسے دور دراز مکان پر پھینک دیتی ہے“۔

پس اس کی روح جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اپنے ساتھیوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے جب وہ اس سے واپس جاتے ہیں اور اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں سخت مزاج والے اسے جھڑکتے ہیں اور اس کو کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہا، ہا، میں نہیں جانتا۔ وہ اس کو کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہا، ہا، میں نہیں جانتا۔ وہ اس کو کہتے ہیں تو اس ہستی کے بارے میں کیا کہتا ہے جو تم میں مبعوث کیے گئے۔ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھول جاتا ہے۔ پس کہا جاتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ کہتا ہے ہا، ہا، میں نہیں

جانتا۔ میں لوگوں سے سنتا تھا وہ یہ کہہ رہے ہوتے تھے پھر کہا جاتا ہے تو نے نہ سیکھا اور نہ پڑھا۔ پس آسمان سے ندا دینے والا ندا دیتا ہے اس نے جھوٹ بولا اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھا دو۔ اور اس کے لیے آگ کا دروازہ کھول دو۔ اس پر جہنم کی آگ کی گرمی اور شدت آتی ہے اور اس پر قبر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں علیحدہ ہو جاتی ہیں اور ایک شخص اس کے پاس آجاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک برے چہرے والا شخص، برے کپڑوں والا، بدبودار شخص اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے میں تجھے ایسی بشارت دوں گا جو تیرے لیے بہت بری ہوگی۔ اسی دن کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا وہ کہے گا اور تو۔ اللہ تجھے برائی کی خوشخبری دے کون ہے؟ تیرا چہرہ برائی لے کر آیا ہے وہ کہے گا میں تیرا خبیث عمل ہوں۔ اللہ کی قسم میں تیرے بارے میں اتنا جانتا ہوں کہ تو اللہ کی اطاعت میں سست اس کی معصیت میں بہت تیز تھا۔ اللہ تجھے بُری جزا دے پھر اس کو اندھا بہرا اور گونگا کر دیا جائے گا اور اس کے ہاتھ میں گرز ہوگا اگر وہ پہاڑ پر مارے تو پہاڑ مٹی ہو جائے وہ اس کو شدید قسم کی ضرب لگائے گا حتیٰ کہ وہ مٹی ہو جائے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے پہلی حالت پر لوٹا دے گا۔ وہ پھر اسے مارے گا اور وہ ایسی چیخ مارے گا جس کو انسان اور جن کے علاوہ ہر کوئی سنے گا پھر اس کے لیے جہنم کا دروازہ کھول دیا جائے اور آگ کا بچھونا بچھا دیا جائے گا۔

اہل سنت کا اتفاق ہے کہ عذاب قبر حق ہے اور یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ مروزی کہتے ہیں ابو عبد اللہ احمد بن حنبل نے فرمایا: عذاب قبر حق ہے اور اس کا انکار صرف گمراہ یا گمراہی پھیلانے والا ہی کر سکتا ہے۔ اور حنبل کہتے ہیں میں نے ابو عبد اللہ سے عذاب قبر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا یہ صحیح احادیث ہیں ہم ان پر ایمان لاتے ہیں اور ان کا اقرار کرتے ہیں جو بھی حضور ﷺ کا صحیح فرمان جید اسناد کے ساتھ آتا ہے ہم اس کا اقرار کرتے ہیں کیونکہ اگر ہم حضور ﷺ کے صحیح فرمان کا اقرار نہ کریں اس کو جھٹلا دیں اور رد کر دیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اللہ کا امر رد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ۔ اور جو تمہیں رسول عطا کرے اسے لے لو۔ (الحشر: 7)

میں نے ان سے کہا: کیا عذاب قبر حق ہے؟ فرمایا: حق ہے۔ قبر میں مردوں کو عذاب دیا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ کو سنا آپ نے فرمایا: ہم عذاب قبر اور منکر نکیر پر ایمان لاتے ہیں اور اس بات پر کہ قبر میں بندے سے سوال کیے جائیں گے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول ثابت (کلمہ طیبہ) کے ساتھ دنیاوی اور اخروی زندگی میں ثابت رکھتا ہے''۔ اور یہ قبر میں ہی ہوگا۔ احمد بن قاسم نے کہا: اے ابو عبداللہ کیا ہم منکر نکیر اور عذاب قبر کے بارے میں جو روایت کیا جاتا ہے اس کا اقرار کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا سبحان اللہ۔ ہم اس کا اقرار کرتے ہیں اور اس کے قائل ہیں۔

عذاب قبر عذاب برزخ ہے

ابن قیم کہتے ہیں: جان لینا چاہیے کہ عذاب قبر سے مراد عذاب برزخ ہے اور جو بھی مرا جبکہ وہ عذاب کا مستحق تھا اپنا حصہ عذاب سے پالیتا ہے۔

عذاب قبر کے اسباب

سمرۃ بن جندب سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اپنے صحابہ سے فرماتے کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھی ہے؟ پس آپ پر وہ خواب بیان کرتا جسے اللہ چاہتا کہ وہ بیان کرے۔ ایک دن صبح آپ نے ہم سے فرمایا آج میرے پاس دو فرشتے آئے اور وہ میرے پاس بھیجے گئے تھے اور انہوں نے مجھ سے کہا: آپ تشریف لائیے میں ان کے ساتھ چل پڑا اور ہم ایک شخص کے پاس آئے جو لیٹا ہوا تھا جب کہ دوسرا شخص اس پر چٹان لے کر کھڑا تھا وہ پتھر اس کے سر پر مارتا اور سر توڑ دیتا وہ پتھر لڑھک جاتا وہ پتھر کے پیچھے جاتا اس کو پکڑ لیتا اور جب واپس آتا تو اس کا سر صحیح ہوتا۔ پھر وہ لوٹ کر آتا اور وہی پہلے والا عمل دھراتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میں نے کہا: سبحان اللہ۔ یہ دو شخص کون ہیں؟ فرشتوں نے کہا چلتے رہیے چلتے رہیے۔ آپ فرماتے ہیں ہم چل پڑے اور ایک ایسے شخص پر پہنچے جو پیٹھ کے بل چت لیٹے ہوئے تھا اور دوسرا آدمی اس کے پاس لوہے کی کنڈی لے کر کھڑا تھا اچانک وہ اس کے چہرے کی طرف آتا اور اس کی بانچھ کو گدی تک اور نتھنے تک اور اس کی

دونوں آنکھوں کو گدی تک چیر دیتا۔ پھر وہ دوسری جانب پھر کر آتا اور وہی عمل دھراتا جو اس نے پہلی جانب کیا تھا۔ جب وہ دوسری جانب سے فارغ ہوتا تو پہلی جانب صحیح ہوگئی ہوتی پھر وہ لوٹ کر آتا اور پہلے والا عمل دھراتا۔ آپ فرماتے ہیں میں نے کہا: سبحان اللہ۔ یہ کیا ہے؟ تو فرشتوں نے مجھ سے کہا چلتے رہیے۔ پھر ہم چلتے ہوئے ایک تنور کی مثل پر آئے۔ راوی کہتے ہیں میں نے گمان کیا آپ فرما رہے تھے اس تنور میں شور و غوغا اور آوازیں تھیں۔ ہم نے اس میں جھانکا تو وہاں پر ننگے مرد اور ننگی عورتیں تھیں۔ جب ان کے پاس نیچے سے آگ کا شعلہ آتا تو وہ بہت چلاتے فرمایا میں نے کہا یہ لوگ کون ہیں؟ ان دونوں نے کہا آگے چلیے ہم آگے چل دیے تو ہم ایک نہر پر آئے میرا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ خون کی طرح سرخ تھی اس میں ایک تیرنے والا آدمی تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے پر ایک اور آدمی تھا جس کے پاس بہت پتھر جمع تھے وہ تیرنے والا شخص تیر تا رہتا پھر اس شخص کے پاس آتا جس کے پاس پتھر جمع تھے وہ اس کا منہ کھولتا اور اس میں پتھر ڈال دیتا تو چلا جاتا اور تیرنے لگتا۔ پھر اس کے پاس آتا جیسے پہلے آتا تھا تو وہ اس کا منہ کھول دیتا اور اس میں پتھر ڈال دیتا۔ فرمایا میں نے کہا یہ دو آدمی کون ہیں؟ انہوں نے کہا آگے چلیے فرمایا ہم آگے چل دیے اور ایک آدمی کے پاس آئے جو بہت کریہہ المنظر تھا جیسے تم کسی بدصورت کو دیکھو اس وقت اس کے پاس آگ تھی جسے وہ روشن کر رہا تھا اور اس کے اردگرد دوڑ رہا تھا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا آگے چلیے ہم آگے چل دیے تو ایک باغ کے پاس پہنچے جو بہت سبزہ زار لمبا باغ تھا اس میں موسم ربیع کے ہر قسم کے پھول تھے اس باغ کے درمیان ایک طویل قامت آدمی تھا۔ قریب نہ تھا کہ اس کے طویل قامت ہونے کے باعث اس کے سر کو دیکھ سکوں۔ اس کے اردگرد بہت سے بچے تھے میں نے اتنے بچے کبھی نہیں دیکھے فرمایا میں نے دونوں سے کہا یہ کیا ہے اور یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا آگے چلیے ہم آگے چل دیے تو ہم ایک بہت بڑے باغ تک پہنچے میں نے اس سے بڑا اور خوبصورت باغ کبھی نہ دیکھا تھا انہوں نے مجھے کہا اس پر چڑھیے ہم اس پر چڑھ گئے تو ہم ایک شہر تک پہنچے جو سونے اور چاندی کی

اینٹوں سے بنایا گیا تھا ہم نے اس کا دروازہ کھولنا چاہا جو ہمارے لیے کھول دیا گیا ہم اس میں داخل ہو گئے تو ہمارا ایسے لوگوں نے استقبال کیا جو آدھے بہت خوبصورت تھے جیسے تم کسی خوبصورت کو دیکھو اور ان کے آدھے جسم بہت ہی بدصورت تھے جیسے تم کسی بدصورت کو دیکھو۔ فرمایا: انہوں نے ان بدصورت لوگوں سے کہا: اس نہر میں گر جاؤ اچانک دیکھا کہ سامنے عرض میں نہر بہہ رہی تھی گویا اس کا پانی سفیدی میں خالص دودھ تھا وہ گئے اور اس نہر میں گر گئے پھر وہ ہماری طرف لوٹے تو ان بدصورتی جاتی رہی تھی اور وہ بہت خوبصورت ہو گئے تھے۔ فرمایا۔ انہوں نے مجھے کہا یہ بہشت عدن ہے اور یہ آپ کا مقام ہے۔ میری نظر اوپر اٹھی تو ایک سفید بادل کی طرح محل تھا فرمایا۔ انہوں نے مجھے کہا: اس جگہ آپ کا مقام ہے۔ میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ تم دونوں کو برکت عطا کرے۔ مجھے چھوڑ دو میں اس محل میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا: بہر حال اس وقت محل میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ آپ اس میں آخرت میں داخل ہوں گے۔ فرمایا میں نے ان سے کہا: میں نے اس رات عجیب چیزیں دیکھی ہیں جو کچھ میں نے دیکھا کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم ابھی آپ سے بیان کرتے ہیں بہر حال پہلا آدمی جس کے پاس آپ آئے تھے اور اس کا سر پتھر سے توڑا جاتا تھا وہ آدمی تھا جس نے قرآن پڑھا اور اس کو چھوڑ دیا اور فرض نماز سے سویا رہا۔ اور وہ آدمی جس کے پاس آپ آئے تھے اور باچھیں گدی تک اور نتھنے گدی تک اور آنکھیں گدی تک چیریں جاتیں تھیں وہ آدمی تھا جو صبح اپنے گھر سے نکلتا ہے اور سارا دن جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ دور دراز تک اس کا جھوٹ پہنچتا ہے۔ بہر حال ننگے مرد و زن جو آگ کے تنور کی مانند تھے وہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں۔ اور آپ جس آدمی کے پاس آئے جو نہر میں تیرتا تھا اور اس کے منہ میں پتھر ڈالے جاتے تھے وہ سود خور تھا۔ اور کریہہ منظر آدمی جس کے پاس آگ تھی جس کو وہ روشن کرتا تھا اور اس کے ارد گرد دوڑتا تھا وہ دوزخ کا داروغہ (مالک) تھا اور باغ میں طویل قامت آدمی وہ ابراہیم علیہ السلام تھے ان کے ارد گرد وہ بچے تھے جو پیدا ہو کر فطرت (اسلام) پر فوت ہو گئے۔ فرمایا بعض مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

مشرکوں کے بچے بھی ان بچوں میں داخل تھے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرکوں کے بچے بھی ان میں داخل تھے۔ بہر حال وہ لوگ جن کے نصف بدن خوبصورت اور نصف بدن بدصورت تھے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اچھے اور برے عمل کیے اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر کیا اور ان پر رحم کیا۔

اس حدیث میں بعض نافرمانوں کو برزخ میں سزا دینے کا بیان ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں اور حقیقت کے مطابق ہوتے ہیں اور حضور ﷺ کی حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ میت کو اس کے اہل کے رونے اور نوحہ کرنے سے عذاب دیا جاتا ہے یعنی جب میت ان کے اس فعل کو جانتا ہو اور مرنے سے پہلے اس سے منع نہ کرے۔

ظلماً ٹیکس لینے والے کی قبر

ابوعبداللہ محمد بن الرزیز الحزانی بیان کرتے ہیں: کہ وہ عصر کے بعد اپنے گھر سے نکلے اور ایک باغ کا ارادہ کیا جب سورج غروب ہونے کے قریب تھا تو میں قبروں کے درمیان پہنچ گیا وہاں پر ایک قبر تھی جو کہ آگ کا انگارہ، شیشے کے کوز کی طرح تھی اور میت اس کے درمیان تھا میں اپنی آنکھیں ملنے لگ گیا اور کہا کہ میں سویا ہوا ہوں یا جاگ رہا ہوں۔ پھر میں نے شہر کی دیوار کی طرف دیکھا اور کہا واللہ میں سویا ہوا نہیں ہوں پھر میں اپنے اہل کی طرف آیا جبکہ میں مدہوش تھا۔ میرے پاس کھانا لایا گیا لیکن میں کھانے کی طاقت نہیں رکھتا تھا پھر میں شہر داخل ہوا اور صاحب قبر کے بارے میں پوچھا وہ ٹیکس اکٹھا کرنے والا تھا جو اس دن فوت ہوا تھا۔ قبر میں اس طرح آگ کا دیکھنا اسی طرح ہے جس طرح ملائکہ اور جن کا دیکھنا جو کبھی کبھی ہوتا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے دکھا دیتا ہے۔

ابو جہل کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے

ابن ابی دنیا نے اپنی کتاب ''قبور'' میں شعبی سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کا ذکر کیا جس نے نبی کریم ﷺ سے کہا میں بدر کے مقام سے گزرا میں نے ایک آدمی دیکھا

جو زمین سے نکلتا تو ایک آدمی اسے لوہے کی سیخ سے مارتا یہاں تک کہ وہ دوبارہ زمین میں غائب ہو جاتا وہ پھر نکلتا اور اس کے ساتھ وہی کیا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ ابو جہل بن ہشام ہے جس کو قیامت تک عذاب دیا جائے گا" یہ روایت ضعیف ہے۔

قبر آدمی پر انگارہ بن جاتی ہے

معذبین کی قبر میں صورتیں

تارک نماز، شرابی اور چغل خور کا عذاب قبر

عبدالملک بن مروان سے روایت ہے کہ ایک نوجوان بڑا غمزدہ ہو کر ان کے پاس آیا اور کہا: اے امیر المومنین! میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے کیا میرے لیے توبہ ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرا گناہ کیا ہے؟ کہنے لگا میرا گناہ بہت بڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ ہے کیا؟ اللہ کے حضور توبہ کر لے وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں قبریں کھودتا تھا اور ان میں بڑی عجیب باتیں دیکھتا تھا۔ آپ نے فرمایا: تو نے کیا دیکھا؟

کہنے لگا اے امیر المومنین! ایک رات میں نے ایک قبر کھودی تو میں نے دیکھا کہ صاحب قبر کا چہرہ قبلہ سے پھیر دیا گیا تھا میں ڈر گیا اور ارادہ کیا کہ نکل جاؤں۔ اسی دوران کسی کہنے والے نے قبر میں کہا کیا تو میت کے بارے میں نہیں پوچھے گا کہ اس کا چہرہ قبلہ سے کیوں پھیر دیا گیا: میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا یہ دنیا میں شراب پیتا تھا اور توبہ کے بغیر مر گیا۔

دوسرا: اے امیر المومنین! میں نے قبر کھودی تو صاحب قبر آگ کی رسیوں سے بندھا ہوا تھا اور اس کی زبان کو گدی سے نکال دیا گیا تھا میں ڈر گیا اور لوٹا اور وہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا مجھے آواز دی گئی کہ تو اس کے حال کے بارے میں نہیں پوچھے گا کہ اس کو کیوں مبتلا کیا گیا؟ میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا وہ پیشاب سے بچتا نہیں تھا اور لوگوں کے درمیان حدیث نقل کرتا تو یہ اس کی جزا ہے۔

تیسرا: یاامیر المومنین! میں نے قبر کھودی تو صاحب قبر آگ میں لپٹا ہوا تھا میں ڈر گیا اور نکلنے کا ارادہ کیا مجھ سے کہا گیا تو اس کی حالت کے بارے میں نہیں پوچھے گا؟ میں نے کہا اس کی حالت کس وجہ سے ہے؟ کہا وہ تارک نماز تھا۔

چوتھا: اے امیر المومنین! میں نے قبر کھودی تو میں نے دیکھا کہ قبر میت پر تاحد نظر وسیع ہے اور اس میں چمکتا ہوا نور ہے میت اپنی چٹائی پر سویا ہوا ہے اور اس کا نور روشن ہے۔ اور اس پر بڑے عمدہ کپڑے ہیں مجھے اس سے ہیبت نے آلیا۔ میں نے نکلنے کا ارادہ کیا مجھ سے کہا گیا تو اس کی حالت کے بارے میں نہیں پوچھے گا۔ اسے کیوں اتنی عزت سے نوازا گیا۔ میں نے کہا اس عزت اور اکرام کی وجہ کیا ہے؟ مجھ سے کہا کہ وہ بڑا اطاعت گزار نوجوان تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی عبادت میں پروان چڑھا۔

میت کو اس کے اہل خانہ کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے

صالح المری کہتے ہیں: میں ایک جمعہ کے دن مقابر کے درمیان تھا اور سو گیا اچانک قبریں پھٹ گئیں اور مردے ان سے باہر نکل آئے۔ اور حلقہ بنا کر بیٹھ گئے اور ان پر ڈھکے ہوئے تھال (پلیٹیں) اتریں ان میں سے ایک نوجوان تھا جس کو طرح طرح کا عذاب دیا جا رہا تھا۔ راوی کہتے ہیں میں اس کی طرف گیا اور کہا: اے نوجوان تجھے کیا ہے؟ تجھے ان لوگوں کے درمیان عذاب کیوں دیا جا رہا ہے؟ اس نے کہا: اے صالح تجھے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں تو میری بات پہنچا دے اور امانت ادا کر اور میری غربت پر رحم کر۔ اللہ عزوجل ہوسکتا ہے تیرے ہاتھوں مجھے اس مصیبت سے نکال دے میں جب مرا تھا تو میری ماں نے بہت سی بین اور نوحہ کرنے والی عورتیں اکٹھی کرلیں جو مجھ پر بین کرتی ہیں اور ہر روز مجھ پر نوحہ کرتی ہیں جس کی وجہ سے مجھے عذاب دیا جا رہا ہے میرے دائیں بائیں آگے پیچھے آگ ہے جو میری ماں کے برے اقوال کی وجہ ہے۔ اللہ اسے میری طرف سے اچھی جزا نہ دے پھر وہ رویا حتی کہ میں بھی اس کے رونے پر رو دیا۔ پھر اس نے کہا کہ اس (میری ماں) کو کہنا: تو اپنے بیٹے کو کیوں عذاب دیتی ہے؟ اے ماں تو نے مجھے پالا مجھے تکلیفوں سے

بچایا جب میں مر گیا تو مجھے عذاب میں ڈال دیا۔ اے ماں اگر تو میرا حال دیکھ لے تو مجھے پر رحم کرے اور اگر تو ترک نہیں کرتی جو تو نوحہ اور بین کرتی ہے تو تیرے اور میرے درمیان اللہ ہوگا جس دن آسمان پھٹ جائیں گے اور مخلوق کو فیصلہ کے لیے عیاں کیا جائے گا۔ صالح کہتے ہیں میں ڈر کر جاگا اور فجر تک بے چینی میں اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا جب صبح ہوئی تو میں شہر داخل ہو گیا اور میرا ارادہ اس نوجوان کی ماں کے گھر کی طرف تھا میں نے اس کا پتا پوچھا میں جب آیا تو دروازہ بند تھا اور نوحہ اور بین کی آواز گھر سے باہر آ رہی تھی۔ ایک بوڑھی باہر نکلی اور کہنے لگی تجھے کیا کام ہے میں نے کہا میں اس نوجوان کی ماں کو ملنا چاہتا ہوں جو مر گیا ہے اس نے کہا تو اس کا کیا کرے گا وہ بیٹے کے غم میں مشغول ہے۔ میں نے کہا اسے میری طرف بھیجو میرے پاس اس کے بیٹے کا پیغام ہے۔ وہ داخل ہوئی اور اس کو بتایا۔ اس کی ماں نکلی اور اس نے سیاہ کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اس کا چہرہ رونے اور تھپڑوں کی وجہ سے سیاہ ہو چکا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں صالح المری ہوں میں نے گزشتہ رات قبرستان میں یہ خواب دیکھی ہے۔ جب عورت نے سنا تو وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئی جب اسے افاقہ ہوا تو بڑی شدت سے روئی اور کہا اے میرے بیٹے مجھ پر بڑی گراں گزری۔ اگر مجھے تیرے حال کا پتا ہوتا تو میں ایسا نہ کرتی اور میں اللہ کی طرف اس سے رجوع کرتی ہوں پھر وہ اندر گئی اور نوحہ کرنے والیوں کو اٹھا دیا اور کپڑے بدل لیے۔ اور میری طرف ایک تھیلی لے کر آئی جس میں بہت سے دراہم تھے اور کہا: اے صالح انہیں میرے بیٹے کی طرف سے صدقہ کر دو۔

صالح کہتے ہیں میں نے اسے الوداع کہا اس کے لیے دعا کی اور وہاں سے لوٹ آیا اور اس کے بیٹے پر وہ دراہم صدقہ کر دیے۔ جب دوسرے جمعہ کی رات آئی تو میں حسب عادت قبرستان آیا ان کے پاس پلیٹیں آ گئیں اور وہ نوجوان ہنس رہا تھا اور بڑا خوش اور مسرور تھا اس کے پاس بھی پلیٹ آئی جب اس نے مجھے دیکھا تو میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اے صالح! اللہ تجھے میری طرف سے جزاء خیر عطا کرے اللہ نے مجھ سے عذاب دور کر دیا ہے

اور یہ میری ماں کا اپنے عمل کو ترک کرنے کی وجہ سے ہوا ہے اور اس کا صدقہ خیر میرے پاس پہنچ گیا ہے۔ صالح کہتے ہیں میں نے کہا یہ پلیٹیں کیا ہیں اس نے کہا: یہ زندہ لوگوں کے اپنے مردوں کے لیے تحفے ہیں۔ صدقہ قرأت اور دعا۔ ہر جمعہ کی رات ان کے پاس آتے ہیں ان سے کہا جاتا ہے یہ فلاں کی طرف سے تیرا تحفہ ہے تو میری ماں کے پاس جا اسے میرا سلام کہہ اور کہنا: اللہ آپ کو میری طرف سے جزائے خیر دے۔

یہ قصہ جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میت کو اس کے اہل خانہ کے نوحوں کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے اس کی رضا پر محمول ہے اور اس کی زندگی میں اس کو علم ہو کہ اس کے رشتہ دار کیا کریں گے ہاں اگر وہ اپنے رشتہ داروں کو بتادے اور ان کو وصیت کر جائے اور وہ اس کی وصیت پر عمل نہ کریں تو پھر میت پر نہ کوئی حرج ہے اور نہ سزا ہے۔

اس کی گردن میں زنجیر تھی جسے وہ کھینچ رہا تھا

سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں میں مکہ اور مدینہ کے درمیان سواری پر چل رہا تھا جبکہ میں نے پانی کے برتن اٹھائے ہوئے تھے جب میں ایک قبرستان کے پاس سے گزرا تو ایک آدمی اپنی قبر سے باہر آگ میں جل رہا تھا اور اس کی گردن میں زنجیر تھی جس کو کھینچ رہا تھا اس نے کہا: اے عبداللہ مجھ پر پانی انڈیل اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ وہ مجھے میرے نام سے جانتا تھا یا محض پکارتھی جس طرح لوگوں کو پکارا جاتا ہے اتنے میں ایک اور شخص نکلا اور کہنے لگا اے عبداللہ مت انڈیلنا۔ اے عبداللہ مت انڈیلنا۔ پھر اس نے زنجیر کھینچی اور اسے قبر میں پھینک دیا۔

قبر میں لوہے میں مقید

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سوار مکہ اور مدینہ کے درمیان جا رہا تھا جب اس کا گزر ایک قبرستان سے ہوا اس وقت ایک آدمی قبرستان سے نکلا جو آگ سے بھڑک رہا تھا اور لوہے میں جکڑا ہوا تھا اس نے کہا: اے عبداللہ مجھ پر پانی چھڑک۔ اے عبداللہ مجھ پر پانی چھڑک۔ اس کے پیچھے ایک اور شخص نکلا جو کہہ رہا تھا: اے! عبداللہ مت چھڑکنا۔

مت چھڑکنا۔ راوی کہتے ہیں اس سوار پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور اس کی سواری بدک کر بلندی کی طرف بھاگ گئی اور صبح ہوئی تو اس کے بال سفید ہو چکے تھے جب اس کے بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا تو آپ نے منع فرما دیا کہ کوئی شخص تنہا سفر نہ کرے۔

گدھے کی آواز

حضرت ابو قزعہ سے روایت ہے ہم ایک پانی میں سے گزر رہے تھے جو ہمارے درمیان اور بصرہ کے درمیان چلتا تھا ہم نے گدھے کے ہنہنانے کی آواز سنی میں نے لوگوں سے کہا: یہ گدھے کی آواز کہاں سے آگئی؟ انہوں نے کہا ہمارے پاس ایک آدمی تھا جب اس کی ماں اسے کوئی بات کہتی تو وہ اسے کہتا: تو گدھے کی طرح ہنہنا۔ جب وہ مر گیا تو اس کی قبر سے ہر رات اس طرح گدھے کی آواز آتی ہے۔

نماز میں تاخیر کرنے کی سزا

عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ اہل مدینہ سے ایک شخص تھا جس کی بہن شہر کے جوار میں رہتی تھی وہ بیمار ہوگئی وہ شخص اپنی بہن کے پاس آتا اس کی عیادت کرتا اور لوٹ جاتا۔ پھر وہ مرگئی تو اس نے اسے دفن کر دیا جب وہ لوٹا تو اس نے قبر سے کوئی آواز سنی اس نے اپنے ایک دوست کی مدد حاصل کی اور دونوں نے مل کر قبر کھودی وہ کہتا ہے میں نے وہاں پر سب کچھ پایا اس نے دوسرے شخص سے کہا: پیچھے ہٹ جاؤ تاکہ میں اپنی بہن کا حال دیکھ سکوں۔ لحد سے جب اس نے چیزیں وغیرہ ہٹائیں تو کیا دیکھتا ہے کہ قبر میں آگ بھڑک رہی ہے اس نے قبر کو پہلے کی طرح کر کے برابر کر دیا اور اپنی ماں کے پاس آگیا اور کہنے لگا: میری بہن کیا کرتی تھی اس نے کہا: تو اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہا ہے جبکہ وہ مر چکی ہے؟ اس نے کہا آپ مجھے بتائیے تو سہی۔ اس نے کہا وہ نماز میں تاخیر کرتی اور میرا گمان ہے کہ وہ وضو کے ساتھ نہیں پڑھتی تھی۔ اور وہ ہمسایوں کے دروازوں پر آتی ان کے دروازوں پر کان لگاتی اور ان کی باتیں گھر سے باہر نکالتی۔

حصین اسدی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے مرثد بن حوشب سے سنا کہتے ہیں

میں یوسف بن عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا ان کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جس کا چہرہ لوہے کی طرح نظر آ رہا تھا۔ یوسف نے اس سے کہا: اس نے مرشد کو بیان کیا جو میں نے دیکھا وہ کہتا ہے میں نوجوان آدمی تھا تو ان فواحش کے پاس آیا جب طاعون واقع ہوا تو میں نے کہا کہ ان وادیوں میں سے ایک وادی کی طرف نکلو میں نے دیکھا کہ میں قبرستان آ گیا ہوں اس وقت رات مغرب اور عشاء کے درمیان تھی اور قبر کھودی گئی تھی۔ میں ایک قبر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا جب ایک جنازہ لایا گیا اور دفن کر کے اس پر مٹی برابر کر دی گئی اسی وقت دو مغرب سے سفید پرندے اونٹوں کی طرح کے آئے ایک اس کے پاؤں کے پاس گرا اور دوسرا اس کے سر کے پاس۔ پھر وہ دونوں اس کی طرف گئے ان میں سے ایک قبر میں اتر گیا اور دوسرا اس کے کنارے پر چلا گیا۔ میں آ کر قبر کے کنارے پر بیٹھ گیا میں ایسا آدمی تھا جس کے پیٹ کو کوئی چیز بھرتی تھی (یعنی میں جاننے کا شوقین تھا) میں نے اسے کہتے ہوئے سنا: تو تکبر کے ساتھ رشتہ داروں کو دکھلانے کے لیے رنگے ہوئے کپڑے پہن کر چلتا تھا؟ اس کو اتنا زور سے مارتا کہ قبر بھر جاتی اور پانی اور تیل سے بہنے لگتی پھر وہ لوٹتا وہ یہ کہتا اور اس کو اتنا زور سے مارتا کہ قبر بھر جاتی اور پانی اور تیل سے بہنے لگتی اور وہی بات دھراتا حتیٰ کہ اس نے اس کو تین دفعہ مارا اور ہر دفعہ یہ بات دھراتا اور قبر پانی اور تیل سے بھر جاتی پھر اس نے اپنا سر اٹھایا اور میری طرف دیکھا اور کہا: دیکھو یہ کہاں بیٹھا ہوا ہے۔ اللہ اسے خراب کرے پھر اس نے میرے چہرے پر ضرب لگائی جس سے میں گر گیا۔ ایک رات میں وہیں پڑا رہا حتیٰ کہ صبح ہو گئی جب میں نے قبر کی طرف دیکھا تو وہ اپنے حال پر تھی تو یہ پانی اور تیل دیکھنے والے کے لیے ہے۔

جو دیکھنے والے کو نظر آتا ہے اصل میں یہ آگ ہے جو میت کے لیے بھڑکائی گئی ہے جس طرح حضور ﷺ نے دجال کے بارے میں بتایا کہ وہ پانی اور آگ لے کر آئے گا جبکہ آگ ٹھنڈا پانی ہوگا اور پانی بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی۔

قبلہ سے چہرہ پھیر دیا

ابن ابی دنیا نے ذکر کیا ہے کہ ابو اسحاق الفزاری سے کسی آدمی نے پوچھا کہ کیا کفن چور کی توبہ قبول ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اگر اس کی نیت صحیح ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے صدق کو جان لے۔ اس آدمی نے آپ سے کہا: میں قبریں کھودتا تھا اور میں نے ایسے لوگ دیکھے جن کے چہرے قبلہ سے پھیر دیے گئے تھے۔ فزاری اس بارے میں نہیں جانتے تھے انہوں نے اوزاعی کو لکھا کہ وہ اس بارے میں بتائیں۔ اوزاعی نے انہیں لکھا کہ کفن چور کی توبہ قبول ہے اگر اس کی نیت صحیح ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس کے صدق کا علم ہو جائے۔ اور جو اس نے لوگ دیکھے جن کا چہرہ قبلہ سے پھیر دیا گیا تھا وہ تھے جو اس حال میں مرے کہ سنت پر نہیں تھے۔

رات کو محفل لگانے والا قبر میں مسامیر کے ساتھ

ابن ابی دنیا کہتے ہیں مجھے عبدالمومن بن عبداللہ بن عیسیٰ القیسی نے بتایا کہ اس نے کفن چور سے کہا جس نے توبہ کر لی تھی: تو نے کیا عجیب چیز دیکھی اس نے کہا میں نے قبر کھودی تو ایک رات کی محفل سجانے والا تھا جس کے سارے جسم میں مسامیر (میخیں) تھے اور اس کے سر پر بہت بڑا مسمار (میخ) تھا۔ اور ایک اس کے پاؤں میں تھا ایک اور کفن چور سے کہا گیا تو نے کیا عجیب چیز دیکھی۔ اس نے کہا میں نے ایک انسان کی کھوپڑی دیکھی جو جکڑی ہوئی تھی اور اس میں کچھ بھرا ہوا تھا۔ ایک اور کفن چور سے کہا گیا: تیری توبہ کا سبب کیا ہے۔ اس نے کہا عام چیز جو میں قبر کھودنے کے بعد دیکھتا کہ چہرے کو قبلہ سے پھیر دیا جاتا۔

میت کی ہڈیاں مسامیر بن گئیں

مصنف کہتے ہیں ہمیں ابو عبداللہ بن محمد ساب اسلامی نے بیان کیا اور وہ اللہ کے نیک بندوں میں سے تھے اور سچ کی بڑی کوشش کرتے۔ وہ کہتے ہیں: کہ ایک آدمی بغداد میں لوہاروں کے بازار آیا اور چھوٹے مسامیر بیچے۔ مسمار جس کے دو سر تھے۔ ایک لوہار نے لے لیے اور گرم کرنے لگا۔ لیکن وہ نرم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ

ضربیں لگا لگا کر عاجز آ گیا اس نے بائع کو طلب کیا اور ڈھونڈ لیا۔ اور اس سے پوچھا کہ تو نے یہ مسامیر کہاں سے خریدے تھے۔ اس نے کہا مجھے یہ ملے ہیں۔ لوہار اصرار کرتا رہا آخر اس نے بتایا کہ اس نے ایک کھلی ہوئی قبر دیکھی جس میں میت کی ہڈیاں ان مسامیر کے ساتھ جڑی ہوئی تھیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے ان کو نکالنے کا حل شروع کر دیا لیکن میں نہ نکال سکا۔ آخر میں نے پتھر لیا اور اس کی ہڈیوں کو توڑا اور مسامیر کو لے لیا۔ ابو عبداللہ کہتے ہیں میں نے وہ مسامیر دیکھے تھے۔ میں نے کہا وہ کیسے تھے۔ انہوں نے کہا چھوٹے مسامیر تھے جن کے دوسرے تھے۔

ابو الحریش اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں جب ابو جعفر نے کوفہ کی خندق کھودی لوگوں کے ارد گرد ان کے مردے تھے۔ ہم نے ایک جوان دیکھا جو اپنے ہاتھ کو کاٹ رہا تھا۔ سمار بن حرب نے بیان کیا ابو درداء قبروں کے درمیان سے گزرے تو کہا: تیرا ظاہر کتنا پر سکون ہے اور تیرے اندر چیخ و پکار ہے۔

ثابت بنانی کہتے ہیں میں قبرستان سے گزر رہا تھا کہ میرے پیچھے سے آواز آئی کوئی کہہ رہا تھا: اے ثابت! تجھے اس کا سکون دھوکے میں نہ ڈالے اس میں کتنے مغموم پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے پیچھے دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا۔

حسن مقبرہ سے گزرے تو کہا: اے لشکر تعجب ہے وہ کتنے پر سکون ہیں لیکن ان میں سے کتنے کرب میں مبتلا ہیں۔

چہروں کو گدیوں سے اکھیڑ دیا گیا

ابن دنیا نے بیان کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ بن عبدالملک سے کہا: اے مسلمہ! تیرے باپ کو کس نے دفن کیا؟ انہوں نے کہا میرے فلاں غلام نے۔ عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا ولید کو کس نے دفن کیا؟ انہوں نے کہا میرے فلاں غلام نے۔ انہوں نے کہا میں تمہیں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جب اس نے تیرے والد اور ولید کو دفن کیا ان کو قبروں میں رکھا اور ان کی گرہیں کھولنے کے لیے گیا تو دیکھا کہ ان کے چہرے ان کی

گدیوں سے ہٹ گئے۔ اے مسلمہ دیکھنا! جب میں مرجاؤں تو میرے چہرے کو ہاتھ لگانا اور دیکھنا کہ میرے ساتھ وہی ہوا ہے جو ان لوگوں کے ساتھ ہوا ہے یا میں اس سے بچ گیا ہوں۔ مسلمہ کہتے ہیں جب عمر فوت ہوئے میں نے ان کو قبر میں رکھا ان کے چہرے کو ہاتھ لگایا تو وہ بالکل صحیح تھا۔

ابن ابی دنیا نے کسی سلف سے نقل کیا ہے کہ اس کی بیٹی مرگئی وہ کہتا ہے کہ جب میں نے اسے قبر میں اتارا اور اینٹیں درست کرنے لگا تو میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ قبلہ سے پھر گیا ہے مجھے اس کا شدید دکھ اور غم ہوا میں نے اس کو خواب میں دیکھا۔ اس نے کہا اے باپ تو نے جو کچھ دیکھا اس پر پریشان ہے میرے اردگرد کے اکثر لوگوں کو قبلہ سے پھیر دیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں میری بیٹی کی مراد وہ لوگ تھے جو اس حال میں مرے کہ کبیرہ گناہوں پر ڈٹے ہوئے تھے۔

عمرو بن میمون کہتے ہیں میں نے عمر بن عبدالعزیز کو کہتے ہوئے سنا میں پوچھ رہا تھا کہ ولید بن عبدالملک کو کس نے قبر میں رکھا؟ میں نے دیکھا کہ اس کے گھٹنے اس کی گردن کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اس کے بیٹے نے کہا: میرے باپ نے زندگی گزاری رب کعبہ کی قسم! آپ نے فرمایا: تیرے باپ کے ساتھ جلدی کی گئی رب کعبہ کی قسم۔ اس کے بعد عمر نے اس کو نصیحت کی۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے یزید بن ملھب کو کہا جب اس کو عراق پر عامل بنایا اے یزید اللہ سے ڈرنا۔ میں نے ولید کو اس کی لحد میں دیکھا کہ وہ اپنے کفن میں تڑپ رہا تھا۔

کالا سانپ حرام کھانے والے کا انتظار کرتا ہے

عبدالحمید بن محمود سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا آپ کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا: ہم حج کے لیے نکلے اور ہمارے ساتھ ہمارا ایک ساتھی تھا جب ہم آئے تو وہ مر گیا۔ ہم نے اس کو کفن دیا پھر ہم نے قبر کھودی اور لحد بنائی جب ہم فارغ ہوئے تو ہم نے ایک کالا سانپ دیکھا جس نے قبر کو بھر دیا ہم نے دوسری کھودی تو پھر اس

نے اس کی لحد کو بھر دیا ہم نے ایک اور قبر کھودی وہاں بھی یہی ہوا۔

ابن عباس نے فرمایا: یہ اس کا دھوکہ ہے جو وہ کرتا تھا اسے سانپ کے ساتھ کسی قبر میں دفن کر دو۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر تم پوری زمین کو کھود ڈالو تب بھی سانپ اس میں ہوگا۔ ہم نے جا کر اسے ایک قبر میں رکھ دیا جب ہم لوٹے تو اس کا سامان لے کر اس کے اھل خانہ کے پاس آئے ہم نے اس کی بیوی سے کہا: تیرا خاوند کیا کرتا تھا؟ اس نے کہا: وہ کھانا بیچتا تھا اور ہر روز اس سے اپنے گھر والوں کے لیے کھانا لے لیتا۔ پھر اس کے بچے ہوئے مثل کو قرض دیتا اور اسے اسی میں ڈال دیتا (یعنی اپنے کھانے کو بھی قرض میں ڈال دیتا۔ واللّٰہ ورسولہ اعلم)۔

قبر میں اپنے نفس کو ہدایت

ربیع بن خثیم نے اپنے گھر میں قبر کھودی تا کہ موت اور اس کی شدت کو یاد کرتا رہے اور قبر کی خوفنا کی کو یاد کرتا رہے۔ پھر وہ اس قبر میں سو جاتے اور قبر کو لکڑی سے بند کر دیتے اور میت کی حالت پر بیٹھ جاتے۔ اپنے حال میں فکر کرتے اور قبر کے فتنہ کو یاد کرتے۔ اور منکر نکیر کے سوالات یاد کرتے جب گرمی سخت ہو جاتی اور تاریکی زیادہ ہو جاتی وہ پکارتے اور کہتے:

رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ (المومن)

"اے میرے رب مجھے لوٹا دے تا کہ میں نیک اعمال کروں جو میں نے چھوڑ دیے تھے"۔

پھر لکڑی اٹھاتے اور کہتے: اے نفس یہ لو تم کو لوٹا دیا گیا اب عمل کرو جو تم نے کہے تھے اور اس سے بھی عجیب یہ ہے کہ سونے والے کی روح کو نیند میں آثار حاصل ہوتے ہیں۔ صبح وہ بدن پر ان کو آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اور یہ روح میں روح کی تاثیر کی وجہ سے ہے۔ جس طرح قیروانی نے کتاب "البستان" میں کسی سلف سے ذکر کیا ہے۔

نیند میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذبح کر دیا

آپ فرماتے ہیں میرا ایک ہمسایہ تھا جو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتا تھا۔ ایک

دن اس نے بہت زیادہ گالیاں دیں وہ مجھے مل گیا اور میں اس کو مل گیا میں اپنے گھر بہت ہی پریشان اور مغموم حالت میں چل دیا میں سو گیا اور ابھی عشاء کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فلاں شخص آپ کے اصحاب کو گالیاں دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا میرے کن صحابہ کو؟ میں نے عرض کی۔ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو۔ آپ نے فرمایا: یہ چھری لے لو اور اس کو ذبح کر دو۔ میں نے لے لی اس کو لٹایا اور ذبح کر دیا اور میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ پر خون لگا ہوا ہے میں نے چھری پھینک دی اور ہاتھ کو زمین پر رگڑا تا کہ خون صاف کروں۔ میں جاگا تو اس کے گھر کی طرف سے چیخ سنی میں نے کہا یہ چیخ کیسی ہے؟ لوگوں نے کہا فلاں شخص اچانک مر گیا جب صبح ہوئی تو میں وہاں گیا اور اس کی طرف دیکھا تو اس کی گردن پر ذبح کے مقام پر لکیر تھی۔

نصف سیاہ چہرہ

ابن ابی دنیا کی کتاب ''مناجات'' میں ایک قریشی شیخ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے شام میں ایک شخص دیکھا جس کا نصف چہرہ سیاہ تھا اور وہ اس کو ڈھانپ رہا تھا میں نے اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: مجھ سے جس کسی نے بھی اس بارے میں پوچھا ہے میں نے اس کو بتایا ہے۔ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بڑا سخت غیبت کرنے والا تھا ایک رات میں سویا ہوا تھا کہ میری خواب میں آپ آ گئے اور فرمایا تو ہی میرے بارے میں غیبت کرتا ہے اور میرے چہرے پر سخت قسم کی ضرب لگائی جس سے میرا چہرہ سیاہ ہو گیا جس طرح تو دیکھ رہا ہے۔

سور کے گوشت کی بدبو

سعدہ نے اپنی کتاب ''خوابوں'' میں ذکر کیا ہے کہ ربیع بن الرقاشی بیان کرتے ہیں میرے پاس دو آدمی آ کر بیٹھ گئے انہوں نے ایک آدمی کی غیبت کی میں نے انہیں منع کیا ان میں سے ایک بعد میں میرے پاس آیا اور کہا میں نے خواب مین دیکھا کہ ایک حبشی میرے پاس آیا اس کے پاس پلیٹ ہے جس مین خنزیر کا گوشت ہے میں نے اس سے موٹا گوشت کبھی

نہ دیکھا اس نے مجھ سے کہا: کھاؤ میں نے کہا میں کیا خنزیر کا گوشت کھاؤں؟ اس نے مجھے دھمکی دی تو میں نے کھالیا۔ صبح ہوئی تو میرا منہ بدل گیا اور اس کے منہ سے دو مہینے تک بدبو آتی رہی۔

خواب میں قیام کا حکم

علاء بن زیاد نے وقت مقرر کیا ہوا تھا جس میں وہ قیام کرتے ایک رات انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا میں کچھ وقفہ پاتا ہوں جب یہ وقت ہو جائے تو مجھے جگا دینا۔ لیکن انہوں نے نہ جگایا وہ کہتے ہیں میری خواب میں کوئی آیا اور کہا: اے علاء بن زیاد کھڑے ہو جاؤ اللہ کا ذکر کرو وہ تیرا ذکر کرے گا۔ اس نے میرے سر کے سامنے کے بال پکڑے اور میرے سر کے سامنے کے بال کھڑے ہو گئے اور ان کے وہ بال ان کی موت تک کھڑے رہے۔ یحییٰ بن بسطام کہتے ہیں جس دن وہ فوت ہوئے ہم نے ان کو غسل دیا ان کے بال اس وقت بھی کھڑے تھے۔

نصف سیاہ اور نصف سفید چہرہ

محمد بن علی سے روایت ہے ہم مسجد حرام میں مکہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہوا جس کا نصف چہرہ سیاہ اور نصف چہرہ سفید تھا وہ کہنے لگا اے لوگو! مجھ سے عبرت پکڑو میں شیخین (حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما) کو گالیاں دیتا تھا۔ ایک رات میں سویا ہوا تھا کہ میری خواب میں کوئی شخص آیا اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے چہرے پر تھپڑ مارا اور مجھ سے کہا اے اللہ کے دشمن، اے فاسق کیا تو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتا ہے؟ صبح ہوئی تو میں اس حالت پر تھا۔

نیند میں حقیقتاً ذبح کر دیا گیا

محمد بن عبداللہ المہلبی کہتے ہیں میں نے نیند میں دیکھا گویا میں بنی فلاں کی زمین میں ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غلاف پر تشریف فرما ہیں اور ان کے ساتھ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ

شخص مجھے اور حضرت ابو بکر کو گالیاں دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا اے ابوحفص اسے لے کر آؤ۔ اس شخص کو لایا گیا وہ عمانی تھا اور شیخین کو گالیاں دینے میں مشہور تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے لٹا دو اسے لٹا دیا گیا۔ پھر فرمایا اسے ذبح کر دو تو حضرت عمر نے اسے ذبح کر دیا۔ محمد بن عبداللہ کہتے ہیں میں ابھی جاگا ہی تھا کہ اس کی چیخ سنی میں نے کہا میں اس کی خبر کیوں نہیں لیتا؟ ہو سکتا ہے اس نے توبہ کر لی ہو جب میں اس کے گھر کے قریب پہنچا تو میں نے شدید چیخ و پکار سنی میں نے کہا یہ چیخ و پکار کیا ہے؟ لوگوں نے کہا عمانی کو گزشتہ رات اس کی چارپائی پر ذبح کر دیا گیا۔ راوی کہتے ہیں میں اس کی گردن کے قریب ہوا تو اس کے ایک کان سے دوسرے کان تک سرخ رنگ کا نشان تھا جس طرح رکا ہوا خون ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خواب میں آنکھ نکال دی

ابوالحسن مطلبی مسجد نبوی کے امام بیان فرماتے ہیں میں نے مدینہ میں بڑا عجیب واقعہ دیکھا ایک آدمی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتا۔ ایک دن ہم نے صبح کی نماز کے بعد دیکھا کہ ایک شخص آیا جس کی آنکھیں نکل کر اس کے گالوں پر بہہ گئی تھیں ہم نے اس سے پوچھا تیرا کیا قصور ہے؟ اس نے کہا میں نے گزشتہ رات رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے جبکہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ تھے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص ہمیں تکلیف دیتا ہے اور گالیاں دیتا ہے۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوقیس تجھے اس کا کس نے حکم دیا ہے؟ میں نے کہا: علی رضی اللہ عنہ نے اور میں نے ان پر اشارہ کیا۔ آپ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے چہرے اور ہاتھ کو میری طرف کر کے بڑھے انگلیوں کو بند کیا اور سبابہ اور وسطیٰ انگلیوں کو بچھا لیا اور میری آنکھوں کی طرف قصد کیا۔ فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری دونوں آنکھیں ضائع کر دے اور اپنی انگلیاں میری آنکھوں میں ڈال دیں۔ میں اپنی نیند سے جاگا تو اس حال پر تھا وہ رو رو کر لوگوں کو بتایا اور توبہ کا اعلان کرتا۔

دو شیروں نے گھیر لیا

فقیہ بیان کرتے ہیں ہمارے ہاں ایک شخص بہت ہی زیادہ روزے دار تھا اور مسلسل روزے رکھتا تھا۔ لیکن افطار میں تاخیر کرتا اس نے خواب میں دیکھا کہ دو شیر اس کو بازوؤں اور کپڑوں سے پکڑ کر بھڑ کتے ہوئے تنور کی طرف لے جا رہے ہیں تا کہ اس کو تنور میں ڈال دیں۔ میں نے کہا میرے ساتھ یہ کیوں کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: کیونکہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف کرتا ہے۔ آپ نے جلدی افطار کا حکم دیا ہے اور تو اس میں تاخیر کرتا ہے۔ صبح ہوئی تو آگ کی تپش سے اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا وہ لوگوں سے منہ چھپا کر چلتا تھا۔ اس سے بھی عجیب چیز یہ ہے جو آدمی خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ شدید پیاسا ہے بھوکا ہے اور تکلیف میں ہے۔ اور کوئی شخص اسے پانی پلاتا ہے، کھانا کھلاتا ہے اور دوائی دیتا ہے وہ جاگتا ہے تو ساری تکلیف اس سے دور ہو چکی ہوتی ہے اور لوگوں نے اس سے بھی زیاد عجائب دیکھیں ہیں۔

اللہ نے جادو ختم کر دیا

حضرت عائشہ سے روایت ہے ان کی ایک لونڈی تھی جس نے ان پر جادو کر دیا کوئی سندھی میرے پاس آیا جبکہ میں مریض تھی وہ کہنے لگا آپ پر جادو کیا گیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھ پر کس نے جادو کیا ہے اس نے کہا لونڈی جو اپنے حجرے میں ہے اور اس کی گود میں بچہ ہے جس نے اس پر پیشاب کر دیا ہے۔ حضرت عائشہ نے لونڈی کو بلایا اس نے کہا میں کپڑوں سے پیشاب صاف کر کے آئی۔ جب وہ آئی تو حضرت عائشہ نے اس سے فرمایا: کیا تو نے جادو کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا: تو نے یہ کیوں کیا ہے؟ کہنے لگی تا کہ جلدی آزاد ہو جاؤں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کو حکم دیا کہ اسے کسی دیہاتی بُرے مالک کے ہاتھ بیچ دو۔ تو انہوں نے اس کو بیچ دیا۔ پھر حضرت عائشہ نے خواب میں دیکھا کہ تین کنوؤں کے پانی سے غسل کرو اور ایک کے بعد دوسرے کا پانی اوپر ڈالو۔ آپ نے پانی منگوا کر غسل کیا اور ٹھیک ہو گئیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنکھوں کو رگڑا تو وہ ٹھیک ہو گئیں

سماک بن حرب کی بینائی جاتی رہی انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے سماک کی آنکھوں پر رگڑا اور فرمایا فرات میں تین دفعہ غوطے لگاؤ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ان کی بینائی لوٹ آئی۔

اندھے پن کے بعد بینائی

اسماعیل بن بلال الحضرمی اندھے تھے ان کو خواب میں کہا گیا: پڑھو: یاقریب، یامجیب، یاسمیع الدعاء، یالطیف بمن تشاء۔ وہ کہتے ہیں میری بینائی واپس لوٹا دی گئی۔ لیث بن سعد کہتے ہیں میں دیکھتا تھا کہ وہ نابینا تھے پھر نظر لوٹ آئی۔

میت سونے کے مصحف میں تلاوت کر رہا تھا

سہیلی نے دلائل النبوۃ میں اپنے کسی ساتھی سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ایک جگہ کھودی تو ایک طاقچہ کھلا۔ ایک شخص چٹائی پر بیٹھا تھا اس کے سامنے مصحف تھا جس سے وہ تلاوت کر رہا تھا اور اس کے سامنے سبز باغ تھا اور یہ احد کا مقام تھا اور وہ شہدا میں سے تھا کیونکہ اس کے چہرے پر زخم کا نشان دیکھا۔ ابوحیان نے بھی اس طرح روایت کیا ہے یہ حکایت یافعی کی حکایت سے ملتی جلتی ہے جو انہوں نے روض الریاحین میں بعض صالحین سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے ایک عبادت گزار شخص کی قبر کھودی اور لحد بنائی میں لحد ابھی برابر کر رہا تھا کہ قبر سے ایک اینٹ گری میں نے دیکھا کہ شیخ قبر میں بیٹھے ہیں ان پر سفید کپڑے حرکت کر رہے تھے اور ان کی گود میں سونے کا مصحف ہے جو سونے سے لکھا ہوا ہے وہ اس سے پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے میری طرف سر اٹھایا اور کہا قیامت قائم ہوگئی ہے۔ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا اینٹ کو اپنی جگہ پر رکھ دو۔ اللہ تعالیٰ تجھے عافیت دے میں نے اینٹ کو اپنی جگہ رکھ دیا۔

میت قبر میں قرآن پڑھ رہا تھا

یافعی نے ہی ایک ثقہ قبر کھودنے والے سے روایت کیا ہے کہ اس نے ایک قبر کھودی اور اس میں ایک انسان دیکھا جو چٹائی پر بیٹھا تھا اس کے ہاتھ میں قرآن تھا جس کی وہ تلاوت کر رہا تھا اور اس کے نیچے نہر بہہ رہی تھی وہ بے ہوش ہو گیا اس کو قبر سے نکالا گیا، لوگ نہیں جانتے تھے کہ اسے کیا ہوا ہے، اس کو تیسرے روز جا کر افاقہ ہوا۔

میت زندہ کو تلقین کرتا ہے

شیخ نجم الدین اصبہانی سے روایت ہے کہ وہ ایک شخص کو دفن کرنے کے لیے آئے اور اس کو تلقین کرنے کے لیے بیٹھ گئے انہوں نے میت سے سنا وہ کہہ رہا تھا کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے۔

میت کہتا ہے میں جنتی ہوں

محب طبری (شافعی کے ائمہ سے ہیں اور ''التنبیہ'' کے شارح ہیں) سے روایت ہے کہ وہ شیخ اسماعیل حضرمی کے ساتھ زبید کے مقبرہ پر تھے۔ محب کہتے ہیں شیخ نے مجھ سے کہا اے محب الدین کیا تو مردوں کی گفتگو پر ایمان رکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ تو آپ نے فرمایا یہ صاحب قبر مجھ سے کہہ رہا تھا کہ میں اہل جنت سے ہوں۔

دعا سے عذاب قبر کا خاتمہ

شیخ اسماعیل سے ہی روایت ہے کہ وہ یمن کے ایک قبرستان سے گزرے انہوں نے رونے کی بڑی سخت آواز سنی آپ بہت غمگین ہو گئے پھر بڑے زور سے ہنسے اور بڑے خوش ہو گئے۔ آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میرے سامنے قبرستان کو منکشف کیا گیا میں نے دیکھا کہ ان کو عذاب دیا جا رہا تھا میں رویا اور اللہ تعالیٰ سے ان کے بارے میں بڑی عاجزی سے دعا کی مجھے کہا گیا ہم نے تیری ان کے بارے شفاعت قبول کر لی۔ اس قبر والی نے کہا: اور میں ان کے ساتھ تھی۔ اے فقیہ اسماعیل میں فلاں مغنیہ

ہوں۔ میں نے کہا اور تو ان کے ساتھ ہے میں نے اس کو ہنستے ہوئے دیکھا۔

میت مسکرایا اور کلام کیا

شیخ ابو سعید الخراز سے روایت ہے کہتے ہیں میں مکہ میں تھا اور میں نے بنی شیبہ کے دروازے پر ایک مردہ جوان دیکھا جب میں نے اس کی طرف دیکھا وہ مسکرایا اور مجھ سے کہا: اے ابو سعید کیا تجھے علم نہیں ہے کہ زند، زندہ ہیں اگر چہ وہ مر گئے ہیں۔ اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو گئے ہیں۔

میت اپنی آنکھ کھولتا ہے اور بولتا ہے

شیخ ابو علی الروباذی سے روایت ہے کہ انہوں نے فقیر کو لحد میں اتارا۔ جب اس سے کفن کھولا گیا اور اسے زمین پر رکھا گیا تا کہ اللہ اس کی غربت پر رحم کرے اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا اے ابو علی! تو اس کے سامنے مجھے ذلیل نہ کر جو میری رہنمائی کرتا ہے۔ اس نے کہا: اے میرے آقا کیا موت کے بعد زندگی ہے؟ اس نے کہا ہاں میں تو زندہ ہوں اور ہر اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا زندہ ہے میں کل اپنے مقام کے ذریعے تیری مدد کروں گا۔

کسی شیخ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرید کو غسل دیا تو اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا جب کہ میں غسل دینے والے تختے پر تھا۔ میں نے کہا: بیٹے میرا ہاتھ چھوڑ دو میں جانتا ہوں کہ تو میت نہیں ہے۔ یہ صرف منتقل ہونا ہے تو میرا ہاتھ چھوڑ دے۔

قبر میں کنگھی کرنا

یونس بن ابی فرات سے روایت ہے کہتے ہیں کسی آدمی نے قبر کھودی اور اس میں سورج سے سایہ حاصل کرنے کے لیے بیٹھ گیا۔ اسی دوران ٹھنڈی ہوا اس کی پشت کو پہنچی اس نے دیکھا تو ایک چھوٹا سا سوراخ تھا اس نے انگلی سے اس کو کھلا کیا تو وہاں پر ایک قبر تھی جو تا حد نظر وسیع تھی اور ایک شخص جنہوں نے خضاب لگایا تھا وہاں تھے اور گویا کنگھی کرنے والیوں نے اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے یہ اس کی عزت، نعمت اور شرف کی وجہ سے تھا۔

سانپ شاتمہ صحابہ کے گلے میں لپٹ گیا

ابو اسحاق سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے ایک میت کو غسل دینے کے لیے بلایا گیا جب میں نے اس کے چہرے سے کپڑا اہٹایا تو ایک سانپ اس کے گلے کے ساتھ لپٹا ہوا تھا لوگوں نے بتایا کہ وہ صحابہ کرام کو گالیاں دیتا تھا۔

چہرے قبلہ سے پھر گئے

ابو اسحاق سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک آدمی ان کے پاس آیا اور بتایا کہ میں قبریں کھودتا تھا میں نے ایک قوم پائی جس کے چہرے قبلہ سے پھرے ہوئے تھے۔ ابو اسحاق نے اوزاعی کی طرف اس بارے میں لکھا اور پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو مرے تھے تو سنت پر نہیں تھے۔

جب کسی کو موت آئے تو ہم کیا کریں

جس کو موت آئے تو اس کے ساتھ مندرجہ ذیل افعال ہم پر واجب ہیں۔

1۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے مردوں کو ''لا الہ الا اللہ'' کی تلقین کرو۔

تلقین انتہائی نرمی سے ہو اس پر دباؤ نہ ڈالا جائے۔ اولیٰ یہ ہے کہ اس پر یہ اس طرح بیان کی جائے کہ کوئی اس کو کہے میں تمہیں ''لا الہ الا اللہ'' کی یاد دلاتا ہوں جس نے ''لا الہ الا اللہ'' کہا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

2۔ اس کی آنکھیں بند کرنا جس کی موت آجائے۔

ام سلمہ سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو سلمہ پر داخل ہوئے تو ان کی نظر ایک جگہ رک گئی تھی۔ آپ نے اسے بند کر دیا پھر فرمایا: جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھیں اس کا پیچھا کرتی ہیں۔ آپ کے اہل خانہ کے لوگ باتیں کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: اپنے بارے میں بھلائی کی دعا کرو۔ بیشک فرشتے تمہاری باتوں کو قبول کرتے ہیں۔

پھر فرمایا اے اللہ! ابوسلمہ کو بخش دے اور ان کا درجہ مھدیین میں بلند کر دے۔ اور ان کو ہمیشہ رہنے والوں میں کر دے۔ ہماری اور اس کی بخشش فرما یارب العالمین۔ ان کی قبر کو ان پر کھلا کر دے اور اس کو روشن کر دے۔

3۔ شافعی فرماتے ہیں: سب سے پہلا کلام جو میت کے اس پر موجود رشتہ دار کریں وہ یہ ہے کہ ان میں سب سے نرم اس کی آنکھیں بند کرے جتنی نرمی سے وہ کر سکتا ہے اور اس کی داڑھی کے نیچے چوڑائی میں پٹی باندھے اور اس کے سر کے اوپر سے باندھ دے تا کہ اس کی داڑھی (ٹھوڑی) نیچے کی جانب لٹک نہ جائے اور اس کا منہ کھل جائے۔ پھر موت کے بعد اسے ٹٹولے اور نہ چمٹائے پھر اس کے ہاتھوں کو لوٹائے یہاں تک کہ وہ اس کے بازوں سے چپٹ جائیں۔ پھر ان کو پھیلا دے اور پھر لوٹائے اور پھر پھیلا دے اور کئی دفعہ یہ عمل دھرائے تا کہ ان کی نرمی برقرار رہے اور کھلے رہیں اور ہاتھ جب روح کے نکلنے کے وقت جب نرم ہوں تو ان کی نرمی دفن کے وقت تک برقرار رہتی ہے۔ پس وہ کھلے رکھے جائیں تو نرم ہوتے ہیں اسی طرح اس کی انگلیاں نرم کی جائیں۔ اور اس کے پاؤں کو موڑا جائے باطن سے یہاں تک کہ ان کو رانوں کے پیٹ سے ملا دے جس طرح ہاتھوں میں کیا تھا اور اس کے پیٹ پر کوئی شے رکھ دے، مٹی، اینٹ یا لوہا یا کوئی اور چیز رکھ دے بعض تجربہ کار گمان کرتے ہیں کہ اس سے پیٹ پھولنے سے بچ جاتا ہے اور اس کے نیچے سے ہر قسم کا تکیہ نکال دے۔

4۔ قبلہ کی طرف منہ کرے

عطا سے روایت ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کیا مستحب ہے کہ میت کا نزع کے وقت قبلہ کی طرف منہ کیا جائے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ حسن بصری سے اسی طرح روایت ہے۔

نبی کریم ﷺ دعا کے وقت قبلہ رُو ہوتے اور قدیم لوگ میت کا منہ قبلہ کی طرف کر دیتے اور جمہور علماء اس فعل کو مستحب سمجھتے ہیں۔

میت کو کس طرح قبلہ رو کیا جائے؟ اس میں دو صورتیں مستحب ہیں۔ پہلی یہ کہ اس کو گدی کے بل لٹائے اور قبلہ کی طرف پھیر دے اور اس کے سر کو تھوڑا بلند کیا جائے تا کہ اس کا

چہرہ قبلہ کی طرف ہو جائے۔

دوسری یہ ہے کہ اس کو دائیں جانب قبلہ کی طرف منہ کر کے لٹا دیا جائے جس طرح قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اگر جگہ وغیرہ تنگ ہو تو بائیں جانب لٹا کر قبلہ کی طرف کر دیا جائے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو گدی کے بل لٹایا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ دائیں جانب لٹایا جائے کیونکہ سنت دائیں جانب لیٹنا ہے۔

5۔ اس کے پاس سورۂ یٰسین کی تلاوت کی جائے اس بارے میں جو حدیث آئی ہے اس میں محدثین نے کلام کیا ہے اس کے باوجود علماء کے نزدیک سورۂ یٰسین کی قراۃ مستحب ہے۔

6۔ اس کے پاس علماء اور صالحین موجود ہوں تاکہ وہ اس کو امید کی اخبار کے ساتھ تلقین کریں۔ مثلاً ''جس نے خلوص دل سے ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' پڑھا جنت میں داخل ہو گیا''۔ اور اس کے علاوہ آیات اور احادیث بیان کریں حتیٰ کہ وہ مرے تو اللہ سے معافی کی امید رکھتا ہو۔

7۔ اس کے زیر ناف بال کاٹ دے اس کے ناخن کاٹے اور اس کی مونچھیں کاٹ دیں(1) اور اس کی بیوی اس کی بغل کے بال کاٹے۔

موت کے بعد کیا واجب ہے؟

1۔ غسل۔ 2۔ کفن، نماز جنازہ، دفن اور اہل خانہ سے تعزیت۔

3۔ اس کا قرض ادا کرنا، بندوں کا قرض بندوں کے رب کے قرض پر مقدم کرنا تو اگر اس پر کسی آدمی کے لیے قرض ہو اور اُس پر مال کی زکوٰۃ ہو تو آدمی کا قرض مقدم کیا جائے گا۔

4۔ اس کی وصیت پوری کرنا۔ 5۔ اس کا ترکہ تقسیم کرنا۔

گزشتہ چیزوں پر ایک نظر

غسل: میت کو غسل دینا واجب کفایہ ہے جب بعض نے دے دیا تو باقی سے ساقط

1۔ یہ احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سب چیزیں تزئین و آرائش کے لیے ہوتی ہیں اور میت کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔

ہو جائے گا۔ مسلمانوں پر کافر کو غسل دینا واجب نہیں لیکن جائز ہے۔

کفن: یہ بھی فرض کفایہ ہے اگر بعض نے دے دیا تو باقیوں سے ساقط ہو جائے گا اور وہ اس کے مال سے ہوگا۔ وگرنہ اس کے مال سے جس پر اس کا نفقہ واجب ہے وگرنہ مسلمانوں کے بیت المال سے اگر وہ بھی نہ ہو تو مسلمانوں پر واجب ہے۔

نماز جنازہ: i۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے نماز جنازہ چار تکبیرات ہیں۔ پہلی کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے۔ ii۔ دوسری کے بعد نبی کریم ﷺ پر صیغہ ''ابراھیمیه'' کے ساتھ درود پڑھے۔ تشہد کا دوسرا نصف۔ iii۔ تیسری کے بعد میت کے لیے دعا پڑھے۔ اور چوتھی کے بعد مومنین اور مومنات کے لیے دعا پڑھے۔

دفن: iv۔ میت کی قبر ایک یا دو بالشت سے زیادہ بلند نہ کرے اور شیشہ وغیرہ نہ لگایا جائے اور نہ ہی اس پر لکھا جائے۔

اسلام میں تعزیت

اسلام میں اتنی تعزیت کی اجازت ہے کہ بندہ میت کے اہل خانہ سے کہے اللہ ہی کے لیے ہے جو وہ لے لے اور جو وہ عطا کرے اور ہر چیز کا اس کے نزدیک وقت مقررہ ہے۔ اجتماع کرنا، برتن جمع کرنا، چالیسواں، جمعرات، سالانہ، میت کے اہل سے کھانا حاضر کرنا۔ یہ سب بدعتیں ہیں مگر ضرورت کے لیے ہوں تو جائز ہیں۔

مسلمان اور شرعی وصیت

ابن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلم کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دو راتیں گزارے اور اس کے لیے وصیت کرنے کی کوئی چیز ہو۔ مگر یہ کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو۔

میری وصیت یہ ہے:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ

ہر اس شخص کو اٹھائے گا جو قبر میں ہے اور میں اپنے اہل خانہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ سے ڈریں اور اپنے درمیان اصلاح کریں۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اگر وہ مومن ہیں۔ اور میں وہی وصیت کرتا ہوں جو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اور یعقوب علیہ السلام کو کی "اے میرے بیٹے اللہ تعالیٰ نے تمہارے دین کو چن لیا ہے پس تم صرف مسلمان ہی مرنا" (البقرہ:132)۔

اور میں درج ذیل وصیت کرتا ہوں۔

1۔ کہ تم میری موت کے وقت صالحین کو بلانا تا کہ وہ مجھے اللہ کے ساتھ حسن ظن کی نصیحت کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی نہ مرے مگر وہ اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو"۔ (رواہ مسلم)

2۔ مجھے شہادت کی تلقین کرنا اور کلمہ کو پڑھتے رہنے کی تلقین کرنا کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے "جس کا آخری کلام" لا الہ الا اللہ "ہو وہ جنت میں داخل ہو گیا (اس کو ابوداؤد نے صحیح سند سے روایت کیا) اور میں تمہیں صبر اللہ کی قضا اور تقدیر پر راضی رہنے اور میرے لیے حسن خاتمہ کی دعا کی تلقین کرتا ہوں جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا "جب تم مریض کے پاس آؤ یا میت کے پاس آؤ تو اچھی بات کہو بیشک فرشتے تمہاری باتوں کو جانتے ہیں"۔ (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

3۔ جب میری روح اپنے خالق کی طرف چلی جائے تو تم میری آنکھیں بند کر دینا اور میری نیچے والی ٹھوڑی چوڑی پٹی سے سر کے اوپر باندھ لینا اور میرے لیے مغفرت کی دعا کرنا اور مجھے ایسے کپڑے کے ساتھ ڈھانپ دینا جو میرے سارے بدن کو چھپالے۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے فرماتی ہیں" جب حضور ﷺ فوت ہوئے تو آپ کے جسد اقدس کو حبری چادر کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا۔

4۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کو مجھ پر نوحہ نہ کرنا، رخسار نہ پیٹنا، گریبان نہ پھاڑنا اور جاہلیت کی باتیں نہ کرنا کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے "جس نے رخسار پیٹے، گریبان

پھاڑا اور جاہلیت کی باتیں کیں وہ ہم میں سے نہیں ہے" (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے)
اور مجھے بوسہ نہ دینا جو کہ میری زندگی میں بھی جائز نہیں تھا۔

5۔ مجھے غسل دینے والے سنتوں کو سب سے زیادہ جانتے ہوں، تقویٰ اور اصلاح کی شرط بھی ان میں ہو اور میرے اہل اور اقارب میں سے ہو تو بہتر ہے۔ اور میرے غسل دینے والے کو کہنا کہ خاص طور پر میرے ستر کو ڈھانپے یہاں تک کہ وہ اجر عظیم اور ثواب عمیم کے ساتھ کامیاب ہو جائے۔ اور میرے بارے میں وہ باتیں نہ کرے جو وہ ناپسندیدہ سمجھتا ہو اور یہ اللہ کی رضا کے لیے کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" جس نے میت کو غسل دیا اور اس کی عیب پوشی کی اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو چھپائے گا اور جس نے میت کو کفن پہنایا اللہ اسے سندس کا کفن پہنائے گا (طبرانی) اور میرے کفن کو سفید رکھنا اور اس کو تین دفعہ پاک کرنا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے" تم سفید کپڑے پہنو یہ بہترین کپڑے ہیں اور مردوں کو اس میں کفن دو"۔ (ابوداود، ترمذی)

6۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میرا جنازہ اٹھانا نماز جنازہ پڑھنا پھر میری قبر تک جنازہ کے پیچھے چلنا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں" اور ان میں جنازہ کے پیچھے چلنے کا ذکر کیا (متفق علیہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" جس نے جنازہ میں اس کے گھر سے شرکت کی اور اس پر نماز جنازہ پڑھی اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے اور جو دفن تک اس کے ساتھ رہا اس کے لیے دو قیراط ہیں۔ کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ! قیراط کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا" دو بڑے پہاڑوں کی طرح" (بخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ ہر قیراط اُحد پہاڑ کی طرح ہے۔
اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم کوشش کرنا کہ میرے جنازہ پر زیادہ سے زیادہ موحدین (مسلمان) شریک ہوں تا کہ میں ان کی دعا سے اللہ کی شفاعت پالوں۔

کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے" جب کوئی مسلمان مرتا ہے تو اس کے جنازے پر چالیس مسلمان شریک ہو جائیں جو اللہ سے شرک نہ کرتے ہوں اللہ ان کی

میت کے بارے میں شفاعت قبول کرتا ہے''۔

7۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ میرے جنازے کے پیچھے کوئی عورت نہ ہو اگر وہ انکار کردیں تو بغیر نوحہ بغیر آواز اور شرم گاہ کو ظاہر کیے بغیر (بال کھولے بغیر یا کوئی اور ستر کھولے بغیر) چلیں جس طرح بہت سی عورتیں اس زمانے میں کرتی ہیں۔ کیونکہ ام عطیہ کی حدیث ہے اور اس میں یہ ہے''...... ہمیں جنازے کے ساتھ چلنے سے منع کیا جاتا تھا لیکن ہم پر سختی نہیں کی جاتی تھی''۔

8۔ اور میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ مجھے اس شہر میں (دفن کرنا جہاں میری موت ہو اور کہیں اور منتقل نہ کرنا کیونکہ میت کو دفن کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ بلاضرورت منتقل کرنا مکروہ ہے)۔

9۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میرے نذر کے روزے پورے کرنا جو میں پورے نہ کرسکوں کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے''جو اس حالت میں مرا کہ اس پر نذر کے روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔ (متفق علیہ)۔ اور میں اپنی اولاد کو خاص طور پر وصیت کرتا ہوں کہ نیک اعمال کریں کیونکہ یہ چیز باذن اللہ مجھے نفع دے گی۔ کیونکہ حدیث میں ہے''جب انسان مرجاتا ہے اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں ختم نہیں ہوتیں: صدقہ جاریہ۔ علم جس سے نفع حاصل ہو یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ (مسلم)

10۔ تمہارے لیے جائز ہے کہ میرے دفن کے بعد تعزیت قبول کرنا لیکن تعزیت کے لیے کسی خاص جگہ اکٹھا نہ ہونا(1) اور کسی کے لیے کھانا تیار نہ کرنا بلکہ تمہارے لیے میرے قریبی رشتہ دار اور ہمسائے کھانا تیار کریں۔ کیونکہ یہ سنت ہے اس کے برعکس نہیں جس طرح ہمارے زمانے میں ہے اور اس کی دلیل جعفر بن ابی طالب کی حدیث ہے'' آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو ان کے اوپر وہ چیز آئی ہے جس نے انہیں مشغول کردیا ہے'' (ابوداؤد)۔

1۔ یہ مصنف کا خیال ہے ورنہ ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایصالِ ثواب میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ مستحسن ہے۔

اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خیمے وغیرہ کے عمل سے بچنا اور اس رات، قراء اکٹھا نہ کرنا اور نہ ہی اس کے بعد مثلاً جمعرات، جمعہ، چالیسواں، سالانہ وغیرہ یہ سب بدعتیں ہیں اور ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت گمراہی ہے(1) اور ہر ضلالت آگ میں ہے۔

11۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ مجھے دفن کرنے سے پہلے میرا قرض ادا کر دینا اور ہر صاحب حق کو اس کا حق لوٹا دینا کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مومن کا نفس قرض کی وجہ سے معلق رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی طرف سے ادا کر دیا جائے'' (احمد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)۔ اگر میرے پاس مال نہ ہو تو کوئی میرا رشتہ دار میرا قرض ادا کرے یا لوگ بطور نفل ادا کر دیں۔ شہید کا بھی جو میدان جنگ میں شہید ہو جائے قرض اتارنا ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''شہید کے لیے ہر گناہ معاف کر دیا جاتا ہے سوائے قرض کے'' (مسلم)۔

جو مجھ پر ہے وہ یہ ہے کہ میں آپ کو لکھ دوں:

قرض خواہ کا نام، قرض کی قیمت، قرض کی قسم، پتہ اور ٹیلی فون نمبر۔

اور جو میں نے لینا ہے اس کے لیے آپ کو لکھ دوں:

مقروض کا نام، قرض کی قیمت اور قسم، پتہ اور مقروض کا ٹیلی فون نمبر۔

اور میں نے وصیت کر دی اپنے مال میں سے فقراء، مساکین کے لیے اس شرط پر کہ وہ تین ثلث سے زیادہ نہ ہو۔

یہ سارا عمل دین و دنیا کی رضا کے لیے ہے اور میں وصیت کروں جو ان کے لیے ضروری ہے۔ مختصر یہ کہ میں ہر اس فعل اور قول سے اللہ کے سامنے برات کا اظہار کرتا ہوں

1۔ ہر بدعت گمراہی نہیں بلکہ ہر بُری بدعت جو شریعت کے خلاف ہو وہ گمراہی ہے۔ اور یہ بات عقلاً اور نقلاً محال ہے کہ قرآن پڑھنے کے لیے اجتماع کرنا گمراہی ہو چاہے کوئی دن مقرر کیا جائے یا دن مقرر کیے بغیر قرآن پڑھا جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے قرآن پڑھنے کے لیے ہی اجتماع نہیں کیا تھا۔ لیکن بعد میں صحابہ کرام نے جب رمضان شریف میں اجتماع کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔ ثابت ہوا کہ ہر بدعت ضلالت نہیں ہے۔ ورنہ موجودہ زمانے میں شریعت پر عمل محال ہو جائے گا۔

جو شرع شریف کے خلاف ہو اور بری ہوں اس وصیت کو پورا کرنے میں سستی پر یا بدلنے پر یا خلاف شرع کسی شے کو سرانجام دینے پر چاہے وہ اس میں ذکر ہو یا نہ ہو اس کا بوجھ اسی پر ہے جو وہ اس کو کرے۔

فَمَنۡۢ بَدَّلَهٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثۡمُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يُبَدِّلُوۡنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ؕ﴿۱۸۱﴾ (بقرہ)

"جس نے اس کو سننے کے بعد بدل دیا تو اس کا گناہ ان لوگوں پر ہے جو اس کو بدل دیتے ہیں بیشک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے"۔

جو مجھے غسل دے گا

اور وہ درج ذیل ہیں

(1)..............(2)..............(3)..............۔

جو میری نماز جنازہ پڑھے وہ سب سے پہلے امام ہو اور وہ..............۔

دوسرے نمبر پر مقتدی اور وہ..............۔

جو مجھ کو قبر میں اتاریں گے..............۔

موصی (وصیت کرنے والا) کا اقرار جس میں یہ چیز ہو..............۔

نام.............. پتہ..............

گواہ..............(i) نام..............(ii) نام

ہجری تاریخ // میلادی سال

اللھم صلی وسلم علی نبینا محمد ﷺ

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

ہر مسلمان شرعی وصیت میں اضافہ کرے۔ جو خطا وہ دیکھے یا ایسی چیز دیکھے جس کا حکم دینا یا اس سے روکنا ضروری ہو تو اس کی وصیت کرے۔ اور بدعتیں اور خطائیں یہ ہو سکتی ہیں۔

1۔ میت پر چار ماہ سے زیادہ اور بیوی کے لیے دس ماہ سے زیادہ سوگ منانا۔

2۔ قبور کے پاس سورۂ یٰسین پڑھنا۔

3۔ جاہلیت کا سوگ جس میں فخر ہو، حسب ونسب کا ذکر ہو اور لوگوں کا گاڑیوں پر شہروں اور دیہاتوں پر گزرنا، میت کا ازراہ فخر سوگ منانا۔

4۔ فوجی جنازہ اور جو اس میں بدعتیں ہوتی ہیں جیسے شہید کو سلامی دینا۔

5۔ آزادی کا عمل: اور جو اس سے نعش کے پاس ذبح کا قصد کیا جاتا ہے۔

6۔ مصحف کا یا آیات قرآن کا رکھنا یا ریشم کا ٹکڑا جس پر حنا ہو میت کی بغل کے نیچے کفن کے اندر رکھنا۔

7۔ قبر کے اندر پھول رکھنا۔

8۔ نماز جنازہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنا۔

9۔ میت کے لیے جنازہ کے بعد یا دفن کے وقت موجود ہونا اور یہ ریا اور مداہنت ہے(1)۔

ایک اہم حدیث

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں ہمیں الصادق المصدوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: تم میں سے ہر ایک کی تخلیق چالیس دن ماں کے پیٹ میں ہوتی ہے جہاں وہ نطفہ بن کر ٹھہرا رہتا ہے پھر وہ اتنے دن خون کا لوتھڑا بن کر رہتا ہے پھر وہ اتنے دن گوشت کی بوٹی بن کر رہتا ہے پھر اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے اور چار چیزوں کا حکم دیتا ہے وہ اس کا رزق، اس کی موت، اس کا عمل لکھ دیتا ہے اور یہ لکھ دیتا ہے کہ وہ بدبخت ہے یا سعید ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم میں سے کوئی جنت کے لیے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے

1۔ ہر وہ عمل جس میں قرآن، تسبیحات، درود یا کوئی اور وظیفہ پڑھ کر میت کو ایصالِ ثواب مقصود ہو تو ان میں کوئی حرج نہیں وہ ایک مستحسن عمل ہے۔ اسی طرح میت کی تلقین کے لیے کوئی عمل کرنا دفن کے بعد بھی سنت کے عین مطابق ہے۔ اور ہر وہ عمل جو شریعت کے خلاف ہو اور جس میں فخر ومباحث کا اظہار ہو وہ قطعی طور پر جائز نہیں ہے۔

درمیان ایک ذراع کا فیصلہ رہ جاتا ہے وہ لکھا ہوا اس پر سبقت لے جاتا ہے اور وہ اہل جہنم کے عمل شروع ہو جاتا ہے اور اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور تم میں سے کوئی اہل جہنم کا عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے درمیان اور جہنم کے درمیان ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ لکھا ہوا اس پر سبقت لے جاتا ہے وہ اہل جنت کا عمل کرتا ہے اور اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ بخاری مسلم

اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے اور امت نے اسے قبول کیا ہے۔ یہ حدیث اعمش نے زید بن وہب سے بطریق ابن مسعود روایت کی ہے اور انہیں کے طریق سے شیخین نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔

محمد بن یزید الاسقاطی سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ابن مسعود نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذایت کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اس کو بیان کی ہے اور آپ نے تین مرتبہ یہ فرمایا پھر فرمایا: اللہ اعمش کی مغفرت کرے جس طرح اس نے حدیث بیان کی اور اس کی بھی جس نے اس سے پہلے اور اس کے بعد بیان کی۔

اور حدیث میں جو الفاظ آئے ہیں ''قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں......الخ یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام سے ملا ہوا ہے۔ مسلم نے اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ مفہوم متعدد طرق سے حضور ﷺ سے مروی ہے۔

صحیح بخاری میں سہل بن سعد سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اعمال کا دارومدار خاتموں پر ہے'' صحیح ابن حبان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اعمال کا دارومدار خاتموں پر ہے'' اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''اعمال کا دارومدار خاتموں پر ہے جس طرح برتن کا اوپر والا حصہ پاک ہو تو نیچے والا بھی پاک ہوتا ہے اور اگر اوپر والا ناپاک ہو تو نیچے والا بھی ناپاک ہوتا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آدمی طویل عرصے تک جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے پھر اس کا خاتمہ اہل جہنم کے ساتھ ہوتا ہے اور آدمی طویل عرصے تک جہنمیوں کے کام کرتا رہتا ہے پھر اس کا خاتمہ اہل جنت کے ساتھ ہوتا ہے۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم پر ضروری نہیں کہ تم کسی پر تعجب نہ کرو یہاں تک کہ دیکھو کہ اس کا خاتمہ کس پر ہوتا ہے بیشک عمل کرنے والا اپنی عمر میں ایک عرصے تک یا طویل زمانے تک نیک عمل کرتا رہتا ہے اگر وہ اس پر فوت ہو جائے تو جنت میں داخل ہو جائے پھر وہ پھر جاتا ہے اور برے عمل شروع کر دیتا ہے اور ایک بندہ اپنی عمر کا طویل حصہ بڑے بُرے عمل کرتا رہتا ہے اگر وہ اس پر فوت جائے تو جہنم میں داخل ہو جائے پھر وہ پھر جاتا ہے اور نیک عمل شروع کر دیتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک آدمی جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے جبکہ وہ کتاب میں جہنمی لکھا ہوتا ہے اگر وہ موت سے پہلے پھر جائے تو اہل نار کے کام شروع کر دے تو وہ مرتا ہے تو آگ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور ایک آدمی جہنمیوں کے کام کرتا رہتا ہے اور اہل جنت میں لکھا ہوا ہوتا ہے پس وہ مر جاتا ہے تو جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

احمد، نسائی اور ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کیا ہے فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ تو آپ نے فرمایا: تم جانتے ہو یہ کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے عرض کی نہیں۔ یارسول اللہ ﷺ جب تک آپ ہمیں نہ بتائیں۔ آپ نے دائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا "یہ رب العالمین کی طرف سے کتاب ہے اس میں اہل جنت کے نام ہیں ان کے آباء اور قبائل کے نام ہیں پھر آخر میں مہر لگا دی گئی ہے۔ اب کبھی بھی اس میں نہ کمی کی جائے گی نہ زیادتی کی جائے گی" پھر اس کتاب کے بارے میں فرمایا جو آپ کے بائیں ہاتھ میں

تھی'' یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے اس میں اہل نار کے نام ہیں اور ان کے قبائل کے نام ہیں پھر آخر میں مہر لگادی گئی ہے اب اس میں نہ کمی جائے گی نہ زیادتی کی جائے گی''۔ آپ کے صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب یہ کام مکمل ہو گیا تو پھر عمل کا کیا فائدہ؟ آپ نے فرمایا: راہ راست پر رہو اور مبالغہ نہ کرو بیشک جنتی کا خاتمہ جنتیوں والے عمل پر ہی ہوگا چاہے وہ کوئی بھی عمل کرے اور جہنمی کا خاتمہ اہل جہنم کے عمل پر ہی ہوگا چاہے وہ کوئی بھی عمل کرے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور ان کو جھاڑا پھر فرمایا: تمہارا رب بندوں سے فارغ ہو گیا ایک فریق جنت میں ہے اور دوسرا فریق دوزخ میں ہے۔ یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعدد طرق سے مروی ہے۔ طبرانی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اسے روایت کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ زائد کیے ہیں۔ جنتی کا خاتمہ جنتیوں کے عمل پر ہوتا ہے اور جہنمی کا خاتمہ جہنمیوں کے عمل پر ہوتا ہے اگر چہ کوئی بھی عمل کریں۔

کبھی اہل سعادت، اہل شقاوت کے راستے پر چل رہے ہوتے ہیں حتیٰ کہ کہا جاتا ہے وہ ان سے کتنے مشابہ ہیں بلکہ انہی میں سے ہیں۔ پھر سعادت انہیں مل جاتی ہے اور انہیں پاک کر دیتی ہے اور کبھی اہل شقاوت اہل سعادت کے راستے چل رہے ہوتے ہیں حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ وہ ان سے کتنے مشابہ ہیں بلکہ انہی میں سے ہیں۔ پھر شقاوت انہیں مل جاتی ہے۔ جس کو اللہ نے ام الکتاب میں لکھ دیا ہے وہ دنیا سے نہیں نکلتا ہے مگر ایسا کام طلب کرتا ہے جو اس کو موت سے بہت تھوڑی دیر پہلے (اونٹنی دو دفعہ دھنے کے درمیان وقت کی مقدار) سعادت مند بنا دیتا ہے پھر فرمایا'' اعمال کا دارومدار انجام پر ہے، اعمال کا دارومدار انجام پر ہے''۔

بزاز نے اپنی مسند میں اسی معنی کے ساتھ ابن عمر کی حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے اور صحیحین میں سہل بن سعد سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور مشرکین کا آمنا سامنا ہوا آپ کے صحابہ میں ایک شخص ایسا تھا جو نہ چھوٹے کو چھوڑتا تھا نہ

بڑے کو مگر تلوار سے اسے مار دیتا۔ لوگوں نے کہا ہم سے فلاں اجر لے گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ جہنمی ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ میں اس کے ساتھ ہو گیا اور اس کا پیچھا کرنے لگا اس کو شدید زخم نے آلیا تو اس نے موت میں جلدی کی اور تلوار کے پھالے کو زمین پر رکھا اور اس کی نوک کو سینے کے درمیان رکھا پھر اپنے آپ کو اس پر دبا دیا اور خودکشی کر لی۔ ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے سامنے تمام واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا ''بیشک ایک آدمی ظاہری طور پر لوگوں کے سامنے جنتیوں کے کام کرتا ہے اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور ایک شخص ظاہری طور پر لوگوں کے سامنے جہنمیوں کے کام کرتا ہے اور جنتی ہوتا ہے'' بخاری نے روایت میں یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں ''اعمال اپنے خاتموں پر ہیں''۔

آپ کے ارشاد مبارک ''ظاہری طور پر لوگوں کے سامنے'' سے اشارہ ہے کہ باطن میں امر ظاہر کے خلاف ہوتا ہے اور بری عاقبت بندے کی باطنی کیفیت کی وجہ سے ہوتی ہے جو لوگ نہیں جانتے۔ اور برے عمل کی جہت اور اس طرح کا عمل، یہ وہ خفیہ صفتیں ہیں جو بُری عاقبت کا سبب بنتی ہیں اسی طرح آدمی کبھی اہل نار کا عمل کرتا رہتا ہے اور اس کے باطن میں خفیہ صفت ہوتی ہے جو بھلائی کی خصلتوں میں سے ہوتی ہے وہ صفت آخر عمر میں اس پر غالب آجاتی ہے اور اس کے لیے حسن خاتمہ کا سبب بن جاتی ہے۔ عبدالعزیز بن رواد کہتے ہیں: میں ایک آدمی کے پاس آیا اس کی موت کے وقت تاکہ اس کو کلمہ شہادت کی تلقین کروں یعنی ''لا الہ الا اللہ'' کی تلقین کروں تو اس نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی: جو تو کہہ رہا ہے وہ اس کا کافر ہے اور اس پر مر گیا۔ عبدالعزیز کہتے: میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ شراب کا عادی تھا۔ عبدالعزیز کہتے ہیں: گناہوں سے بچو! بیشک یہ انسان کے اوپر پڑ جاتے ہیں۔

اے مردہ دل! بہت سے لوگ گزشتہ حدیث کا کمزور مفہوم سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں ہم خاتمہ نہیں جانتے اس لیے بجائے اس کے کہ اطاعت کرتے رہیں اور معصیت پر مر جائیں

ہم کسی کی اطاعت ہی نہیں کریں گے۔

جان لو کہ حدیث سے مراد ایسا آدمی ہے جو لوگوں کے سامنے اطاعت کا اظہار کرتا ہے لیکن اندر سے وہ منافق ہوتا ہے یا ریا کار ہوتا ہے یا اس پر دنیا کی محبت اور گناہ غالب ہوتے ہیں اس طرح اس کی عاقبت بری ہوتی ہے۔

بیشک اللہ پر حق ہے کہ جو اس کی عبادت کرے تو وہ اس کی ابتدا بھی اچھی کرے اور انتہا بھی اچھی کرے اور اس کی رعایت کرے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ ابو محمد عبد الحق کہتے ہیں: جان لو کہ برا انجام اللہ ہمیں اس سے بچائے اس کے لیے نہیں ہوتا جس کا ظاہر مستقیم ہو اور باطن صالح ہو نہ اس بارے میں سنا گیا ہے اور نہ اس کا علم ہے۔ والحمدللہ۔ یہ اس کے لیے ہوتا ہے جس کی عقل میں فساد ہو یا کبیرہ گناہوں پر مصر ہو اور بڑے بڑے گناہ کرتا ہو اور اس پر کبھی یہ چیزیں غالب ہوتی ہیں یہاں تک کہ توبہ سے پہلے اس پر موت آجاتی ہے۔ شیطان اس صدمہ کے وقت اسے جڑ سے اکھیڑتا ہے اور اس دہشت پر اسے اچک لیتا ہے۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔ یا وہ راہ مستقیم پر ہوتا ہے اس کی حالت بدل جاتی ہے اور وہ سنت سے نکل جاتا ہے اور شیطان کا طریقہ اپنا لیتا ہے۔ پس یہ اس کے برے خاتمہ کا سبب ہوتا ہے اور بدعاقبت کی وجہ بن جاتا ہے۔ جیسے ابلیس نے ایک راوایت کے مطابق نوے سال عبادت کی اور بلعام ابن باعوراء جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں عطا کیں پھر وہ ان سے ہمیشہ کے لیے زمین کی طرف پھسل گیا اور خواہشات کی پیروی کی۔ اور برصیصا عابد جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ (الحشر:16)

"جس طرح شیطان نے جب انسان سے کہا کہ کفر کر جب اس نے کفر کیا"۔

ان دونوں کے بارے میں تفصیل آئے گی۔

پس انجام ابتداء کی ہی میراث ہے یہ سب کچھ گزشتہ کتاب میں گزر چکا ہے اسی وجہ سے سلف کا خوف برے خاتمہ سے شدید تھا۔ ان میں سے ایسے تھے جن کا دل پہلوں کے

ذکر سے بے چین رہتا اور کہا جاتا ہے کہ نیک لوگوں کا دل عاقبت سے معلق رہتا ہے وہ کہتے ہیں ہمارا انجام کیا ہوگا۔ مقربین کا دل پہلی چیزوں (گزشتہ اعمال) سے معلق رہتا ہے وہ کہتے ہیں ہم نے کیا کیا۔ اور بعض صحابہ کرام موت کے وقت بہت روئے ان سے پوچھا گیا تو کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو دو مٹھیوں میں لیے ہوئے ہے آپ نے فرمایا یہ جنت میں ہیں اور یہ دوزخ میں ہیں اور میں نہیں جانتا کہ کس مٹھی میں تھا۔

کسی بزرگ نے کہا کہ آنکھیں اتنی نہیں روئیں جتنا انہیں سابق کتاب نے رلایا اور سفیان نے کسی صالح شخص سے کہا کیا اللہ کے تیرے بارے میں علم نے تجھے کبھی رلایا۔ تو اس شخص نے جواب دیا مجھے چھوڑیے میں تو کبھی خوش ہی نہیں ہوا۔ سفیان کو اپنے اعمال اور انجام سے بڑی بے چینی رہتی وہ روتے اور کہتے مجھے ڈر ہے کہ میں کتاب میں شقی ہوں اور وہ رو کر کہتے مجھے ڈر ہے کہ موت کے وقت میرا ایمان نہ سلب ہو جائے۔

مالک بن دینار رات گئے تک اپنی داڑھی پکڑے رکھتے اور کہتے اے میرے رب! تو جنتیوں کو بھی جانتا ہے اور دوزخیوں کو بھی کس گھر میں مالک کا ٹھکانہ ہے؟۔ حاتم اصم کہتے ہیں جس کا دل چار خطروں سے خالی ہے وہ دھوکے میں ہے اور شقاوت سے پر امن نہیں ہے۔

اول: یوم میثاق کا خطرہ جب اللہ نے فرمایا یہ جنت میں ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے اور یہ دوزخی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور وہ نہیں جانتا کہ کس فریق میں ہے۔

دوم: جب تین تاریک پردوں میں پیدا کیا گیا۔ فرشتے نے اس کی شقاوت یا سعادت کی ندا دی اور وہ نہیں جانتا کہ وہ شقی ہے یا سعید؟۔

سوم: اطلاع دینے والے کی ہولناکی۔ وہ نہیں جانتا کہ اسے اللہ کی رضا کی خوشخبری دی جائے گی یا اس کی ناراضگی کی۔

چہارم: جس دن لوگ مختلف راستوں سے آئیں گے اور وہ نہیں جانتا کہ اسے کس راستے سے چلایا جائے گا۔

اسی لیے صحابہ کرام اور بعض میں صالحین اپنے آپ پر نفاق سے ڈرتے اور ان کی اس بارے میں بے چینی اور خوف شدید ہوتا۔ پس مومن اپنے آپ پر جھوٹے نفاق سے ڈرتا ہے کہ کہیں موت کے وقت اس پر غالب نہ آجائے اور وہ اسے نفاق اکبر کی طرف نہ لے جائے جس طرح پہلے بیان ہوا کہ بری خصلتیں بُرے انجام کا سبب بنتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ اکثر دعا فرماتے ''اے دلوں کو پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھ'' آپ سے عرض کی گی یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ پر ایمان لائے اور جس کے ساتھ آپ تشریف لائے کیا آپ کو ہم پر ڈر ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ بیشک دل اللہ رحمٰن عزوجل کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ جیسے چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے۔ (احمد، ترمذی)

امام احمد نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اکثر دعا فرماتے ''اے دلوں کو پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھ''میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا دل بھی پھر جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا انسان پیدا نہیں کیا مگر یہ کہ اس کا دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے سیدھا رکھے اور چاہے تو ٹیڑھا کردے۔

پس ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمارے دلوں کو ہدایت کے بعد گمراہ نہ کرے اور ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کرے بیشک وہ عطا کرنے والا ہے۔ ام سلمہ کہتی ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے ایسی دعا سکھائیں گے جو میں اپنے لیے کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ تو یہ کہہ ''**اللّھم رب النبی محمد اغفرلی ذنبی واذھب غیظ قلبی واجرنی من مضلات الفتن ماحییتنی**''۔

اے نبی محمد ﷺ کے رب! میرے گناہ معاف فرمادے میرے دل کے غیظ کو دور کردے اور مجھے فتنوں کی گمراہیوں سے بچا جب تک تو مجھے زندہ رکھے۔

مسلم نے عبداللہ بن عمرو کی حدیث روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا بیشک ہر بنی آدم کے تمام دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو

انگلیوں کے درمیان اس طرح ہے جس طرح ایک ہی دل ہو وہ جیسے چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔

قبور کا ذکر

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ (التکاثر)

تمہیں (مال اور اولاد) کی کثرت نے مشغول کر دیا یہاں تک کہ تم نے قبریں دیکھ لیں۔

دنیا میں صالحین کے متعلق اللہ سے خشیت کی حکایات ہیں۔

میمون بن مہران کہتے ہیں میں عمران بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا اور آپ پڑھ رہے تھے "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾" تو آپ نے فرمایا: بیشک لوگ موت کے وقت قبریں دیکھتے ہیں اور ہر زائر نے اپنے وطن جنت یا دوزخ کی طرف لوٹنا ہے۔

اللہ فرماتے ہیں: اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ یعنی تمہیں مال اور اولاد کی کثرت نے اللہ کے ذکر اور اس کی طاعت سے مشغول کر دیا ہے اور لہو نے تمہیں مشغول کر دیا ہے۔ اور اکثر بہادری میں کہا جاتا ہے "حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ" یہاں تک کہ تم نے قبریں دیکھ لیں۔ یعنی تمہارے گھر۔ اور کہا جاتا ہے کہ قریش کے دو قبیلے مردوں پر فخر کرتے اور کہتے ہم میں سے فلاں تھا ہم سے فلاں تھا "كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ"۔ خبردار عنقریب جان لو گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب تم مرو گے تو جان لو گے ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پھر خبردار یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر خبردار عنقریب جان لو گے اپنی قبروں میں جا کر۔ یہ وعید کے ساتھ وعید ہے اور پہلے کا معنی اور ہے دوسرے کا اور۔ اور یہ جملہ کا تکرار نہیں۔

فرّا کہتے ہیں کہ عرب شدت اور خوف پیدا کرنے کے لیے کبھی جملے کو دوبارہ ذکر کرتے ہیں اور یہ اس کے درمیان ہے پھر فرمایا (کلّا) یعنی وہ ہرگز وعید پر ایمان نہیں لاتے

پھر دوبارہ فرمایا (كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ): اگر وہ یقینی طور پر جان لیں: محض یقین جس میں شک نہ ہو تمہیں پتہ ہو کہ تم جہنم میں آخرت میں دیکھو گے۔ جیسے اللہ نے فرمایا "اور جہنم کو دیکھنے والے کیلئے ظاہر کر دیا گیا ہے"۔ (النازعات: 36) پھر فرمایا لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ یعنی تم جہنم کو علم کی رویت سے دیکھو گے (ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ): پھر آنکھوں سے دیکھو گے (ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ): پھر نعمتوں کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔ یعنی ان سے پوچھا جائے گا کہ انہوں نے نعمتوں، زندگی اور آسائشوں کا شکر کیا؟ ایک قوم نے گمان کیا کہ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے اور دوسرے کہتے ہیں یہ مومنین پر عام ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "دو نعمتیں مغبون ہیں جن میں بہت سے لوگ ہیں۔ صحت اور فراغت۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک دن یا رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی نکلے ہوئے تھے آپ نے فرمایا "تمہیں اس وقت کس چیز نے گھر سے نکلنے پر مجبور کیا" انہوں نے کہا۔ بھوک نے یا رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے مجھے بھی اسی چیز نے نکالا جس نے تم کو نکالا۔ تم کھڑے ہو جاؤ۔ وہ دونوں حضرات آپ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ ایک انصاری کے پاس آئے جبکہ وہ گھر پر نہیں تھے۔ جب عورت نے آپ کو دیکھا تو کہا مرحبا خوش آمدید۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فلاں کہاں ہیں؟ اس نے کہا وہ ہمارے لیے پانی میٹھا کرنے گئے ہیں۔ اتنے میں انصاری بھی آ گئے انہوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو دیکھا تو فرمایا: الحمد للہ۔ آج سے بڑھ کر میرے پاس مکرم مہمان کوئی نہیں آئے وہ گئے (1) اور ایک ٹہنی لے کر آئے جس میں خشک اور تر کھجوریں تھیں اور کہا: کھائیے اور اس نے چھری لے لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم بکری کا دودھ دوہ کر ضرور لانا۔ پس انہوں نے اس ٹہنی سے کھایا اور دودھ پیا۔ جب خوب

1۔ یہ صحابی ابو الہیثم بن التیہان تھے۔ جس طرح ترمذی نے روایت کیا۔

کھانے سے بھوک مٹائی اور دودھ سے سیراب ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا تمہیں بھوک نے گھر سے نکالا پھر تم نہیں لوٹے حتیٰ کہ تمہیں یہ نعمتیں ملیں۔

اللہ نے فرمایا: اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ اس کا معنی یہ ہے تمہیں دنیا میں مال جمع کرنے، گناہ کرنے اور جرموں میں حد سے بڑھنے نے مشغول کر دیا۔

کیا تو اس گھر پر راضی ہے جس کو بقا نہیں ہے

تو برائیاں شمار کرتا ہے اور فتنے اکٹھے کرتا ہے

ایسا کرنے والے کی خوشی صحیح نہیں ہے

یہاں تک کہ اس کی خوشی غم میں بدل جائے

تعجب ہے ان پر بلکہ ان کے وطن پر

اگر یہ انہیں وطن شمار کریں تو سراسر دھوکہ ہے

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو ہم پر مہربان ہے

گناہ چھپاتا ہے اور نیکیاں ظاہر کرتا ہے

اس کے ہم پر احسان ختم ہی نہیں ہوتے

حتیٰ کہ ایک احسان کے بعد نیا احسان آجاتا ہے

اے بھائی! تو لذات کے ساتھ مشغول ہو گیا اور اپنی عمر کو خواہشات میں فنا کر دیا اور زمینوں اور آسمانوں کے رب کی نافرمانی کی اور تنہائی اور حیرت کے گھر کو بھول گیا اے وہ جس کا گھر کتنا تاریک ہے اور جس کا صندوق کتنا پریشان کن ہے وہ تنہائی اور غم کا گھر وحشت کی منزل ہے۔

اور تم پڑھو:

کبھی کبھی صحت والے کو بھی پھیر دیا جاتا ہے

وہ بالکل صحیح تھے انہیں کوئی بیماری نہ تھی

اے میت کو اس کی قبر میں رکھنے والے

تجھے قبر خطاب کرتی ہے اور تو سمجھتا نہیں

یہاں تک کہ تم وحشت کے گھر میں قبروں کو دیکھ لو گے اور تنگی اور غم کے گھر کو تنگی اور مصائب میں دیکھو گے۔ غم حسرتیں، ہولناکیاں پے در پے ہوں گی۔ قبر کی تاریکیاں، منکر نکیر کے سوالات، قیامت تک برزخ میں ہمیشگی۔

اے مغرور! اپنے نفس پر غور کر۔ بیشک قبر کی ایک شان ہے جس کے پیچھے کئی شانیں ہیں۔ اور تم یہ پڑھو:

تجھے زندگی دھوکے میں نہ ڈالے آگے بڑھ

اور قبر سے ڈر بیشک قبر کی ایک شان ہے

بیشک اس میں صاحب دل نہیں بھڑکائے جائیں گے

جب کہ وہ متقی ہوں گے اور ان کے مدد کی جائے گی

بیشک مجھے یقین ہے جو کچھ میری کتاب میں ہے

بہت جلدی کفن پہنایا جائے گا

جب تجھے لحد کی تاریکی میں رکھا جائے گا

اور تیرے ٹھکانے کو بدل دیا جائے گا

اور جب میرا رب مجھے عفو سے نہیں لے گا

تو قبر میں ذلت اور رسوائی ڈالی جائے گی

قبر یا جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ خبردار یہ تنہائی، وحشت اور کیڑوں کا گھر ہے۔ اللہ سے ڈرو۔ میرے بھائیو! اسی تنگی کے لیے عمل کرو۔ اور عمل میں اجتہاد اور تحقیق کے ساتھ کوشش کرو۔ اور پڑھو:

گویا میرے بھائی مجھے قبر کے گھڑے پر

مجھے چھوڑ دیں گے اور مجھ پر آنسو بہائیں گے

اللہ مجھے معاف کرے جب میں اکیلا چھوڑ دیا جاؤں

مجھے لوگ دیکھیں گے لیکن مجھے پتہ نہیں ہوگا اور مجھے چھوڑ دیا جائے گا لیکن مجھے علم نہیں ہوگا۔

اے اللہ کے بندو خواب غفلت سے جاگو۔ اور یوم آخرت کے عمل کرو۔ اور قبر کی تاریکی کا سامان تیار کرو جب تک تمہارے پاس مہلت ہے۔ اپنے دن فضول ضائع نہ کرو۔ اپنی عمریں برے افعال سے بچاؤ۔ بیشک موت تم پر آنے والی ہے اوقبر تمہارے سامنے ہے۔

میں تیری بدگوئی کر رہا ہوں اپنی بات سے

اور بات میں ایک غم ہے

میرے سونے کی جگہ ضائع ہوگئی

میرا سکون مجھ سے جدا ہو گیا

مجھ سے کہو قبر میں پہلی رات

تیری رائے میں مجھ پر کیسی ہوگی

کہا گیا ہے کہ قبر میں میت پر پہلی رات سے زیادہ سخت اور مشکل کوئی رات نہیں ہوتی۔

اور پڑھو:

خدا کے واسطے اے آنکھ رحم کھا

مجھ پر رو اور نوحہ کر

کل میری قبر بند کر دی جائے گی

کل میں اپنا ٹھکانہ دیکھوں گا

کل احباب باہر نکلیں گے

اور تجھے نکلنے سے روک دیں گے

اے دوستو! تم میں سے کسی کے پاس گھر ہے اور بیٹھنے کے لیے قالین نہیں ہے تو وہ مٹی اور زمین پر بیٹھ جائے اسی طرح جس طرح اپنی قبر کے لیے نیک عمل آگے نہ بھیجے وہ اپنی

قبر میں اکیلا، تنہا اور وحشت میں رہے گا۔ اور پڑھو:

میں قبر میں پڑا ہوا ہوں

میرے اہل مجھ سے بَری ہو گئے

مجھے گناہوں سمیت حوالے کر دیا

اگر میری معافی نہ ہوئی تو میں ذلیل ہو گیا

آج میرے بڑھاپے پر رحم کر

اے اللہ میری عمر پر رحم کر

اے اللہ آج میری کمزوری پر رحم کر آج میرا گمان خاسر نہ ہو

اے احباب! اپنی قبروں کی تیاری کرو۔ ایسا لگتا ہے جیسے ندا آ رہی ہو۔ اے ابن آدم! اے کمزور اپنی زندگی میں اپنی جان پر رحم کر اس سے پہلے کہ تو مجھ سے ملے۔ کیونکہ تو جب مجھے اس حال میں ملے گا کہ اپنے آقا کا مطیع ہو گا اور مجھ سے خوشی دیکھے گا۔ اور اگر تو اپنے آپ پر رحم نہیں کرے گا تو میں تجھ پر رحم نہیں کروں گا۔ میں طویل ندامت کے ساتھ کیڑوں کا گھر ہوں۔ میں شدید بھوک اور شدت کے ساتھ وحشت کا گھر ہوں۔ میں تاریکی کے ساتھ پیاس کا گھر ہوں۔ میں بچھوؤں کے ساتھ تاریکی کا گھر ہوں۔ اے ابن آدم! تجھے دنیاوی زندگی دھوکہ نہ دے۔ تو نے مجھ پر گزرنا ہے اور میں آخرت کی طرف تیری پہلی منزل ہوں۔ اگر تو مجھ سے نجات پا گیا تو ہر شدت سے نجات پا جائے گا جس کا تجھے خوف ہے۔ اے ابن آدم! میں غضب کا گھر ہوں میں کسی جوان پر رحم نہیں کرتا۔ اور نہ چھوٹے پر نہ کسی پختہ عمر والے پر اور نہ کسی بوڑھے پر رحم کرتا ہوں۔ میں صرف اس پر رحیم ہوں جو اپنے آپ پر رحم کرتا ہے اور پڑھو:

مجھے تعجب ہے ہر اس شخص پر جو اس گھر

میں خوش ہے جس میں دھوکہ ہے

اس کا رہائشی کیسے زندگی سے لذت اٹھاتا ہے

جبکہ وہ جانتا ہے کہ اس کا مسکن قبر ہے۔

اے ابن آدم! تجھے ایک امر عظیم کے لیے پیدا کیا گیا ہے اگر تجھ میں عقل ہوتا تو تیری قناعت ظاہر ہوتی۔ تیرا خشوع عیاں ہوتا۔ تیرے آنسو بہہ رہے ہوتے قبر اور اس کی وحشت سے۔ لحد اور اس کی گھٹن سے۔ مطلع کے خوف اور اس کے ڈر سے۔ اے مسکین! اپنے لیے تیاری کر۔ جب تو زندہ ہے اور جب تجھ سے ہر عمل قبول کیا جاتا ہے۔ اعمال نامہ بند ہونے سے پہلے، دروازہ بند ہونے سے پہلے، حجاب اترنے سے پہلے، مٹی میں جانے سے پہلے۔ اور تم پڑھو:

توامن میں مت رہ اگر چہ حرم میں ہو

بیشک موتیں ہر انسان پر اچانک آتی ہیں

اپنے راستے پر چلتا رہ اور منحرف ہوئے بغیر ثابت قدم رہ

یہاں تک کہ رحمن سے جزا پالے

ہر ساتھی اگر چہ اس کا چھوڑنا مشکل ہو

اور ہر چیز چاہے کتنی ہی زیادہ ہو فانی ہے

خیر اور شر ایک زمانے میں ملے ہوئے ہیں

ہر ایک نئے انداز سے تیرے پاس آئیں گے

تم غور و فکر کرو، اللہ تم پر رحم کرے۔ اپنے احباب میں، ہمسایوں، دوستوں، بھائیوں، آباء اپنی ماؤں میں، بہنوں میں، دور نزدیک کے لوگوں میں، اہل محبت اور مخالف میں۔ تم سے جدا ہو کر گھروں کو چلے گئے، ان کے آثار بھی ختم ہو گئے، قبروں میں ہڈیوں کے ساتھ پڑے ہیں، دوست ان سے جدا ہو گئے، قریبی دور ہو گئے، ان پر لحد تنگ ہو گئی، ان کی آنکھیں رخساروں پر بہہ گئیں، ان کی جلدیں پھٹ گئیں، ان کے جسم میں کیڑے مکوڑے رینگنے لگ گئے، ان کی روحیں برزخ میں قیامت تک فنا ہو گئیں، ان کے مال نے انہیں نفع نہ دیا، ان کی عمارت اور مضبوط قلعوں نے انہیں پناہ نہ دی، ان کی کوئی چیز انہیں روک نہ

سکی، قبور ان کی قرار گاہ ٹھہریں، ان کے دوست ان سے بھاگ گئے۔

اے بھائیو! ہوش کرو۔ رحمٰن کی اطاعت میں کوشش کرو۔ دوستوں اور وطن کی جدائی سے پہلے پہلے۔ اور تم پڑھو:

یہ حادثات ہیں جو راستوں میں ہیں اور لوٹ کر آتے ہیں
ہر ایک کی موت کے لیے وقت مقرر ہے
خوشیاں باقی نہیں جب پکڑ لیں گے
شدید قسم کی پکڑ اور سخت قسم کی قید کرنے والے
کتنے ہیں جو شیر کی طرف تیزی سے جاتے ہیں
اور کتنے سخت لشکروں سے لوٹ آتے ہیں
میرے بھائی سے کہو کہ جتنی لمبی عمر گزار
بیشک کائنات فساد کو بلانے والی ہے
سخاوت میں ایسے ہو جیسے لقمان عاد کے ساتھ تھا
اور یہ حمام لقمان بن عاد ہے
بیشک آدمی موتوں کے ہاتھ میں قید ہے
اس کے لیے ان سے کوئی چارہ نہیں ہے

قبور سے عبرت

اے بھائی! جب تو ارادہ کرے کہ تو جانے کہ تیرے بعد تیرا کیا حال ہوگا تو قبور کی طرف نکل، ان پر ایک ساتھ نظر مار، اور قبروں کے درمیان اپنی قبر خیال کر، پھر دیکھ تو اپنی قبر میں کس چیز کا محتاج ہوگا، تو طویل مدت کے لیے وہ عمل کر۔ اور وہ عمل صالح ہے۔ اس کے علاوہ قبر میں تجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر چیز قبر میں تجھ پر وبال اور حسرت بن جائے گی، اپنی موجودہ حالت پر غور کر، اگر تو موت اور قبر کے لیے صحیح ہے تو اس پر قائم رہ، اگر ان دونوں کے لیے صحیح نہیں ہے تو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کر، اور ایسا کام کر جو صحیح

ہو اور پھر یہ اشعار پڑھو:

اے مغرور تو نے قبور کو کتنا بھلا دیا ہے

یہ گڑھا ہے جس میں گنہگار کے لیے کوئی خوشی نہیں

تو اس سے اندھا بنا ہوا ہے جبکہ تو دیکھ بھی رہا ہے

اس کی چکی مخلوق پر چل رہی ہے

پس اللہ سے ڈر جیسے ڈرنے کا حق ہے

ہر اس مصیبت سے بچ جو قبر میں ڈراتی ہے

لہو ولعب اور بہادری کو چھوڑ دے

اور وہ عمل کر جس کی طرف تو جلدی جانے والا ہے

یہ دار بقا ہے اور ہر پرہیز گار اس کے پہلو میں مکرم اور قدر والا ہے۔ اور ہر گنہگار کے لیے بُری جگہ ہے۔ اگر رب کی رحمت اس کو نہ ملے تو وہ دور اور ہلاک ہونے والا ہے۔

اہل قبور کے لیے دعا

ایک خائف شخص جب قبرستان جاتا تو تین دن تک اس کا نہ پسینہ خشک ہوتا نہ وہ کھاتا اور نہ پیتا اور کہتا: اے احباب تم حسرات کے گھر پہنچ گئے، اللہ تمہاری غربت کا مونس ہو، اللہ تمہاری تنہائی پر رحم کرے، اللہ تمہارے بستروں کو ٹھنڈا کرے، اور جو تم پر مقدر کیا گیا اللہ تم پر آسان کرے، وہ سننے والا قریب ہے، وہ کتنا اچھا آقا اور کتنا بہتر مددگار ہے۔ پھر وہ رونے لگ جاتا اور سخت روتا۔

اللہ سے ڈرو، اور رونے کے دنوں سے پہلے رولو، اور دکھ کے دنوں سے پہلے پکار لو۔

افسوس اس دنیا پر اور دنوں پر جو گزر گئے

قبر اس کی تنہائی اور لحد اس کا ٹھکانہ ہے

وہ لہو میں رہتا ہے، اگر اسے پتہ چل جائے کہ اس کے لیے کیا تیار کیا گیا

تو وہ اس لہو پر بہت غمگین ہو

کاش جو اس کے ہاتھ نے چنا ہے وہ اس کو پہچان لے
بربادی ہے اس پر جو اس نے چنا ہے، بربادی ہے

اللہ کے بندو، جان لو کہ مردوں پر قبریں تابوت ہیں جن کو تالے لگے ہوئے ہیں ان کی گردنوں میں اعمال کے پٹے ڈال دیے گئے ہیں، ان کی روحیں صبح و شام جنت یا دوزخ کی طرف محمول ہیں۔

اے شخص قبر جس کی قبر خوبصورت ہے
اور شاید وہ اس کے اندر بہت ہی غمگین ہے
اے شخص اپنی منزل پر مقیم
اس میں حوادث نازل ہوتے ہیں جو وہاں مقیم ہے
خبردار تجھ کو ملکیت اور نعمتیں دھوکہ نہ دیں
ملک فنا ہو جاتی ہے اور نعمتیں ضائع ہو جاتی ہیں
اور جب تیرا جنازہ قبرستان تک اٹھایا جائے گا
تو جان لے کہ اس کے بعد تو محمول ہے

اے بھائیو! ہمارے بھائی گزر گئے اور ہم بھی ان کے پیچھے ہیں۔ بیشک ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ بیشک ہماری آنکھیں امور کی حقیقتوں سے اندھی ہو گئی ہیں۔ ہم حساب سے غافل ہو گئے اور ہم قبروں کو بھول گئے۔

اصمعی سے حکایت

اصمعی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک اعرابی کے پاس سے گزرا جو قبرستان میں کھڑا تھا میں نے پوچھا اے عربی بھائی! یہ کون سی جگہ ہے جس میں تو کھڑا ہے؟ اس نے کہا:

یہ اس قوم کے گھر ہیں جنہوں نے زندگی گزاری
انتہائی عیش و عشرت میں بغیر کسی خطرہ کے

زمانے کی مصیبتیں ان پر چیخیں اور چلے گئے
قبروں کی طرف اب نہ آنکھ ہے نہ اثر
اے اللہ کے بندو جس کا ٹھکانہ قبر ہو
اس کی خوشی کا کوئی راستہ نہیں ہے

اور قبر ہر روز ندا دیتی ہے: میرے علاوہ تمہارا کوئی چارہ نہیں تم نے میرے لیے نیک اعمال میں سے کیا تیاری کی ہے:

وہ زمانے کی پناہ لیتا ہے جس کی پناہ نہیں ہے
دنیا سے حُسن ظن سراسر دھوکا ہے
جب تو کسی دن کا ارادہ کرے تو وہی دن ہوگا
اور چاند کے کم ہونے کی انتہا چھپ جانا ہے
زندگی پر بزدل کی حرص چھوڑ دے
اور خوبصورت عمل کر، تیری عمر مستعار ہے
اور مال والے دنیا سے نشے میں ہیں
موت کے وقت یہ نشے چھٹ جائیں گے
آدمی امید کرتا ہے کہ وہ سلامت رہے گا
دن اور رات اس کا انکار کرتے ہیں
کیا موت نے کسی زندہ پر خطا کی ہے
صبح شام، نفوس کو لے جاتی ہے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے حکایت

کہا جاتا ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ قبور دیکھتے تو فرماتے:

ان کا ظاہر کتنا اچھا ہے اور ان کے اندر ہولناکیاں۔ اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو۔ دنیا کے ساتھ مت مشغول ہو جاؤ۔ بیشک قبر بیت العمل ہے۔

اے وہ جو دنیا میں مشغول ہو گیا

اور طویل امید نے اسے دھوکے میں ڈال دیا

موت اچانک آتی ہے

اور قبر عمل کا صندوق ہے

اگر تو میت کو تین دن بعد قبر میں دیکھے تو طویل انس کے بعد اس کا جسم ختم ہو جاتے سے حیران ہو جائے، اگر تو دیکھے کیسے کیڑے گھوم رہے ہیں اور اس میں پیپ چل رہی ہے اور کیڑے اسے پھاڑ رہے ہیں اس کے ساتھ حسن ہیئت، اچھی ہوا اور عمدہ کپڑوں کے بعد کس طرح ہوا بدل گئی ہے اور پپوٹے بوسیدہ ہو گئے ہیں۔

اے معشر شباب! تم مٹی میں جانے کے لیے کل کی تیاری کرو

شیوخ کے لیے اور کل کے لیے

لہو ولعب کے میدان اور باکرہ عورتیں نہیں ہیں

ان کو کل، پہلے، یا اس کے بعد

قبروں سے اٹھایا جانا ہے

قبر کی اپنے ساکنین کو آواز

اے اللہ کے بندو! کوئی ایسا مومن اور کوئی ایسا فاجر نہیں ہے جس کو قبر صبح، شام آواز نہ دیتی ہو، یا خوشخبری اور سرور کے ساتھ۔ جس نے اس میں فکر کی، اس کی وحشت، اس کی تنگی، اور اس کے غم میں۔ وہ اس پر دنیا سے وسیع اور اس سے کشادہ ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسے اپنے گھر سے بہتر گھر میں بدل دیتا ہے اور اپنے اہل سے بہتر اہل میں بدل دیتا ہے۔ قبر کو اس کے گھر سے بہتر بنا دیتا ہے۔ پس قبر کا ہر وقت ذکر کیا کرو۔ اور زمین و آسمان کے جبار کی اطاعت کرو۔ ہو سکتا ہے وہ اسے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ تمہارے لیے بنا دے اور ذلت و حسرت کو بدل دے۔

قبور پر کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے ہو کر یاد کرو

اللہ ہی کے لیے خول ہے جو وہ قبر چھپاتی ہے
اے مغرور ان میں تیرے لیے نصیحت ہے
اور ان میں تیرے لیے عبرت ہے
بڑے بڑے بادشاہوں کو محلوں نے ایک زمانہ تک چھپائے رکھا
ایک زمانہ تک بعد میں قبر نے انہیں چھپا دیا
کیڑے بڑی نعمتوں والی قوم کو کھاتے ہیں
ہاں اور اس کے علاوہ پیاس اور فریاد ہے
چاہے وہ اس پر راضی ہوں یا ناراض ہوں
افسوس تمام فکر ان میں ختم ہو جائے گی

بکر بن حماد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن قبور کی طرف نکلے اور قبروں کی طرف دیکھنے لگے اور بھائیوں اور دوستوں میں فکر کرنے لگے۔ ساتھیوں اور ہمسایوں میں۔ پھر روئے یہاں تک کہ ان کا رونا لمبا ہو گیا اور ان کے آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہو گئی پھر یہ پڑھنے لگے:

ہم نے ایک قوم کے گھر دیکھے جو ہمیں نہیں دیکھتی
ہم غفلت میں ہیں ان کی ہدایت سے
اگر وہ بولتے تو کہتے کوشش کرو تمہیں کیا ہے
اے مسافر کوشش کر کہ مقیم پناہ لیتے ہیں
موت دنیا سے سخت اور اس سے مشکل ہے
اور ہمارے کام مرنے والوں کے نہیں ہیں
تم کثرت سے رویا کرو رونا تمہارے لیے لکھا ہوا ہے
حاملین عرش بھی روتے ہیں
اللہ سے ڈرو اور عمل میں کوشش کرو

بیشک قبر تمہارے سامنے ہے

موت تمہیں کہتی ہے کہ اپنا جمع شدہ مال تقسیم کردو۔ اور جو تم نے بنایا ہے وہ تمہاری جان کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گا۔ اور تم قبر اور لحد کی تنگی کی طرف منتقل ہو جاؤ گے۔ جس نے قبر کی طرف نیک اعمال بھیجے۔ وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پائے گا اور جس کا عمل نہ ہوا اس کے لیے جہنم کا گڑھا ہوگا۔ اے معشر اصحاب اس کے لیے تیاری کرو۔

اے اللہ کے بندو! عذاب کے نزول سے قبل اپنے آپ پر رحم کرو۔ بیشک قبر اس پر رحم نہیں کرتی جس کا عمل نہ ہو اور نہ اس پر شفقت کرتی ہے جسے لمبی امید دھوکے میں ڈال دے۔ اور نہ اس سے محبت کرتی جس نے مہلت کے ایام ضائع کر دیے۔

مٹی کے باسی کا کیا حال ہوگا
شام ہوئی اور اس کی رسیاں ٹوٹ گئیں
چاشت ہوئی اس کے چہرے کی خوبصورتی ضائع ہو گئی
اور قبر میں اس کی رگیں بکھر گئیں
خوبصورتی اس کے ہاتھ سے تبدیل ہو گئی
اس کی رگیں اس کے بعد تقسیم ہو گئیں
دن جوان کے ساتھ کھیلتے رہتے ہیں
اور مال جو صاف اور حلال ہوتا ہے چلا جاتا ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خربہ کا شہر

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خربہ کے شہر داخل ہوئے اور اس کے ایک محل میں داخل ہوئے اور ندا دی۔ اے دوسروں کو تباہ کرنے والے تیرے اہل کدھر ہیں؟ محل میں آخر سے کسی نے آواز دی۔ اے ابن مریم جاؤ اور کوشش کرو اور حد سے نہ بڑھو بیشک ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں اور ان کی عمریں ان کی گردنوں میں ہیں۔

قبروں پر کھڑے ہو جاؤ اور اس کے اوپر کہو

کون تم میں سے تاریکی میں غرق ہے
اور کون تم میں سے اپنی زمین میں مکرم ہے
جس نے اس کے خوف سے امن چکھ لیا
آنکھوں کے سامنے ایک ہی سکون ہے
ان کے درجات میں سب برابر ہیں
اگر تجھے جواب دیں تو تجھے بتائیں گے
زبانوں سے جو اپنے حالات کے بعد حقائق بیان کرتے ہیں
مطیع تو باغ میں رہنے والا ہے
اور جو چاہتا ہے راحت پاتا ہے
سرکش مجرم قبر میں پلٹ رہا ہوتا ہے
اور اپنی حیات کی طرف پناہ لیتا ہے
بچھو اس کی طرف بھاگتے ہیں
اس کی روح ان کے ڈسنے سے سخت عذاب میں ہوتی ہے

اے اللہ کے بندو! تمہیں کیا ہے۔ غفلت سے بیدار نہیں ہوتے۔ اور نیند سے نہیں جاگتے۔ اور مدھوشی سے صحیح نہیں ہوتے۔ اور شہوات سے نہیں اکتاتے۔ اور بہت سی لذتوں کو نہیں چھوڑتے۔ اور قبروں کی ہولنا کی یاد نہیں کرتے۔ اور قبروں کی تنگی کو نہیں سوچتے۔ بیشک ملک الموت تمہاری لذتوں پر تمہاری عیش وعشرت کی زندگی، اور دنیا کی لذت پر آتے ہیں۔ پس تم جلدی کر و اس سے پہلے کہ وہ جلدی کر جائیں۔

بعض اخبار میں ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جس دن آپ کو شہید کیا گیا اور فرمایا: اے امیر المومنین! تمہیں بشارت ہو انہوں نے فرمایا: کس چیز کی؟ انہوں نے فرمایا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جب لوگوں نے کفر کیا۔ اور آپ کے ساتھ چل کر جہاد کیا جب لوگوں نے آپ کی مخالفت کی۔ اور رسول

اللهﷺ جب دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ سے راضی تھے۔ آپ کی خلافت میں دو بندوں نے بھی مخالفت نہ کی اور آپ کو شہید کیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر ہر وہ چیز جس پر سورج طلوع ہوتا ہے یا غروب ہوتا ہے میری ہو جائے تو میں اس کو موت کی ہولنا کی پر خرچ کر دوں۔ جب یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے جو امام سنت، حبیب امت، سراج اہل جنت ہیں آپ نے یہ فراق اور جدائی کے وقت فرمایا: اور موت کی ہولنا کی سے ڈرایا تو لھو ولعب، بہتان اور کذب والوں کا کیا حال ہوگا۔ ہماری مثال اُن لوگوں کی ہے جنہوں نے گناہوں میں اپنی زندگیاں فنا کر دیں اور اللہ کی معصیت میں اپنے دن ضائع کر دیے اور قبروں سے غافل ہو گئے اور قیامت کی ہولنا کی میں فکر نہ کی۔

داؤد الطائی سے روایت ہے کہ وہ ایک عورت پر گزرے جو قبر پر رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی:

زندگی ختم ہو گئی اور تو نے اسے نہ پایا
جب تجھے قبر میں لوگوں نے رکھ دیا
میں مصیبت کی لذت کیسے چکھوں گی
تجھے تیرے یمن کے لوگوں نے بند کر دیا

داؤد کہتے ہیں میں نے اسے سنا کہ وہ احباب، عشاق اور اصحاب کو یاد کر رہی تھی جن کے نہ آثار ہیں اور نہ زمین پر گھر ہیں۔

میں قبور پر گزرتا ہوں اور انہیں دیکھتا ہوں
گویا ان میں میرا کوئی دوست نہیں ہے
میں ناپسند کرتا ہوں کہ ان سے سوال کروں
کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وہ سوال کا جواب نہیں دیتے

اے اللہ کے بندو! جو ابھی تک گذشتہ امم سے قبور حالیہ تک ذکر گزرا ہے اس کا مقصد یہ تھا کہ تم اپنی بقیہ معمولی عمر پر نظر دوڑاؤ پھر تم قبروں کی طرف جاؤ اور تمہیں گھروں اور مخلوق

سے نکالا جائے گا۔تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔اے مومنین کے گروہ میرے مسلمان بھائیوں کی جماعت۔کوشش کرو اور بہت زیادہ کوشش کرو عمل صالح کی تیاری کرو اپنے لیے جو کچھ تم قبر میں پا سکو۔اور قبروں میں اترنے سے پہلے اپنے آپ پر رو لو اور یہ پڑھو:

ہر آدمی کے لیے اس کی فنا کے ساتھ قبر ہے

یہاں تک کہ اس کا جسم اس کی گود میں چھپتا ہے

اور محشر موتی میں ان کی قبروں کے سامنے

اور مقدم اپنے اندر ہلاکت ڈالتا ہے

اور پھر یہ پڑھو:

آدمی رہن ہے مصائب ختم نہیں ہوئے

فہم ناقص ہے اور قبریں زیادہ ہیں

جو مؤخر ہے وہ ہلاکت اہل خانہ میں ڈالتا ہے

ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس کی زندگی لوٹ آئے

اے مغرور! اپنے بھائیوں اور آباء کو یاد کر۔اپنے اہل خانہ اور پڑوسیوں کو یاد کر۔اپنے احباب اور اخوان کو یاد کر۔تیرے وہ دنیا کے دوست کہاں ہیں۔تیری زندگی میں جو دوست تھے وہ کہاں ہیں؟ وہ چلے گئے اور تجھے چھوڑ گئے۔اہل اور احباب کو تنہا کر گئے۔قریبی رشتہ دار اور اصحاب کو چھوڑ گئے ان کے اجسام قبروں میں جا چکے۔قبروں نے ان کی جلد کو بدل دیا۔ان کی روحیں اس دن کی منتظر ہیں جس میں راز فاش ہو جائیں گے۔ان میں سے کچھ وہ ہیں جنہیں نعمتوں اور ہمیشگی کے ساتھ سرفراز کیا گیا اور کچھ وہ ہیں جو وِرد میں ہیں اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔لقمان بن عاد کہاں ہیں؟ ثمود، شداد، فرعون جو میخوں والا مشہور تھا کہاں ہیں؟ کہاں ہے جس نے بلاد میں سرکشی کی اور فساد کو عام کیا۔یہ سارے ستون ہلاک ہو گئے اور قبروں کی تاریکی میں چلے گئے۔جہاں نہ بستر ہے نہ تکیہ ہے۔اے غافل یاد کر بادشاہ اور کسریٰ کہاں ہیں۔کہاں ہیں وہ بڑے بڑے جابر اور سرکش کہاں ہیں؟ جنہوں نے مال

جمع کیے اور بڑے بڑے لشکروں کے قائدین کدھر گئے؟ وہ اپنے اعمال کے ساتھ پراگندہ حال قبروں کی تاریکی میں ہیں۔ وہ اس پر اترے جو مال انہوں نے اکٹھا کیا ہوا تھا۔ موت نے ان کی رگیں کاٹ دیں۔ مصیبت نے ان کے احوال بدل دیے۔ ان کی آنکھیں ان کے رخساروں پر بہہ گئیں۔ ان کے گوشت کیڑوں مکوڑوں کی خوراک بن گئے۔ ان کے مال ان کے مٹی میں دفن ہونے کے بعد تقسیم ہو گئے۔ ان کے عیال نے ان کے بعد نکاح کر لیا۔

ابن سماک کی حکایت

ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ ایک جنازے پر آئے جب قبور پر آئے تو بہت روئے اور اپنے دوستوں سے کہا: اے معشر اخوان! کیا اس نے موت کی تیاری کی ہے جو اس کے لیے تیار کی گئی ہے اور جو اس کے سامنے ہے؟ کیا اس نے قبر میں نزول اور تنہائی کے دن کی تیاری کی ہے؟ کیا نوجوان اپنی موت کے لیے تیار ہے؟ اے وہ جس کے شباب نے اس کی سختی اور اس کی شدت قوت کو نہیں بدلا۔ اے وہ شیخ جس نے اپنی مدت گزارنے میں جلدی کی۔ تو جتنی اس کی زندگی کی رمق باقی ہے اس میں اپنی رفتار تیز کر لے وہ کس کی انتظار کر رہا ہے۔ جس نے اپنے آباء، اپنی ماں، اپنے بھائی کو دفن کیا۔ مٹی جس کا فرش اور اوڑھنا ہے وہ خوش نہیں ہوتا۔

بعض صالحین سے روایت ہے کہ وہ ایک مریض پر داخل ہوئے اور وہ سکرات کی سختی میں تھا۔ انہوں نے اس سے کہا: تمہارا کیا حال ہے؟ وہ رونے لگ گیا اور کہا میں نے دنیا سے کوچ کر لیا اور میری قیامت قائم ہو گئی۔ صبح میرے جنازہ کو کندھا دینے والے کم تھے۔ میرے اہل نے میری قبر کھودنے میں بڑی جلدی کی اور مجھے بڑی جلدی اس کی طرف لے کر گئے۔ گویا وہ میری صورت جانتے ہی نہیں تھے۔ صبح میرا دن اور میری ساعت مجھ پر آ گئی۔ میرے بھائیو! یہ سب کچھ اس کے لیے نہیں ہے جو چلا گیا بلکہ واللہ اس کے لیے بھی ہے جو چلا گیا اور جو باقی ہے۔ قبر اور اس کی وحشت امر لازم ہے قبر اور اس کی پیاس آ کر رہے گی۔ اپنے آپ میں غور و فکر کرو جب تک تمہیں غور و فکر نفع دے اور موت کی تنہائی میں فکر کرو۔ جب تک تمہارے لیے

فکر مباح ہے نزع کے آنے سے پہلے اور زوال حسرت سے پہلے۔ اور جہاں جھوٹ نہیں بولا جاسکتا۔ بیشک ایام دھوکہ ہیں اور قبر کی طرف راستہ ہیں اور پھر یہ پڑھو:

یہ قبریں کیوں جواب نہیں دیتیں
جب کوئی دوست انہیں پکارے
یہ گڑھا ہے جو چھپاتا ہے ان کے اوپر
بڑے بڑے پتھر ہیں
ان میں بچے ہیں، اطفال ہیں
جوان ہیں بوڑھے ہیں
کتنے ہی گہرے دوست ہیں کہ جن کی
جدائی میں میرا نفس چین نہیں پاتا
جن کو میں نے قبروں میں پتھروں میں
چھوڑ دیا جبکہ وہ میرا دوست تھا

بعض صالحین سے روایت

کسی صالح سے روایت ہے کہ وہ ایک جنازہ پر حاضر ہوئے جب انہوں نے اس کو قبر میں رکھا اور اس کے اہل چلے گئے وہ اپنے دوست کی قبر پر کھڑے ہو گئے اور آواز دی: اے حبیب، اے فلاں دوست! کسی نے انہیں جواب نہ دیا تو وہ یہ پڑھنے لگے:

اے دوست تو جواب کیوں نہیں دیتا
کیا میرے بعد تمام دوست بھول گئے

کسی نے اسے جواب دیا جس کی وہ آواز سنتا تھا۔ اور اس کو دیکھتا نہیں وہ کہہ رہا تھا۔

دوست کہتا ہے میں تمہیں جواب کیسے دوں؟
میں تو مٹی اور پتھروں میں رھن ہوں
میرے محاسن تو مٹی کھا گئی اور تم بھی بھول گئے

میں اپنے اہل اور حباب سے پردہ کر گیا

تم پر میری طرف سے سلام ہو اب

ہمارے درمیان عام نسب ختم ہو گئے

اے مسکین یہ تمہاری صفت ہے، تمہارے بھائی، احباب، پڑوسی، اصحاب سب کی یہی صفت ہے۔ ان سے عبرت حاصل کرو اور اپنے آپ کو نصیحت کرو اور اپنی لمبی زندی پر رو لو۔ اپنے ایام وحشت پر، موت کے بعد پر، قبروں میں اپنی غربت، تنہائی اور وحدت پر، ممکن ہے اللہ تم پر رحم فرمائے اور قبر میں اپنی رحمت سے تمہارا مونس ہو۔ اور اس کو اپنے نور سے روشن کرو۔ اور تمہاری قبر کو جنت کی منزلوں میں سے پہلی منزل بنا دے۔ اور اس میں تمہیں عذاب سے نجات دے دے۔ بیشک وہ منان اور کریم ہے فضل کرنے والا رحیم ہے۔ رب کریم قبر میں اپنے بندے پر سب سے زیادہ رحیم ہے جبکہ اس کے اہل اور لوگ تو چلے جاتے ہیں تو جو رب کا ذکر زیادہ کرتا ہے وہ جنت کے باغوں میں سے باغ پا لیتا ہے۔

کوئی ایسا دن نہیں ہوتا جس دن زمین پانچ کلمات سے آواز نہ لگائے۔

اے ابن آدم! تو میری پشت پر چلتا ہے جبکہ تیرا ٹھکانہ میرا پیٹ ہے۔

اے ابن آدم! تو میری پشت پر ہنستا ہے جبکہ میرے پیٹ میں روئے گا۔

اے ابن آدم! تو میری پشت پر خوش ہوتا ہے جبکہ میرے پیٹ میں غمگین ہو گا۔

اے ابن آدم! تو میری پشت پر گناہ کرتا ہے جبکہ میرے پیٹ میں تجھے عذاب ہو گا۔

اے ابن آدم! تو میری پشت پر حرام کھاتا ہے جبکہ میرے پیٹ میں تجھے کیڑے کھائیں گے۔

کتنے ایسے لوگ ہیں جن کی زندگی میں ان سے حسد کی جاتی تھی۔ اب ان سے محبت کی جائے گی۔ اگر تمام وہ مال جو اس نے جمع کیا اور پیچھے چھوڑا اس کے دشمنوں اور حاسدوں کے لیے ہو جائے۔

کتنے ایسے لوگ ہیں جو اپنے عیال کے لیے ترک کرتے ہیں مال چھوڑتے ہیں جوان

کے معاد کے لیے موزوں ہوتا ہے جبکہ قبر میں اپنا ٹھکانہ بنائے ہوئے ہے۔

موت مجھ سے چھین کر لے گئی

میرا حسن ساتھ ہی بوسیدہ ہو گیا

میں نعمتوں سے چلا گیا

بُعد اور جفا کی منازل میں

میرے دوستوں نے مجھ پر جفا کی

اور مجھے قبر میں چھپا دیا

اے بھائی! ان کے کفنوں میں غور و فکر کرو۔ ہواؤں کے بدلنے میں، موت کے حملے میں، بچھو اور سانپ کے ڈسنے میں، مٹی کے نیچے اور تاریکی میں بقاء میں، غور و فکر کرو۔ اپنے بھائیوں کی طرف دیکھو قبروں کے بچھونے میں، کیسے لوگ اور محافظ عدم ہو گئے۔

ان کی حرکات منقطع ہو گئیں

اور ان کے سانس ان سے ختم ہو گئے

تو اندھا بنا ہوا ہے جبکہ تو صاحب نظر ہے

اور جاہل بنا ہوا ہے جبکہ تو جانتا ہے

تو دنیا کو بنا تا رہا ہے گویا تو نے ہمیشہ رہنا ہے

جس میں تجھے آزمایا گیا ہے ڈرانے والا ہے

جب حکم نے تیری آنکھوں کو دکھایا تھا

اور ہمیں نہیں بتایا تھا کہ بقاء چلی جائے گی

تو اسے لے لے اور جو تو کرنے والا ہے کر لے

بیشک متقین کے گھر قبریں ہیں

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک جنازہ دیکھا جس کو لحد میں رکھا گیا تھا تو فرمایا:

اے وہ جس کے لیے واضح نصیحت ہے اگر تو زندہ دلوں کو ملے واللہ موت نے دنیا کو سوا کردیا اور کسی ذی نسب کو خوش نہیں چھوڑا پھر قبور کی طرف اشارہ کیا اور روئے اور فرمایا: یہ اہل محلہ ہیں ان کے شر جوان کے پاس تھے انہیں کافی ہیں۔ اگر بندہ ان پر رحم کرے تو انہیں ایسی چیز کے ساتھ ملے جو ان پر رحم کا سبب بنے۔

اے اللہ کے بندو! جان لو کہ قبور دنیا اور آخرت کے درمیان منازل ہیں۔ آج یہ جان لو یہ تمہارے بھائی ہیں جو چلے گئے اور تم نے ان کے پیچھے جانا ہے۔ اے اپنے بھائی سے پیچھے رہ جانے والے تو بھی کل مرجائے گا۔ تیرے بعد باقی رہنے والا تیرے بعد مرجائے گا۔ الاول فالاول۔ اس کے بعد سب نے مرجانا ہے۔ موت سب پر عام ہے تم سب اس کی سکرات میں برابر ہو۔ قیامت تک تم سب وہاں اترو گے۔ اللہ سے ڈرو اور مٹی کے طبقات میں تاریکیوں میں، لمبی مصیبت میں، غوروفکر کرو۔

اے بھائی تیرا دل کیسا ہے صاف ہی نہیں ہوتا؟
گویا تو موت کو حق نہیں سمجھتا
اے ان کے بیٹے جو فنا ہو گئے اور ختم ہو گئے
خبردار یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ چلے گئے اور تو باقی رہے
تجھ سے زیادہ تیرے زادراہ کو گننے والا کوئی نہیں
اور تجھ سے زیادہ تیرے زادراہ کا بدبخت نہیں ہے
اور تیرے نفس کا تیرے پاس ٹھکانہ نہیں
جب تیری مدت اور رزق پورا ہو جائے

غوروفکر کرو سرکش بادشاہوں میں، جابر حکمرانوں میں، جنہوں نے دنیا کو آباد کیا کونے کونے تک بادشاہت کی، اس کے محلوں میں آباد ہوئے، تم سے کہیں زیادہ قوی تھے، قوی جسم والے، لمبی عمر والے، جو کمایا تھا وہ اہل اور احباب کے لیے چھوڑ گئے، اور ان کے بعد ان کے گھروں میں ان کے دوست آباد ہو گئے، دن اور رات ان سے دور ہو گئے اور وہ اپنے

عملوں کے بوجھ پر اترے، اگر تم ان کو تھوڑے ہی عرصے بعد قبروں کی تاریکیوں میں دیکھو، ان کی جلدیں پھٹ گئیں، ان کے رخسار ٹکڑے ہو گئے، لحد ان کے جسموں پر تنگ ہو گئی، دوست نے ان کے بعد دوسرا دوست بنا لیا، اور ان کے ابدان کچھ نہ رہے، اے بھائی غور و فکر کر اور جلدی توبہ کر لے، اور شیطان کی پیروی مت کر وہ انسان کو ذلیل کر دیتا ہے اور رحمٰن کے اولیاء بن جاؤ، شیطان کے اولیاء نہ بنو، ممکن ہے اللہ تمہیں عذاب میزان سے بچا لے، اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر دے۔ اور یہ پڑھو:

اپنے ٹھکانے کے لیے خوب عمل کر
اور اپنے فعل قبیح پر نادم ہو
تو کوتاہی نہ کر جبکہ تجھ میں روح ہے
عنقریب تو بغیر روح کے ہو جائے گا
اپنے رخسار کو آنسوؤں سے زخمی کر
کوشش کے ساتھ اپنے زخمی دل سے
تو پھر تلاش کر اس دن سے پہلے
جس میں تو پتھروں میں منتقل ہو جائے
اے نفس کل میں پھینک دیا جاؤں گا
اور مجھ پر مٹی برابر کر دی جائے گی
تو نوحہ کر اگر قبر میں آ گیا
تو پھر نوحہ نہیں کر سکے گا (اعمال پر نوحہ)

میرے دوستو! میرے ساتھ حزن و بقاء میں لگ جاؤ، غم اور دکھ کی طرف کھڑے ہو جاؤ، اللہ قبر کی تاریکیوں میں ہم پر رحم کرے، بیشک قبر صبح و شام ہمیں ندا دیتی ہے۔

کوئی صالح شخص قبرستان میں کھڑا تھا اور پڑھ رہا تھا:

ہمارے احباب غضب میں ہوں یا خوش

کب تک یہ رکاوٹ ہوگی
اگر تم سوئے ہوئے ہو تو اٹھو
کب تک تم سوئے رہو گے اور ہم بیٹھے ہیں
کیا تم نے ہمیں چھوڑ دیا عیب کی وجہ سے
جو ہم میں تھا بیشک ہم نہیں لوٹیں گے

کسی صالح سے ہی روایت ہے فرماتے ہیں: میرا ایک دوست فوت ہو گیا میں اس پر غمگین ہوا کیونکہ اس میں صلاح اور خیر تھی اور حسن طریقت تھا میں نے اسے خواب میں دیکھا اور اس کا حال پوچھا وہ کہنے لگا:

اے میرے بھائیو! میں تمہیں ڈراتا ہوں
اس ہولناکی سے جو قبر میں ہے
میں نے وہ دیکھا ہے جو تم نے نہیں دیکھا
اور جاننے والا آزمایا جاتا ہے
جو میرے پاس آیا ہے وہ بڑا ہی جلال
والا ہے اور ڈرانے والے نے عذر کر لیا
بیشک تو غرور میں ہے
خبردار تجھے شیطان دھوکہ نہ دے
بیشک موت تیرے سامنے ہے
اور قبر، بعث اور نشور تیرے سامنے ہے
یا جنت کی طرف یا جہنم کی
طرف اس کا ٹھکانہ ہے

اے معشر مسلمین! اللہ سے ڈرو اس نیند کے بوجھ سے بیدار ہو جاؤ بیشک تمہارے سامنے قبور کی وحشت ہے اور موت کی ہولناکی کی پیاس ہے۔ جس نے اپنے دن بطالت

وجہالت میں گزار دیے اور اس کے اعمال نامہ میں گناہ اور مصائب زیادہ ہوئے تو کل قبر اس کے لیے مقام حسرت ہوگا۔

اے شخص دیکھ اور توبہ کر
کوچ کا وقت آ گیا ہے
تنگ محل کی طرف
جس میں حیلے ختم ہو جائیں گے
تیرا کوئی مونس نہیں ہوگا
سوائے تقویٰ اور عمل کے

اے غلام جو محراب میں
کھڑا ہو کر دعا مانگ رہا ہے
وہ اپنے سجدہ میں کہتا ہے
اور اس کے آنسو بہہ رہے ہیں
اے ظاہر! اے باطن
اے مالک! جلدی نہ کرنا
میرے تمام گناہ بخش دے
تیری شان فضل کرنا ہے
تو مجھ پر توجہ فرما
یہی آرزو اور امید ہے

یہ آدمی قبرستان میں داخل ہوتا ہے اور کہتا ہے۔ اے قبر اور لحد کے مہمانو تم پر سلام ہو، اے کیڑوں کی خوراک تمہارا سفر کتنا طویل ہے تمہارا راستہ کتنا خوفناک ہے؟ میں جانتا ہوتا کہ تمہارا کیا حال ہے، تم اپنے اعمال کے مرہون ہو، تم امیدوں کے ساتھ ختم ہو گئے بلکہ کاش میں جان لیتا کہ میں زندگی بھیجتا جو تمہارے پاس ہوتی یا نوید کی خوشی تمہارے رب کے

پاس آنے کی۔ تم ہم پر سبقت لے گئے اور تم نے لبیک کیا، تم نے دعوت پر ہم سے قبل جواب دیا، ہم تم پر آنے کے منتظر ہیں اور اس نہر کے لیے جس پر آنے والے آتے ہیں، اللہ ہمارے لیے اور تمہارے لیے اس پر آنے پر برکت عطا فرمائے۔ اور ہم پر رحم فرمائے جب ہم اس منزل کی سمت چلیں جس کی سمت تم چلے ہو، پھر اس نے اپنے لیے قبر کھودی اور اس میں اترا اور اپنے رخسار کو لحد کی تہہ پر رکھا اور ندا کرنے لگا۔ ہائے افسوس جب میں اپنی قبر میں تنہا داخل ہوں گا اور زمین میرے نیچے بولے گی اور کہے گی نہ مرحبا، نہ خوش آمدید، نہ وسعت ہے نہ سہولت تیرے اعمال کی وجہ سے۔ جو تو نے میرے اوپر کیے۔ اب تو میرے بطن میں کیسے آیا ہے تاکہ میں تم پر اپنی امیدیں تنگ کردوں تمہیں ناپسندیدہ مصیبت کا مزہ چکھاؤں۔ ہائے افسوس جب میں اپنے عمل کا بوجھ لیے اپنی لحد سے نکلوں گا اور میرے ماں باپ مجھ سے بری ہوں گے بلکہ ہائے افسوس میرے لمبے کذب پر۔ جب میرا رب مجھے پکارے گا فلاں بن فلاں کہا ہے؟ پس میں اپنے پڑوسیوں سے ظاہر ہوں گا، میرا راز لوگوں کے سامنے ظاہر ہو چکا ہوگا اور میں ننگا اور ذلیل کھڑا ہوں گا اور طویل کرب میں ہوں گا پھر مجھے آسمانوں اور زمینوں کے رب کے سامنے کھینچ کر لے جایا جائے گا۔ ہائے افسوس جب میں اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوں گا اور وہ مجھ سے کہے گا: اے میرے بندے تو نے مخلوق سے میری معصیت کو چھپایا اور مجھ سے اس کے ساتھ مقابلہ کیا جبکہ میں تجھ پر سب سے بڑا گواہ تھا کیا میں تجھ پر آسانی سے نہیں دیکھ رہا تھا؟۔

پھر وہ بے ہوش ہو کر گر گیا جب اسے آفاقہ ہوا تو اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا: اے میری تمام کائنات، جو میرے راز و نیاز سے واقف ہے، اے وہ ذات جس پر میرا زندگی میں اعتماد ہے اور موت کے بعد جو میری پناہ گاہ ہے، مجھے موت کے بعد ذلیل نہ کرنا، اور میری قبر میں مجھے تنہا نہ چھوڑنا، اے ہر ندا کو سننے والے۔

آؤ قبر پر کھڑے ہو کر طویل روئیں

اور بڑی بیماری کا علاج آنسو سے کریں

ممکن ہے آنسو ہمیں نجات دے دیں
ہماری بیماری سے اور خلیل شفا دے دے
اور ہم احباب سے پوچھیں تم نے کیسا پایا
سکراۃ الموت اور سوالات قبر
اگر وہ جواب دے سکیں تو کہیں
ایسی پیاس جس نے عزیز کو ذلیل کر دیا
محلوں کو قبروں سے بدل دیا گیا
پھر قیام کے بعد بھاری ہلاکت ہے

عمل کے فوت ہونے سے قبل قبر کی تیاری کرو۔ موت کے آنے سے قبل توبہ میں جلدی کرو۔ اپنے دلوں میں خوف کے شعلے جلالو۔ قبر کے لیے تیاری کرلو۔ جبکہ تم وسعت اور مہلت میں ہو۔ بیشک موت آئے گی۔ عمر فنا ہوگی۔ راستہ طویل ہے۔ زادراہ قلیل ہے۔ اور ہائل کا ھول ثقیل ہے۔

رات کی تاریکی میں اپنے آقا کو
پکار جو تجھے کافی ہے
اور موت کے حملے سے بے خوف نہ ہو
بیشک موت تجھ پر آئے گی
جو تجھے لے کر جائے گا وہ
قبر میں تجھے اتارے گا
اور تو نے اپنی لحد میں ارادہ کیا
تیرے گناہ معاف ہو جائیں گے
پس اے میرے حاجت روا مشکل کشا
تمام مخلوق تجھ پر امید رکھتی ہے

اے وہ کہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہے
جو تیری نعمتوں کو شمار کرے
ہمارے گناہ اور حساب سے تجاوز کر
اور ہماری تیرے بارے میں امید کو ثابت فرما

اے بھائے! رات کی تاریکی میں اپنے رب کے سامنے کھڑا ہو جا اور اس سے مانگ وہ تیری قبر میں عذاب الیم کے لیے کافی ہوگا۔

ابن اسود سے حکایت

حجاج بن اسود سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا گویا میں قبرستان میں داخل ہوا جب کہ قبروں والے قبروں میں سوئے ہوئے تھے۔ کچھ تھے جو ریشم پر سوئے ہوئے تھے، کچھ سندس پر محو استراحت تھے، کچھ دیباج پر آرام کر رہے تھے، تو کچھ یاسمین اور ریحان کے مزے لے رہے تھے، کچھ سندس میں مسکرا رہے تھے اور کچھ کا نور چمک رہا تھا اور کچھ ایسے بھی تھے جو بڑے سخت کرب میں تھے کچھ قبر کی تنگی اور وحشت میں غم زدہ تھے۔ میں اپنی خوب میں رویا پھر میں نے کہا: اے میرے رب اگر تو چاہے تو کرامت میں انہیں برابر کردے۔ کسی نے ان سے آواز دی اے حجاج! یہ تو نے احوال کی برتری دیکھی یہ اعمال کی منازل ہیں اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا ہے۔ میں ڈر کر اور گھبرا کر جاگا:

متحرک ہو جا اگر قادر ہے اور طویل قیام کر
اس کی نیند مٹی میں لمبی ہو جائے گی
ثابت کر جو تو کہتا ہے تو وہ بندہ ہے جس سے
سوال کیا جائے گا پھر تو جواب کا عقل رکھے گا
اپنے عمل کو مٹا دے اور کوشش کر
اللہ کی طرف رجوع کر تو سعادت پائے گا

اللہ کے بندو! تمہاری شہوات کی مرضوں سے اور کوئی دوا نہیں ہے سوائے توبہ

اور ندامت کے گزشتہ اعمال پر اور اچھی واپسی کی امید ہے۔ اللہ تمہیں معاف فرمادے گا جو پوشیدہ گناہ تم نے باندھے ہوئے ہیں اور خفیہ اسرار لپیٹے ہوئے ہیں اور قبروں کی تاریکیاں تمہارے لیے روشن کردے گا۔

آخری قول

مسافر وہ نہیں جو شام اور یمن کا مسافر ہے
مسافر لحد اور کفن کا مسافر ہے
بیشک غریب کا غربت کے لیے حق ہے
مقیمین پر جو وطن اور شہر میں ہیں
مسافر کو اس کی غربت پر مت جھڑک
زمانہ اسے ذلت اور پیس کر جھڑکتا ہے
میرا سفر بعید ہے اور زاد راہ نہیں مجھے پہنچے گا
میری روزی کم ہوئی اور موت مجھے طلب کرتی ہے
میرے گناہ ایسے ہیں جنہیں میں نہیں جانتا
اللہ انہیں جانتا ہے جو سراً ہیں اور جو اعلاناً ہیں
اللہ مجھ پر کتنا مہربان ہے جہاں اس نے مجھے مہلت دی
میں نے گناہوں میں سرکشی کی اور اس نے ستر پوشی کی
اور میں نے گناہوں پر کوشش سے دوازے بند کیے
اور اللہ کی آنکھ مجھے دیکھ رہی تھی
اے ذلت جو غفلت میں لکھی گئی جو گزر گئی
اے حسرت جو دل میں باقی ہے مجھے مار رہی ہے
مجھے معزول کرنے والے میری معزولی ترک کر
اگر تو میرا عذر جان لے تو مجھ سے معذرت کرے

مجھے چھوڑ کہ میں اپنے نفس پر نوحہ کروں
اور زمانے کو فکر اور غم میں چھوڑ دوں
مجھے چھوڑ کہ میں نہ ختم ہونے والے آنسو بہاؤں
ہو سکتا ہے ان سے عبرت مجھے چھٹکارا دلائے
گویا میں اہل کے درمیان بستر پر
پڑا ہوں اور ان کے ہاتھ مجھے پلٹ رہے ہیں
میرے اردگرد جمع ہیں جو نوحہ کر رہے ہیں
مجھ پر رو رہے ہیں اور میرا سوگ منا رہے ہیں
انہوں نے میرے علاج کے لیے طبیب بلایا
آج میں طبیب میں نفع نہیں دیکھ رہا
میرا نزع سخت ہو گیا اور موت اسے کھینچ رہے ہی
ہر رگ سے بغیر وقفے اور نرمی کے
روح مجھ سے تڑپتی ہوئی نکلا چاہتی ہے
جب وہ تڑپی تو میری جان کڑوی ہو گئی
انہوں نے میری آنکھیں بند کیں اور چل دیے
مایوسی کے بعد اور کفن تیار کرنے لگے
اور میرا سب سے محبوب شخص جلدی میں کھڑا ہوا
اور مجھے غسل دینے کے لیے آگے آ گیا
اور کہا اے قوم مجھے ماہر غسال چاہیے
جو آزاد ہو، غریب ہو، ادیب ہو، ذہین ہو
ان میں سے ایک شخص آیا جس نے میرے کپڑے اتارے
مجھے ننگا کیا اور تنہا کیا

مجھے پھٹے پر چھوڑ دیا اکیلے میں
اور میرے اوپر پانی کا برتن صاف کرنے لگا
میرے اوپر پانی بہایا اور مجھے تین مرتبہ
غسل دیا اور کفن کے لیے پکارا
مجھے کپڑے پہنائے جن کی آستین نہیں تھی
میرا زادراہ حنوط ہو گیا جب خوشبو لگائی
انہوں نے مجھے دنیا سے نکالا ہائے افسوس
میرے سفر پر بلا زادراہ مجھے پہنچے گا
مجھے محراب میں رکھا اور امام کے پیچھے
کھڑے ہو گئے نماز پڑھی اور الوداع کہا
مجھ پر بغیر رکوع اور سجود کے نماز پڑھی
شاید اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرمائے
مجھے چار لوگوں نے کندھوں پر اٹھایا
اور باقی میرے پیچھے چلنے لگ گئے
مجھے قبر کے کنارے اتارا اور ایک
آگے آیا تاکہ مجھے لحد میں اتارے
میرے چہرے سے کپڑا ہٹایا تاکہ مجھے دیکھے
آنسو اس کی آنکھوں سے نکل پڑے اور مجھے دفن کیا
وہ پریشان حال پرعزم مجھ پر کھڑا ہوا
میرے اوپر اینٹ لگائی اور مجھے الوداع کہا
اور کہا آؤ اس پر مٹی ڈالو
اور رحمان ذی المنن سے ثواب لوٹ لو

قبر کی تاریکی میں جہاں
نہ کوئی باپ شفیع ہے اور نہ کوئی بھائی غمخوار
مجھے اس صورت نے دہشت زدہ کر دیا ہے
جب قیامت کی ہولناکی مجھے ڈرائے گی
منکر اور نکیر سے جو میں انہیں کہوں گا
اس منظر نے مجھے ڈرا دیا اور دردمند کر دیا
انہوں نے مجھے بٹھایا اور سوال کیے
اے میرے رب تیرے علاوہ کوئی نہیں جو مجھے نجات دلائے
مجھے اپنی عفو سے احسان کر اے میری امید
میں اپنے گناہوں سے بندھا ہوا ہوں
میری بیوی نے اپنا خاوند بدل لیا
اس کو اموال اور مکان پر حاکم بنا دیا
میرا بیٹا اس کی خدمت کے لیے غلام ہو گیا
میرا مال بلا ثمن ان کے لیے حلال ہو گیا
تجھے دنیا اور اس کی زینت دھوکہ نہ دے
تو اہل اور وطن میں اس کا فعل دیکھ
دنیا پر قناعت کر لے اور اس پر راضی ہو جا
تیرے لیے صرف بدن کی راحت ہو
تو خیر کو کاشت کرتا کہ تو اس کا پھل اٹھائے
اور شر کو نرمی پر موقوف کر دے
اے نفس نافرمانی سے رک جا، اور خوبصورت
عمل کرتا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم کرے

اے نفس توبہ کر اور نیک عمل کر
ہوسکتا ہے تجھے موت کے بعد عمدہ صلہ ملے
پھر درود ہو مختار پر ہمارے آقا پر
جب تک شام اور یمن میں زمین صحیح ہے
اور تیرے لیے ہی تعریف ہماری صبح کو بھی ہماری شام کو بھی
خیر کے ساتھ، مہربانی کے ساتھ، احسان اور عنایات کے ساتھ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اے وہ شخص جس کے باپ دادا گزر گئے
اس کا دوست اس کا بھائی زمین کا باسی ہے
اس کے رشتہ دار دارِ فانی کو چل دیے
اور قبور کے گڑھوں پر گھر بنا لیے
اس نے بھائیوں اور رشتہ داروں کی قیامگاہ دیکھی
مٹی میں، وہ برزخ میں قیام کر گئے
کیا تو ان کی قبروں پر نہیں آیا کہ ان سے پوچھے
کہ وہ قبر میں کس سے ملے
قبر تجھے ضرور بتائے گی کہ فنا کے احکام ان
پر جاری ہوئے اور انہوں نے وطن کا ارادہ کیا
وہ تجھے ضرور بتائیں گے کہ انہوں نے پالیا
لکھا ہوا عمل جو انہوں نے کیا تھا
حفاظت کرنے والوں نے اعمال میں زیادتی نہ کی
ذرہ کے برابر بھی اور نہ کمی کی

کسی عبادت گزار سے روایت ہے کہ اس نے کہا اے میرے رب! میں تیری نافرمانی

میں سخت تھا، تیری اطاعت میں کمزور تھا، تیری ناراضگی میں مضبوط اور تیری خدمت میں کمزور تھا، میرا کیا حال ہوگا، کیا تو مجھے میرے جرم کے باوجود قبول کرلے گا یا مجھے جرم کی سزا دے گا؟ پھر وہ بے ہوش ہوگیا اور زمین پر گرگیا۔ اس کی پیشانی سے خون بہہ نکلا، اس کی ماں اس کی طرف گئی، اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، اس کی پیشانی کو صاف کیا، رونے لگ گئی اور کہا: اے دنیا میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک، آخرت میں میرے دل کا ثمر اپنی بوڑھی ماں سے بات کر اور ماں کی بات کا جواب دے، کہتے ہیں: کہ جب جوان کو ہوش آیا تو اس کا ہاتھ کلیجے پر تھا، اس کی روح جسم میں بھٹک رہی تھی، اس کے آنسو اس کی رخسار اور اس کی ریش پر تھے اور اس نے اپنی ماں سے کہا: اے ماں! یہ وہ دن تھا جس سے میں ڈر رہا تھا، یہ وہ گرنے کا دن تھا جس سے میں خوفزدہ تھا، یہ ہولناکیوں کا دن ہے، بوجھ کی لغزش کے سقوط کا دن، ہائے افسوس گزشتہ خالی دنوں پر، ہائے افسوس ان لمبے دنوں پر جن میں میں کچھ نہ کرسکا، آگے نہ بڑھ سکا۔

اے ماں! میں ڈر رہا ہوں کہ جہنم میرا ٹھکانہ نہ بن جائے، ہائے میرا غم اگر میرا سر جہنم میں ڈال دیا گیا اور میری سانسیں اس میں منقطع ہوگئیں، اے ماں! میں جو کہتا ہوں وہ کر، اس نے کہا: میرے بیٹے، میری جان تجھ پہ قربان تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے ماں سے کہا: میرا چہرہ زمین کے بل کر دینا، میرے چہرہ کو اپنے پاؤں سے روند دینا، تاکہ میں ذلت کا ذائقہ دنیا میں چکھ لوں، اپنے آقا اور مولیٰ کے لیے چکھوں ہوسکتا ہے وہ مجھ پر رحم فرما دے، مجھے بھڑکتی ہوئی آگ سے نجات دے دے۔ اس کی ماں کہتی ہے: میں اسی وقت اٹھی، اس کا چہرہ زمین کی طرف کیا اس کی آنکھوں سے چھم چھم آنسو بہہ رہے تھے، میں نے اس کے رخساروں کو اپنے پاؤں سے روندا، اور وہ ہلکی سی آواز سے کہہ رہا تھا، یہ گنہگار اور نافرمان کی سزا ہے، یہ اس کی جزا ہے جس نے خطا کی اور مایوس ہوگیا، یہ اس کی جزا ہے جو اپنے آقا کے دروازے پر کھڑا نہ ہوا، یہ اس کی سزا ہے جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا خیال نہ کیا، وہ کہتی ہے پھر وہ قبلہ کی طرف پھرا اور کہنے لگا ”لبیک لبیک، لاالٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین“۔

میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، میں ظالمین میں سے تھا۔

پھر وہ اپنی جگہ پر مر گیا، اس کی ماں نے خواب میں دیکھا، گویا اس کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے جو بادلوں سے نکل رہا ہے، اس کی ماں نے کہا: میرے بیٹے! تیرے آقا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا: میرے آقا نے میرا مقام بلند کر دیا، مجھے محمد ﷺ کے قریب کر دیا، اس کی ماں نے اس سے کہا: اے بیٹے! میں وفات کے وقت تجھ سے کیا سن رہی تھی؟ اس نے کہا: میری ماں مجھے آواز دینے والے نے آواز دی، اے عمران، اللہ کے داعی کو جواب کہو، میں نے اسے جواب دیا اور اپنے رب عزوجل کو لبیک کہا، اللہ اس پر رحم فرمائے۔

اے انسان! اور ہم سب انسان کے مخاطب ہیں، خواب غفلت سے جاگ، آسائش کو چھوڑ، وقت آ گیا ہے کہ تیرے لیے طبیب کو بلایا جائے، فلاں نے وصیت کی اس کا تمام مال چن لیا گیا، وہ دنیا اور اس کے علائق سے آزاد ہو گیا، اور آخرت اور اس کے حقائق کی طرف آ گیا، پھر تیرا دل کمزور ہو گیا، تیری زبان بھاری ہو گئی، تیری گفتگو ختم ہو گئی، تیری وصیت زیادہ ہو گئی، تیرا کرب بڑھ گیا، غم زیادہ سخت ہو گئے، عورتوں کی چیخ و پکار بلند ہو گئی، محبت کرنے والے دوست کا غم اور دشمن حاسد کی خوشی بڑھ گئی، پھر تجھے کہا جائے گا: یہ تیرا چھوٹا بیٹا، یہ تیرا بڑا بیٹا، یہ تیری چھوٹی بیٹی، یہ تیری بڑی بیٹی، لیکن تو ان کو جواب نہیں دے پائے گا اور ان سے بات کی طاقت نہیں رکھے گا۔ پھر تجھ پر نزع اور جان کنی کا عمل سخت ہو جائے گا۔

ملک الموت تیری کمزور روح چھین لیں گے اور لے کر تیرے مہربان آقا کی طرف چلے جائیں گے۔

بس تو توبہ کر اس سے پہلے کہ تو توبہ کرے اور تجھ سے توبہ قبول نہ کی جائے اور رجوع تجھے نفع نہ دے۔

اللّٰھم توفنا مسلمین والحقنا بالصالحین

اے اللہ ہمیں اسلام پر موت دے اور صالحین کے ساتھ ملا دے (آمین ثم آمین)

اللھم انی عبدک الابق فارجعنی الی طاعتک الابد وصرف قلبی الی حبک الصادق۔اللّٰھم انی عبدک المذنب المقصّر فی العمل المعرض عن الشکر۔ اللّٰھم ارجو من عفوک الواسع ورحمتک الساطع ان تتوب علی بکرمک یارب العالمین۔اللّٰھم ثبتنی علی الاسلام وامتنی علی الایمان ولا تبعدنی عن رحمتک فی القبر وفی الحشر۔

یاارحم الراحمین

اس کتاب کو پڑھنے والے سے استدعا ہے کہ وہ مترجم کی بخشش کے لیے اللہ سے ضرور دُعا فرمائے (آمین ثم آمین)۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

کی شہرۂ آفاق تفسیر کا جدید، سلیس، دلکش، دلآویز اردو ترجمہ

ادارہ ضیاء المصنفین

بھیرہ شریف کی زیر نگرانی

مرکزی دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے علماء کی ایک نئی کاوش

تفسیر در منثور 6 جلد

زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہے